عمران سیریز
مظہر کلیم ایم اے
بلڈی سنڈیکیٹ

چند باتیں

محترم قارئین!

نیا ناول "بلڈی سنڈیکیٹ" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ موجودہ دور
ں جرائم جس طرح پھیلتے جا رہے ہیں اور مجرم جس انداز میں
نظم ہو کر سامنے آ رہے ہیں اس کا نتیجہ بلڈی سنڈیکیٹ کی صورت
ں ہی سامنے آ رہا ہے۔ معصوم اور پرامن شہری تو ایک طرف رہے
ے مجرموں کے مقابلے میں پولیس اور دیگر اعلیٰ اختیارات کے
ا حکام بھی بے بس اور لاچار ہو کر رہ جاتے ہیں۔
لیکن عمران اور اس کے ساتھیوں کا تو مشن ہی
ے مجرموں کے خلاف جنگ کرنا ہے۔ چنانچہ اس ناول میں
ں یہی ہوا۔
عمران اور اس کے ساتھی تفریح تفریح میں ہی اس خوفناک
کیٹ سے ٹکرا گئے یہ ٹکراؤ اس قدر خوفناک اور خطرناک تھا کہ عمران
ے تقریباً پوری ٹیم ہی موت کی تاریک وادی میں ڈوبتی
چلی گئی ___ مگر ہمت ہارنا عمران کے مذہب میں ہی
شامل نہیں ہے۔
چنانچہ ٹکراؤ اور زیادہ عروج پر چلا گیا ___ اعصاب کو جھنجھنا دینے والا

ناشران ___ اشرف قریشی
___ یوسف قریشی
پرنٹر ___ محمد یونس
طابع ___ ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت [illegible] روپے
۳۵

خوفناک ٹکراؤ ـــــ ہر طرف گولیوں کی تڑتڑاہٹ ـــــ بموں کے دھماکے اور دم توڑتے ہوئے انسانوں کی چیخیں گونجنے لگیں

اس ٹکراؤ کا نتیجہ کیا ہوا ـــــ ؟

یہ تو آپ کو کتاب پڑھنے کے بعد ہی معلوم ہوگا۔ بہرحال مجھے امید یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔

والسلام

مخلص مظہر کلیم ایم اے

وسیع و عریض ہال عورتوں اور مردوں سے پُر تھا۔ کوئی کرسی خالی نہ تھی۔ پورے ہال کو خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا ہر میز پر شراب کے جام تھرکتے ہوئے نظر آ رہے تھے اور مردوں کے پُرزور قہقہوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کی ـــــ دلآویز ہنسی نے ماحول کو رومانوی بنا دیا تھا۔ ہر ایک کی نظریں سامنے بنے ہوئے خوبصورت سٹیج پر جمی ہوئی تھیں جس کے سامنے رنگ برنگے ریشمی پردے لہرا رہے تھے۔ آج فاراک کی مشہور بیلے ڈانسر "مس پالی" کا خصوصی شو تھا۔ مس پالی بیلے ڈانس میں ضرب المثل کی حیثیت رکھتی تھی اور کافی عرصے سے وہ سٹیج پر نہ آئی تھی۔ اس لیے جب اچانک اس کے خصوصی شو کا اعلان ہوا تو دنیا اس کا شو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑی اور مہنگی ترین ٹکٹیں یوں ہاتھوں ہاتھ بک گئیں جیسے دنیا مدتوں سے اس شو کی ٹکٹیں خریدنے کے لئے سرمایہ جمع کر رہی تھی۔ لاتعداد لوگ مایوس رہ گئے تھے۔ لیکن جب اس بات کا اعلان ہوا کہ مس پالی کا یہ خصوصی

شو ٹیلی ویژن پر دکھایا جائے گا۔ تو لوگ خوشی سے ناچ اٹھے۔ چنانچہ آج شام سے ہی شہر کے بازار سنسان ہو گئے اور ہر شخص ٹیلی ویژن کے سامنے یوں جم کر بیٹھ گیا جیسے اگر مس پائی کا بیلے ڈانس نہ دیکھ سکا تو اس کی زندگی ہی بیکار چلی جائے گی۔ جو لوگ ٹکٹیں خریدنے میں کامیاب رہے تھے وہ دوپہر سے ہی ہال میں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ اور اب جیسے جیسے شو کا وقت نزدیک آتا جا رہا تھا ویسے ہی دلوں کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی جا رہی تھیں۔ ہر شخص کی نگاہ پردہ اٹھنے پر تھی۔

ہال کے ایک کونے میں عمران بھی بیٹھا الو کی طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر لوگوں کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل، جولیا، تنویر، نعمانی، صدیقی اور چوہان بھی کرسیوں پر ڈٹے ہوئے تھے۔ وہ سب ہی کل فاراک پہنچے تھے اور اس بار ان کا یہ دورہ خالصتاً تفریحی نوعیت کا تھا۔ مسلسل کام کر کے وہ سب بری طرح تھک گئے تھے اس لئے ایک بار صفدر نے کسی دوسرے ملک جا کر تفریح کرنے کا پروگرام بنایا تو وہ سب اس پروگرام میں شامل ہو گئے۔ اور پھر ظاہر ہے عمران کے بغیر تو تفریح لفظ ہی بیکار ہو جاتا تھا۔ چنانچہ ان سب نے مل کر عمران کے فلیٹ پر دھاوا بول دیا۔ پہلے تو عمران انکار کرتا رہا لیکن جب ان سب نے براہ راست ایکشن کرنے کا فیصلہ کیا یعنی نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی تو مجبوراً عمران کو بھی سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور بھر بلی کے گلے میں گھنٹی باندھنے کا فرض عمران کو ہی انجام دینا پڑا۔ یعنی ایکسٹو سے اجازت حاصل کرنے کا کٹھن۔ ظاہر ہے عمران کے لئے یہ اجازت حاصل کر لینا معمولی بات تھی۔ اور اس طرح وہ سب کل ہی فاراک پہنچ گئے۔ اور یہاں آتے ہی تنویر نے سوچا۔

س طرح مس پائی کے خصوصی شو کے ٹکٹ حاصل کر لئے اور نتیجہ یہ ر وہ سب اس وقت ہوٹل کے ہال میں بیٹھے مس پائی کا بیلے ڈانس دیکھنے کے منتظر تھے۔

'یہ بیلے ڈانس کیا ہوتا ہے مس جولیانا فنٹر واٹر" ——— اچانک عمران نے بلند آواز میں جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا ——— اور ارد گرد کی میزوں پر بیٹھے لوگ چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ان کے چہروں پر ناگواری کے آثار نمایاں ہو گئے کیونکہ ظاہر ہے یہ بد ذوقی کی انتہا تھی کہ کوئی شخص مس پائی کا ڈانس دیکھنے سے پہلے یہ پوچھے کہ بیلے ڈانس ہوتا کیا ہے

یہ ناچ کی ایک خاص قسم ہے جس میں پیٹ اور جسم کے نچلے حصے کو مخصوص انداز میں تھرکایا جاتا ہے۔ یہ انتہائی مشکل ڈانس ہے"——— جولیا نے قدرے خفیف ہوتے ہوئے جواب دیا۔ ———"

اچھا! یعنی پیٹ کا ڈانس۔ ۔ ۔ لیکن جولیانا۔۔ یہ ڈانس خالی پیٹ ہوتا ہے پیٹ بھر کر کیا جاتا ہے"——— عمران نے دوسرا سوال کیا۔ اور اس بار س کا لہجہ پہلے سے زیادہ بلند تھا۔

بکواس مت کرو! ——— ہم یہاں تفریح کے لئے آئے ہیں، تمہاری بور تیں سننے کے لئے نہیں"——— اچانک تنویر نے جھلا کر کہا۔

یعنی پیٹ کا ڈانس تفریح میں شامل ہے۔ ۔ بہت خوب، دنیا میں کروڑوں فراد بھوک کی شدت سے جب پیٹ کے بل ناچتے ہیں، تو آپ لوگ سے تفریح سمجھتے ہیں۔ ۔ ۔ یہ بیچاری مس پائی نجانے کب سے بھوکی ہو گی ل کا نام تو رقص بھوک ہونا چاہیے"——— عمران کی زبان قینچی کی رح چل رہی تھی۔ اور ظاہر ہے لہجہ بلند ہی ہو گا۔

"آپ پلیز خاموش رہیں۔ ہمارے معزز مہمان آپ کی باتیں سننے نہیں آئے
بلکہ شو دیکھنے آئے ہیں" ——— اچانک ایک ویٹر نے قریب آکر کہا۔
اس کا انداز مؤدبانہ ہی تھا لیکن لہجہ بے حد تلخ تھا۔
"آپ کی تعریف جناب قبلہ ناصح صاحب" ——— عمران نے بھی اٹھ
کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔
"بیٹھ جاؤ عمران بیٹھ جاؤ۔ لوگ واقعی پریشان ہو رہے ہیں" ——— اچانک
صفدر نے بازو سے پکڑ کر عمران کو کرسی پر بٹھاتے ہوئے کہا۔
"چلو بیٹھ کر پوچھ لیتا ہوں" ——— عمران نے کہا۔۔۔ لیکن ویٹر اتنی دیر میں غائب
ہو چکا تھا ——— اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات
پر کچھ کہتا اچانک ہال میں جلنے والی تیز لائٹیں مدھم پڑتی چلی گئیں۔ اور سٹیج کے
لہراتے ہوئے پردے آہستہ آہستہ سمٹتے چلے گئے۔ دوسرے لمحے سٹیج جس
پر ایک خوبصورت قالین بچھا ہوا تھا صاف نظر آنے لگا۔ سٹیج پر انتہائی تیز روشنی
ڈالی جا رہی تھی۔ سٹیج کے دونوں کونوں میں موجود ٹیلی ویژن کیمرے بھی حرکت
میں آگئے اور ان کے چلنے کی مخصوص آواز ہال میں چھا جانے والی گہری خاموشی
میں خاص تیز محسوس ہو رہی تھی ——— دوسرے لمحے سٹیج پر ایک
نوجوان ظاہر ہوا۔ اس نے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک پکڑا ہوا تھا۔
"ناظرین دنیا کی معروف ترین فنکارہ مس پالی کا بیلے رقص شروع ہونے
والا ہے۔ مس پالی کو ہم نے آپ کی خاطر بڑی مشکل سے اس شو پر آمادہ کیا ہے
اس لئے میری گذارش ہے کہ آپ بالکل سکون و اطمینان سے مس پالی
کا رقص دیکھیں اور کوئی ایسی بات نہیں ہونی چاہیے جو مس پالی کو ناگوار گزرے
اور نتیجہ یہ کہ ہم کو ان کے خوبصورت رقص سے محروم ہونا پڑے" ———

نوجوان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا ——— ہال میں مکمل خاموشی طاری تھی۔
نوجوان چند خاموش کھڑا رہا اور پھر اس نے جھک کر سینے پر ہاتھ رکھا اور
بڑے رومانٹک انداز میں کہا ——— "ناظرین" ! "مس پالی" ۔۔۔ اور
دوسرے لمحے تیز تیز قدم اٹھاتا ایک طرف غائب ہو گیا۔ سٹیج کے کناروں سے
میوزک شروع ہوا اور آہستہ آہستہ میوزک تیز ہوتا چلا گیا۔ اور پھر جب میوزک
اپنے عروج پر پہنچا تو یکدم خاموش ہو گیا۔ اور دوسرے لمحے سٹیج پر بجلی سی
لہرائی۔ اور لوگوں کی نظریں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ سٹیج پر ایک نوجوان اور
خوبصورت حسینہ نیم عریاں لباس میں کھڑی مسکرا رہی تھی۔ اس کے انگ
انگ سے حسن و شباب چھلک رہا تھا۔ یہ مس پالی تھی، دنیا کی معروف ترین
بیلے ڈانسر اور پھر اس کا بیلے ڈانس شروع ہو گیا۔ جیسے جیسے رقص عروج پر
آتا چلا گیا، لوگ سانس لینا بھول گئے۔ یوں لگ رہا تھا جیسے پتھر کے مجسمے
ہال میں نصب کر دیئے گئے ہوں۔ صرف ان کے دل ناچ کی لے کے ساتھ ساتھ
دھڑک رہے تھے۔ اور پھر پندرہ منٹ تک ناچنے کے بعد اچانک میوزک
خاموش ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی پردے تیزی سے برابر ہوتے چلے گئے۔
اور پورا ہال تالیوں کی زوردار گونج سے تھرا اٹھا۔ لوگوں کے حلق سے مسرت
کی چیخیں نکل رہی تھیں۔ مس پالی نے بھی آج اپنے فن کا عروج پیش کر
دیا تھا۔ بیلے ڈانس کا ایک لازوال اور نہ بھولنے والا نمونہ۔ ایسا فن کہ جس کی
یاد لوگوں کو مدتوں تڑپاتی رہے گی۔
اب ہال میں باتوں اور قہقہوں کا طوفان سا آگیا تھا۔ اور لوگ مسلسل ایک
دوسرے سے مس پالی کے فن پر باتیں کرتے چلے جا رہے تھے۔ پورے
ہال میں صرف ایک شخص ایسا تھا۔ جو بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اور یہ

علی عمران تھا۔ البتہ اس کے ساتھی ایک دوسرے سے مس پائی کے فن پر باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ تنویر تو مس پائی کے رقص پر پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"عمران صاحب! آپ کا اس ڈانس کے بارے میں کیا خیال ہے"۔۔۔۔۔ اچانک صفدر نے عمران کو خاموش بیٹھا دیکھ کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"کس ڈانس کے بارے میں"۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"اس مس پائی کے ڈانس کے بارے میں جو آپ نے ابھی دیکھا ہے"۔۔۔۔۔ نعمانی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا وہ ڈانس ہو گیا جس کے لئے ہم آئے تھے"۔۔۔۔۔ عمران یوں بُری طرح چونکا تھا جیسے کوئی بہت بڑا حادثہ پیش آ گیا ہو۔

"تو کیا آپ نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔ ابھی مس پائی نے کتنا عدیم المثال رقص کا مظاہرہ کیا ہے اور آپ پوچھ رہے ہیں۔ کون سا ڈانس"۔۔۔۔۔ صفدر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا تو یہ بیلے ڈانس تھا۔ کمال ہے! میں نے تو سمجھا تھا کہ کسی لڑکی کو بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہے اور وہ بیچاری سٹیج پر بُری طرح تڑپ رہی ہے اور لوگ خاموش بیٹھے ہیں۔ اس کی مدد بھی نہیں کرتے"۔۔۔۔۔ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے تم نے اس کی مدد کی کوشش نہیں کی ورنہ لوگ ہماری بوٹیاں تک اڑا دیتے"۔۔۔۔۔ تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"میں نے سوچا تو تھا لیکن پھر مجھے ڈیڈی کا خیال آ گیا تھا۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ عورتوں کو ہاتھ لگانے والے کو اللہ میاں دوزخ میں ڈال دیتے ہیں اور یقین

کرو مجھے دوزخ سے بڑا ڈر لگتا ہے۔ ہو سکتا ہے اللہ میاں کا فائر بریگیڈ ہمارے ملک کی طرح سُست اور نکما ہوا تو میں تو آگ میں جل مروں گا اور وہ کھڑے گھنٹیاں بجاتے رہ جائیں"۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور تنویر کے علاوہ باقی سب لوگ بے اختیار ہنس پڑے۔

لوگ اب ہال میں سے اٹھ اٹھ کر جا رہے تھے اس لئے جولیا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"میرے خیال میں اب چلنا چاہیے"۔۔۔۔۔ جولیا نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور باقی سب لوگ بھی سر ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"واہ۔ ہم نے اتنی مہنگی ٹکٹیں خریدی ہیں۔ ہم رقص بھوک دیکھے بغیر کیسے جا سکتے ہیں۔ میں بات کرتا ہوں مینیجر سے۔ یا تو ہمیں رقم واپس کرے یا پھر ڈانس دکھائے"۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر تیز لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اُسے روکتا۔ وہ تیزی سے دوڑتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"ارے ارے، اسے روکو! یہ تو جھگڑا کرائے گا"۔۔۔۔۔ تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یار تنویر! کیوں پاگل ہوئے جا رہے ہو۔ ہم بھی تفریح کے لئے آئے ہوئے ہیں۔ یہ بھی تو تفریح ہی ہو گی۔ اور پھر عمران کی فکر نہ کرو وہ خود ہی بگڑتے ہوئے منظر سنبھال بھی لیتا ہے"۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے تنویر کو بازو سے پکڑ کر آگے بڑھنے سے روکتے ہوئے کہا۔

"تم فراڈ ہو۔ دھوکے باز ہو۔ تم نقلی مس پائی کا شو دکھا کر ہمیں رہا رہے ہو۔ ہم نے رقم اصلی مس پائی کا شو دیکھنے کے لئے خرچ

کی ہے۔ ہمیں اصلی مس پائی کا شو دکھاؤ۔ ادھر عمران زور زور سے کاؤنٹر پر مکے مارتے ہوئے بلند آواز میں چیخ رہا تھا۔ اس کا لہجہ اتنا بلند تھا کہ ہال میں موجود ہر شخص نے سنا اور نقلی مس پائی کا حسن کر سب ٹھٹھک کر رک گئے۔ —— "بولو کہاں ہے وہ منیجر، میرے سامنے لے آؤ اُسے میں ثابت کرتا ہوں کہ یہ نقلی مس پائی تھی" —— عمران اسی طرح چیخ رہا تھا۔

"خاموش رہو! تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ ہم پر اتنا بڑا الزام لگاؤ۔ یہ اصلی مس پائی تھی۔ ساری دنیا نے اس کا شو دیکھا۔ اگر یہ نقلی ہوتی تو اب تک ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ نہ بج چکی ہوتی" —— کاؤنٹر مین نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اور پھر لوگ تیزی سے کاؤنٹر کے گرد اکٹھے ہوتے چلے گئے۔ ان میں عمران کے ساتھی بھی تھے۔

"لیکن تم فراڈ کرتے ہو۔ دھوکے باز ہو۔ میں ثابت کرتا ہوں کہ یہ نقلی مس پائی تھی" —— عمران نے پہلے سے بھی زیادہ بلند آواز میں چیختے ہوئے کہا —— "کون ہو تم اور کیوں چیخ رہے ہو" —— اچانک ایک لمبے تڑنگے آدمی نے آگے بڑھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"منیجر! یہ پاگل کہہ رہا ہے کہ ہم نے نقلی مس پائی کا شو دکھایا ہے" —— کاؤنٹر مین نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ ہوٹل کا منیجر تھا۔

"کیوں مسٹر۔ یہ کیا پاگل پن ہے؟ کیا تم ہوش میں ہو" —— منیجر نے انتہائی تلخ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ کو پاگل کہنے والا خود پاگل ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں یہ نقلی مس پائی تھی۔ اصلی مس پائی تو ہماری ریاست میں اور ہمارے

چھوٹے بھائی کے حرم میں موجود ہے۔ وہ اس کی بیوی ہے۔ وہ ہماری اجازت کے بغیر یہاں کیسے آسکتی ہے۔ میں اسی لئے یہاں آیا تھا تاکہ تمہارے فراڈ کا بھانڈا پھوڑ سکوں۔ نکالو اس نقلی مس پائی کو باہر میں ابھی ایک لمحے میں ثابت کر دیتا ہوں کہ یہ نقلی ہے" —— عمران نے جواب میں چیختے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ، تم پرنس ہو، کبھی شکل دیکھی ہے پرنسوں کی۔ کوئی بلاؤ پولیس کو اسے پاگل خانے میں لے جائے" منیجر نے بھی چیختے ہوئے کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں ہاں بلاؤ پولیس کو، ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے" —— عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ادھر پرنس آف ڈھمپ اور ریاست کے الفاظ سنتے ہی لوگوں کی سرگوشیاں پھیلتی چلی گئیں۔ اب ہر شخص عمران کو دیکھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

"ہو سکتا ہے یہ غیر ملکی نوجوان درست کہہ رہا ہو۔ مس پائی کافی عرصے بعد سٹیج پر آئی ہے اور اس دور میں ہر قسم کے فراڈ کی توقع کی جا سکتی ہے" —— اچانک ایک ادھیڑ عمر شخص نے منیجر سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ اپنے چہرے مہرے اور لباس سے خاصا معزز دکھائی دے رہا تھا۔

"میں سچ کہہ رہا ہوں سر۔ انہوں نے پورے فراڈ سے دھوکا کیا ہے آپ خود سوچئے مس پائی بھلا ایسا ڈانس کرتی تھی۔ اس چھوکری کو تو بیلے ڈانس کی ابجد بھی نہیں آتی۔ ۔ ۔ کہاں مس پائی جیسی عظیم فنکارہ اور کہاں یہ چھوکری" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور اس کے ساتھ ہی لوگوں میں چہ میگوئیاں پھیلتی گئیں۔ اب تک تو لوگ متفق

طور پر مس پائی کے اس ڈانس کو لاثانی اور یادگار کہہ رہے تھے۔ لیکن اب کچھ لوگ عمران کی حمایت میں بولنے لگ گئے تھے۔

"سر ہیمنگ۔ ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ واقعی مس پائی تھی۔ پوری دنیا نے اس کا ڈانس دیکھا ہے۔ یہ شخص یا تو پاگل ہے یا پھر ہمارے دشمنوں کا بھیجا ہوا ہے تاکہ ہوٹل کی ساکھ بگاڑ سکے"۔۔۔۔۔ مینجر نے اس معزز آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔ تلخی کے باوجود اس کا لہجہ مودبانہ تھا۔ کیونکہ سر ہیمنگ ملک کی معروف ترین شخصیت تھے۔ وہ پارلیمنٹ کے اعزازی رکن تھے اور فارک سٹی یا باہر ان کی وسیع و عریض جاگیر موجود تھی اور فارک معاشرے میں ان کا مقام حد بلند تھا۔

"کیوں مسٹر۔ آپ کو علم ہے کہ آپ کتنا بڑا الزام لگا رہے ہیں۔ اگر یہ الزام ثابت ہو گیا تو لوگ واقعی اس ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور اگر یہ غلط ثابت ہوا تو لوگوں نے تمہیں سر عام پھانسی پر لٹکا دینا ہے"۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے اس بار عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ سر ہیمنگ ہیں؟ بہت خوب۔ مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں۔ ہمالیہ کی ریاست ڈھمپ کا ولی عہد۔ اور سر ہیمنگ! اس مینجر کو کہیے۔ مس پائی کو یہاں لوگوں کے سامنے لے آئے۔ اگر وہ خود منہ سے کہہ دے کہ وہ اصل مس پائی نہیں ہے تو میں سچا ورنہ آپ لوگ جو سزا چاہیں۔ مجھے دے دیں"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے اطمینان سے چیلنج کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا۔ مس پائی لوگوں کے سامنے نہیں آ سکتی۔ البتہ ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ سر ہیمنگ میرے ساتھ چلیں اور مس پائی سے مل کر خود دیکھ لیں اور پھر آ کر اصلی بات بتا دیں"۔۔۔۔۔ مینجر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ ہمیں سر ہیمنگ پر مکمل اعتماد ہے۔ وہ غلط بات نہیں کہہ سکتے"۔۔۔۔۔ ہال میں موجود لوگوں نے چیخ چیخ کر کہا۔

"میں بھی ساتھ چلوں گا۔ یہ تفتیش میرے سامنے ہو گی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم بھی چلو"۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے کہا اور مینجر نے انہیں اپنے ساتھ آنے کیلئے کہا اور پھر وہ ان دونوں کو لئے ہوئے ایک کمرے میں نکلتا چلا گیا۔ اور سب لوگ اب نتیجہ نکلنے کے منتظر دوبارہ کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ہر شخص کے چہرے پر عجیب سا اشتیاق تھا۔ اور مختلف چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں۔

"بیچارے عمران کو بھلا کیا سوجھی۔ یہ تو مارا جائے گا"۔۔۔۔۔ صفدر نے واپس آ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب مزہ آئے گا۔ ابھی جب سر ہیمنگ آ کر اعلان کریں گے کہ مس پائی اصلی ہے۔ تو پھر دیکھنا۔ لوگ عمران کا کیا حشر کرتے ہیں۔ اب میں دیکھوں گا کہ ایکسٹو اسے کیسے بچاتا ہے"۔۔۔۔۔ تنویر نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"خاموش رہو تنویر! ہزار بار تمہیں سمجھایا ہے کہ پبلک مقامات پر یہ لفظ مت بولا کرو"۔۔۔۔۔ صفدر نے بری طرح تنویر کو جھاڑتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔ اور تنویر خاموش ہو گیا۔۔۔۔۔ البتہ اس کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا۔ جبکہ باقی ساتھیوں کے چہرے لٹکے ہوئے تھے۔ نہیں عمران کا عبرتناک حشر ہوتا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کیونکہ ظاہر ہے انہیں کو معلوم ہی نہیں تھا کہ مس پائی کون ہے۔ وہ تو پہلی بار یہاں اس ناچ دیکھنے آیا تھا۔ اس نے شاید شرارتاً یہ الزام لگا دیا تھا۔

اور پھر دوسرے لمحے دروازہ کھلا۔ مینیجر اور سر ہیمنگ بوکھلائے ہوئے انداز میں باہر نکلے۔ ان کے چہروں پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ البتہ عمران مطمئن تھا۔

"مس پائی قتل ہوگئی ہے۔ کسی نے میک اپ روم میں اسے قتل کر دیا ہے اور قاتل اس کا سر اٹھا کر لے گئے ہیں۔

"پولیس کو بلاؤ"۔۔۔۔۔ مینیجر نے چیختے ہوئے کہا۔ اور لوگ خوف و ہراس سے اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اس بات کا تو ان کے ذہن میں تصور تک نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔

"اب مجھے اجازت۔ اب تو کبھی بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ اصلی تھی کہ نقلی"۔۔۔ عمران نے مسکراتے لہجے میں سر ہیمنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ تمہیں پولیس کے آنے تک یہیں ٹھہرنا ہوگا۔ اگر پولیس مطمئن ہوئی تو تمہیں خود ہی جانے کی اجازت دے دے گی۔ یہ بہت بڑا واقعہ ہے"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے پریشان لہجے میں کہا۔

اور پھر چند ہی لمحوں بعد پولیس کی سائرن بجاتی ہوئی گاڑیاں آ پہنچیں اور تھوڑی دیر بعد ہال میں پولیس بھرتی چلی گئی۔ پولیس کے اعلیٰ افسران بھی پہنچنے لگ گئے تھے۔ مس پائی کا قتل کوئی عام واقعہ نہ تھا۔ پولیس نے ہوٹل کے دروازے بند کر دیے اور چند افسروں نے لوگوں سے فرداً فرداً بیانات لینا شروع کر دیئے۔ عمران ایک طرف سر جھکائے خاموش کھڑا تھا۔ اس کے چہرے پر حماقتوں کا آبشار سا بہہ رہا تھا اور پھر ایک پولیس آفیسر سر ہیمنگ سے بات کرنے کے بعد عمران کو بڑی سخت نظروں سے گھور رہا تھا۔

"ب، بب۔ مجھے اس طرح نہ گھوریں۔ مجھے پولیس سے ڈر لگتا ہے۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ میں نے قتل نہیں کیا"۔۔۔۔۔ عمران نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں

"آپ نے سب سے پہلے مس پائی پر نقلی ہونے کا الزام لگایا تھا"۔۔۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"صرف الزام ہی نہیں لگایا تھا۔ بلکہ اسے ثابت بھی کر سکتا تھا۔ لیکن نقلی مس پائی بیچاری۔۔۔۔۔۔" عمران نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"آپ کو کیسے شک ہوا کہ وہ نقلی مس پائی ہے"۔۔۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے الجھے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"شک کیسا۔ مجھے یقین ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران اب بے حد سنجیدہ ہو گیا تھا۔

"کیسے یقین ہے"۔۔۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"جیسے اس بات پر یقین ہے کہ تم مرد ہو، عورت نہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں جواب دیا اور اس کے گرد کھڑے ہوئے لوگ بے اختیار ہنس دیئے۔

"آپ کو ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلنا ہوگا"۔۔۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"پیدل چلنا ہوگا یا آپ کسی سواری میں لے جائیں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"آپ کے ساتھی بھی ہیں؟"۔۔۔۔۔۔ اچانک پولیس آفیسر نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ وہ کھڑے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پولیس آفیسر نے انہیں بلوا لیا۔ اور پھر اس نے ان سب کو بھی ہیڈ کوارٹر چلنے کو کہا۔

"لیکن آپ کس جرم میں ہمیں لے جا رہے ہیں"۔ اچانک کیپٹن شکیل نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہم فی الحال صرف پوچھ گچھ کریں گے"۔۔۔۔۔۔ پولیس آفیسر نے نفرت بھرے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہم ہوٹل ایروزد نا میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آفیسر۔ وہاں آپ پوچھ گچھ
لئے آسکتے ہیں۔ ہیڈکوارٹر لے جانا ہو تو باقاعدہ وارنٹ گرفتاری
کر آنا۔ لیکن وارنٹ گرفتاری حاصل کرنے سے قبل صرف یہ سوچ لینا
ہم معزز لوگ ہیں۔ بدمعاش یا آوارہ نہیں ہیں"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل
نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"آفیسر آپ جو شک کر رہے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ پرنس شو ختم ہونے سے
کرمس پاتی کے قتل کے انکشاف تک میرے ساتھ رہے ہیں۔ اس لئے
آپ ان پر شک نہیں کر سکتے۔ اس بات کی گواہی منیجر بھی دے گا"۔۔۔۔۔۔
اچانک سر ہیمنگ نے جو قریب کھڑے تھے، مداخلت کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر جب منیجر اور کاؤنٹر مین نے بھی یہی بتایا کہ پرنس باہر ہی رہا ہے تو پولیس
آفیسر نے معذرت کر کے انہیں جانے کی اجازت دے دی۔ اور ان سے ہوٹل
کے کمرہ نمبر پوچھ کر ڈائری پر لکھ لیے تاکہ کسی وقت بھی ان سے رابطہ قائم کیا

"پرنس اگر آپ مجھے اجازت دے دیں تو میں آپ کو اپنی جاگیر پر دعوت دوں
آپ بے حد دلچسپ آدمی ہیں"۔۔۔۔۔۔ اچانک سر ہیمنگ نے
پرنس سے مخاطب ہو کر کہا

"اجازت ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے فیاضانہ انداز میں اجازت دیتے
"تو چلئے"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی جاگیر کسی تھانے کے اندر تو واقع نہیں۔ یقین کیجئے مجھے تھانے
سے بے حد ڈر لگتا ہے۔ تھانے کا نام ذہن میں آتے ہی میری آنکھوں
کے سامنے سرخ سرخ آنکھیں اور بڑی بڑی مونچھیں پھڑپھڑانے لگتی
ہیں۔۔۔۔۔۔ عمران نے چہرے پر خوف پیدا کرتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں پرنس، آئیے میرے ساتھ"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
"کیا میں اکیلا آؤں یا میرے ساتھی بھی آسکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا
اور سر ہیمنگ تیزی سے مڑے۔ ان کے چہرے پر ندامت کے آثار تھے۔
"اوہ، ویری سوری۔ واقعی مجھ سے حماقت ہوئی ہے۔ میں آپ کے معزز
ساتھیوں کو بھی دعوت دیتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے بڑے معذرت
والے لہجے میں کہا۔

"لو بھئی اب تم بھی معزز ہو ہی گئے"۔ "خدا کی شان"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

"کیوں ہم معزز نہیں ہیں کیا تمہاری طرح چھچھیچر نہیں ہیں"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے جھلائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر ہیمنگ" "یہ جمالیاتی زبان کا لفظ ہے۔ اور اس زبان میں چھچھیچر پرنس کو کہتے ہیں"
۔۔۔۔۔۔ اچانک جولیا نے سر ہیمنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ، اچھا! تو اب میں انہیں پرنس کی بجائے چھچھیچر ہی کہوں گا۔ خوبصورت
لفظ ہے۔ کیوں مسٹر چھچھیچر"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے عمران سے مخاطب
ہو کر کہا اور پورا برآمدہ عمران کے ساتھیوں کے زبردست قہقہوں سے
گونج اٹھا۔ اور عمران کھا جانے والی نظروں سے جولیا کو دیکھتا رہ گیا۔

"**اُس ایشیائی** نوجوان کو آخر کیسے پتہ چلا کہ ہم نے ہوٹل میں شو کے لئے نقلی مس پائی کو بھجوایا تھا" ——— میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے ایک ادھیڑ عمر آدمی نے غصّے سے میز پر مکّہ مارتے ہوئے کہا۔

"ہم کیا کہہ سکتے ہیں باس۔ وہ آدمی جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہہ رہا تھا، اس نے بڑے اعتماد سے چیلنج کیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہمیں فوری طور پر حرکت میں آنا پڑا۔ اور راز بچانے کے لئے **لوسیلا** کو قتل کر کے اس کا سر بھی ساتھ لے آنا پڑا۔ تاکہ اس کے میک اَپ کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے" ——— سامنے بیٹھے ہوئے ایک کرخت چہرے والے نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تم نے بہت اچھا کیا گورڈی۔ تم نے سنڈیکیٹ کو ایک بہت بڑے خطرے سے بچا لیا۔ کیونکہ ہوٹل کی انتظامیہ کے ساتھ مس پائی کے شو کا معاہدہ سنڈیکیٹ نے ہی کیا تھا۔ اور اگر مس پائی نقلی ثابت ہو جاتی تو ہوٹل کی انتظامیہ سنڈیکیٹ پر ہرجانہ کا دعویٰ کر دیتی۔ اور اس طرح پولیس بھی سنڈیکیٹ کے پیچھے پڑ جاتی۔ اب لوسیلا کے قتل سے تمام مسئلہ حل ہو گیا۔ اب سنڈیکیٹ پر کوئی الزام نہیں آ سکتا۔ لیکن ہمیں اس بات کا لازم

چلانا ہے کہ یہ پرنس آف ڈھمپ کون ہے۔ اور اس نے آخر کس طرح نقلی ہونے کا دعویٰ کیا" ——— باس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ کسی ہمالیائی ریاست کا پرنس اپنے آپ کو کہہ رہا تھا اور ساتھ ہی اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اصلی مس پائی اس کے چھوٹے بھائی کے حرم میں ہے" ——— ایک اور نوجوان نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"بکواس۔ بالکل بکواس۔ ظاہر ہے اصلی مس پائی ایک حادثے میں ختم ہو چکی ہے۔ اور چونکہ وہ حادثہ سنڈیکیٹ سے متعلق تھا۔ اس لئے اسے چھپا لیا گیا۔ اور اس طرح دنیا مس پائی کی موت سے آگاہ نہ ہو سکی اور اس بات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے لوسیلا کو مس پائی کے طور پر آگے بڑھایا گیا تھا۔ اگر یہ پرنس درمیان میں نہ پڑتا تو اس شو کی کامیابی کے بعد سنڈیکیٹ اور بھی کئی شو کراتا۔ اور سنڈیکیٹ کو کروڑوں ڈالر کی آمدنی ہوتی۔ اور یہ ریاست بھی ڈھونگ ہے۔ میں نے پتہ کر لیا ہے۔ دنیا میں اس نام کی کوئی ریاست موجود نہیں ہے" ——— باس نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بہرحال باس۔ اب اس بات کو مزید اُلجھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ لوسیلا ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی سنڈیکیٹ کا یہ منصوبہ بھی ختم ہو گیا" ——— گورڈی نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں سمجھتے گورڈی۔ بات صرف یہاں ہی ختم نہیں ہو جاتی۔ سنڈیکیٹ نے یہ سب کچھ ایک خصوصی منصوبے کے تحت کیا تھا۔ منصوبہ یہ تھا کہ سر ہیمنگ کی جائیداد میں ایک خفیہ سروے کے مطابق ہیروں کی ایک کان کے واضح آثار ہیں۔ اس وقت یہ جگہ گھنے جنگل کی صورت میں ہے۔ اور سر ہیمنگ نے اس جنگل کی طرف توجہ نہیں دی۔ لیکن یہ جنگل ہے سر ہیمنگ کی جائیداد۔

سنڈیکیٹ کا منصوبہ تھا کہ مس پائی کا شو کرایا جائے۔ سر ہیمنگ مس پائی کی طرح عاشق تھے۔ ان کی صرف ایک لڑکی ہے ہلڈا۔ جو تنہائی پسند اور چڑچڑی سی لڑکی ہے اور صرف مطالعے میں غرق رہتی ہے۔ سر ہیمنگ کی بیوی فوت ہو چکی ہے اور وہ تنہا رہ گئے ہیں۔ وہ مس پائی کے حادثے سے قبل مس پائی کو اپنی بیوی بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ کیونکہ وہ مس پائی کے جسم کے ساتھ ساتھ اس کے فن پر عاشق تھے۔ چنانچہ سنڈیکیٹ نے یہ منصوبہ بنایا کہ مس پائی کا ایک خصوصی شو کرایا جاتے۔ ظاہر ہے سر ہیمنگ ضرور اس شو میں شامل ہوں گے اور شو دیکھنے کے بعد ان کے جذبات جو ٹھنڈے ہو گئے ہوں دوبارہ جاگ سکتے ہیں اور پھر سنڈیکیٹ ایسے ماحول بنا کہ سر ہیمنگ مس پائی سے شادی کی درخواست کرتے اور مس پائی شادی کے لئے شرط صرف یہی لگاتی کہ وہ جنگل اس کے نام لکھ دیا جائے۔ اور ظاہر ہے سر ہیمنگ کے لئے وہ جنگل بیکار تھا۔ وہ فوراً اس پر راضی ہو جاتے اور مس پائی اس جنگل کے حقوق سنڈیکیٹ کو ٹرانسفر کر دیتی۔ اور اس طرح سنڈیکیٹ بڑی آسانی سے ہیروں کی اس کان کا مالک بن جاتا۔ لیکن اب یہ منصوبہ ختم ہو گیا" ——— باس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ واقعی منصوبہ تو بے حد شاندار تھا۔ لیکن سر ہیمنگ کو پتہ نہ چل جاتا کہ مس پائی میک اپ میں دوسری لڑکی ہے۔ ظاہر ہے شوہر سے تو یہ بات چھپائی نہیں جا سکتی" ——— دوسرے نوجوان نے کہا۔

"اس سلسلے میں بھی پروگرام بنا لیا گیا تھا۔ شادی کے بعد جاگیر پر پہنچنے سے پہلے حادثے کا بندوبست کیا جاتا۔ جس میں مس پائی زخمی ہوتی۔ اور اسے جب ہسپتال پہنچا دیا جاتا۔ اور ہسپتال میں ہی وہ اپنے وکیل کو بلا کر جنگل کو سنڈیکیٹ کے

نام ٹرانسفر کر دیتی اور اس کے بعد لوسیلا کو قتل کر دیا جاتا۔ اور بات ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتی" ——— باس نے جواب دیا۔

"باس ——— ایسی صورت میں آپ کو یہ اطلاع دینی بھی ضروری ہے کہ وہ پرنس اپنے ساتھیوں سمیت سر ہیمنگ کی جاگیر پر گیا ہے" ——— گوارڈی نے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ اوہ۔ یہ تو خطرناک ہے۔ اب میرا خیال ہے یہ سب کچھ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہو رہا ہے۔ جس طرح سنڈیکیٹ سر ہیمنگ کے اس جنگل کے چکر میں ہے۔ اسی طرح شاید یہ ایشیائی گروپ بھی اسی چکر میں ہو گا۔ لیکن انہیں کان کے متعلق کیسے علم ہوا۔ مجھے سنڈیکیٹ کو اس کی اطلاع دینی ہو گی۔ راجر ٹرانسمیٹر لے آؤ" ——— باس نے دوسرے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور راجر اٹھ کر کمرے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں رکھا ہوا ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور لا کر باس کے سامنے میز پر رکھ دیا۔ باس نے مختلف نابیں لگا کر مخصوص فریکوئنسی سیٹ کی۔ اور پھر بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ چند لمحوں بعد ہی ایک بھاری سی آواز ٹرانسمیٹر سے برآمد ہوئی۔

"فرام سنڈیکیٹ سپیکنگ اوور" ——— بولنے والے کا لہجہ خاصا کرخت تھا۔

"رالف سپیکنگ۔ اوور" ——— باس نے جواب دیا۔ لہجے میں مؤدبانہ پن شامل تھا۔

"کیا بات ہے رالف۔ اوور" ——— دوسری طرف سے نرم لہجے میں پوچھا گیا۔ اور رالف نے مس پائی کے شو سے لے کر آخری اطلاع تک یعنی پرنس کے سر ہیمنگ کی جاگیر پر جانے تک تفصیل سے تمام رپورٹ دے دی۔

"اوہ یہ تو واقعی عجیب و غریب رپورٹ ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں سنڈیکیٹ

کے گورنرز بورڈ کی میٹنگ کال کرتا ہوں۔ اس میں نئے اقدامات کا فیصلہ کیا جائے گا۔ ویسے کیا ایسا نہیں ہو سکتا۔ کہ اس پرنس کو اغوا کر لیا جائے۔ اور اس سے اصل معلومات اگلوالی جائیں۔ ہو سکتا ہے کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے اُوور"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیوں نہیں ہو سکتا۔ اگر سنڈیکیٹ حکم کرے تو ہم اس ایشیائی نوجوان کو سر ہیمنگ کی جاگیر سے اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا سکتے ہیں۔ اُوور"۔۔۔۔۔۔۔ رالف نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ پہلے میٹنگ ہو جائے۔ پھر دیکھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے سنڈیکیٹ یہ منصوبہ ہی ترک کر دے۔ اُوور"۔۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم سنڈیکیٹ کے فیصلے کے منتظر رہیں گے۔ اُوور"۔۔۔۔۔۔۔ رالف نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اُوور اینڈ آل" دوسری طرف سے کہا گیا اور رالف نے بٹن آف کر دیا۔

"سنڈیکیٹ اتنے بڑے منصوبے کو کیسے ترک کر سکتا ہے۔ میرا خیال ہے اگر سر ہیمنگ کی لڑکی کو چکر دیا جائے۔ اور جب وہ پوری طرح چکر میں آجائے تو پھر سر ہیمنگ کو قتل کر دیا جائے۔ اس طرح سر ہیمنگ کی کل جائیداد کی مالک اس کی لڑکی ہو جائے گی۔ اور پھر اس لڑکی سے وہ جنگل آسانی سے حاصل کیا جا سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ گورڈی نے رالف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ سنڈیکیٹ نے بھی پہلے اس پہلو پر سوچا تھا۔ لیکن وہ لڑکی ہلڈا سخت بیزار کن قسم کی لڑکی ہے۔ وہ کسی سے سیدھے منہ بات کرنے کی بھی روادار نہیں ہے۔ اس لیے اسے چکر دینا محال ہے"۔۔۔۔۔۔۔ رالف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اگر سنڈیکیٹ راضی ہو جائے تو کوشش کی جا سکتی ہے۔ میں خود کوشش کر سکتا ہوں۔ آج تک بعد سے بور اور بیزار ترین لڑکی بھی میرے سامنے نہیں ٹھہر سکی۔ مجھے یقین ہے کہ میں ہلڈا کو سیدھا کر لوں گا"۔۔۔۔۔۔۔ گورڈی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یہ ٹھیک ہے کہ تم ویمن ہنٹر کے نام سے مشہور ہو لیکن ہلڈا کچھ علیحدہ ہی طبیعت لڑکی ہے۔ سنڈیکیٹ نے اس سلسلہ میں کوشش کی تھی لیکن کامیابی نہیں ہوئی یمب کو جانتے ہو۔ عورتوں کو شیشے میں ڈھالنے کے لئے کتنا بڑا فنکار ہے۔ لیکن اس نے بھی دو ہی روز میں اپنی ناکامی کا اعلان کر دیا تھا۔ اس کے بعد ہی سنڈیکیٹ نے اس پائی والا منصوبہ تیار کیا تھا"۔۔۔۔۔۔۔ رالف نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

وہ۔ اگر لیمب ناکام ہو گیا ہے۔ تو پھر تو واقعی یہ لڑکی کٹھن پرابلم ہے۔ بہر حال ے سنڈیکیٹ سے ہٹ کر اپنے طور پر ضرور کوشش کروں گا۔ ایک چیلنج صورت میں۔ اگر میں کامیاب ہو گیا تو فائدہ سنڈیکیٹ کو ہی پہنچے گا۔ اگر ام رہا تو آپ کو سنڈیکیٹ کو سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے گا"۔

دتم بضد ہو تو ٹھیک ہے تم اپنے طور پر کوشش کر لو۔ ہمارا گروپ تمہاری ری امداد کرے گا۔ اور ویسے میں آج رات میٹنگ میں گورنرز کے سامنے تمہارا یلنج بھی رکھوں گا۔ ہو سکتا ہے۔ وہ مان جائیں"۔۔۔۔۔۔۔ رالف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے میں صبح تک ٹھہر جاتا ہوں۔ میں اپنے طور پر سر ہیمنگ کی جاگیر پر ؤں گا۔ یا سنڈیکیٹ کی طرف سے بہر حال جاؤں گا ضرور"۔۔۔۔۔۔۔ گورڈی ے کہا۔ اور رالف نے سر ہلا دیا۔ گورڈی کے چہرے پر جو اعتماد موجود تھا۔ ں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اگر وہ کوشش کرے تو شاید کامیاب ہو جائے۔ اور رالف نے صبح تک یہ میٹنگ برخاست کر دی۔ اور گورڈی اور راجر اٹھ کر کمرے سے

باہر نکلتے چلے گئے۔

سر ہیمنگ کا پرانی وضع کا محل واقعی بے حد شاندار تھا۔ اور اس محل کو سر ہیمنگ نے اسی قدیم انداز میں ہی سجایا ہوا تھا۔ اس لئے وہ جدید زمانے میں بے حد خوبصورت اور سحر انگیز لگتا تھا۔
سر ہیمنگ نے انہیں پورے محل کی سیر کروائی۔ اور گھومتے پھر وہ محل کے شمالی حصے کی طرف بڑھ گئے۔ اس حصے میں پھولوں کی زیادہ بہتات تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے اس حصے کی تزئین و آرائش پر توجہ دی جاتی ہو۔
"یہ حصہ میری بیٹی ہلڈا کے تصرف میں ہے۔ وہ تنہائی پسند اور آدم بیزار سی لڑکی ہے۔ بس ہر وقت مطالعے میں مصروف رہتی ہے" ——— سر ہیمنگ نے اس حصے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنی لڑکی کے متعلق تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"لڑکی اور آدم بیزار۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ تو دو متضاد چیزیں ہیں"۔ ——— عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ ہے ہی متضاد طبیعت کی لڑکی۔ سخت چڑچڑی میں تو مہمانوں کو اس حصے کی طرف لے بھی نہیں جاتا۔ کیونکہ وہ اکثر معزز مہمانوں کی بے عزتی کرنے سے بھی نہیں چوکتی۔" ——— سر ہیمنگ نے کہا۔
"نہیں ہم ضرور ملیں گے۔ پرنس آف ڈھمپ سے زیادہ چڑچڑا کون ہو سکتا ہے" ——— عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھ کر مسکرا دیئے۔ وہ عمران کی نفسیات کو اچھی طرح جانتے تھے۔ عمران کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے اسے چیلنج کے طور پر لیا ہے۔ اور ظاہر ہے اب بیچاری اس لڑکی کی شامت آگئی۔ جب کہ تنویر اور جولیا نے صرف برا سا منہ بنانے پر ہی اکتفا کیا تھا۔
"تو میں اُسے گیسٹ روم میں بلوا لیتا ہوں۔ اگر ہم اُس کے کمرے میں گئے تو وہ ہمتے سے اُکھڑ جائے گی" ——— سر ہیمنگ نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔
"جیسی آپ کی مرضی" ——— عمران نے کہا اور وہ سب واپس مڑ کر گیسٹ روم میں آکر بیٹھ گئے۔ سر ہیمنگ نے ایک ملازم کو بلایا اور اسے ہلڈا کو بلانے کے لئے کہا اور وہ سب اشتیاق بھرے انداز میں دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد ملازم اکیلا ہی واپس آیا۔
"سر مس ہلڈا فرماتی ہیں کہ ان کے پاس فضول قسم کے مہمانوں سے ملنے کا وقت نہیں ہے۔ انہیں معاف فرمایا جائے" ——— ملازم نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"اوہ مجھے اس بات کی تو توقع تھی۔ بہر حال رات کو کھانے پر ملاقات ہو جائے گی" ——— سر ہیمنگ نے خفیف ہوتے ہوئے کہا۔
"ارے نہیں سر ہیمنگ، ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ جا کر انہیں کہیں کہ

پرنس آف ڈھمپ آپ سے ملاقات کے متمنی ہیں۔ اگر آپ کے پاس یہاں آنے کا وقت نہیں ہے تو وہ خود بنفس نفیس بدگاہ تازہ میں حاضری دینے کے لئے تیار ہیں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ۔ بہتر جناب"۔۔۔۔۔۔ ملازم نے ادب سے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔

"وہ نہیں آئے گی دیکھ لینا" سر ہیمنگ نے جواب دیا۔

"کیسے نہیں آئے گی" "آپ پرنس آف ڈھمپ کو کیا سمجھتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر چند لمحوں بعد سر ہیمنگ واقعی حیران رہ گئے۔ جب دروازے پر ہلڈا نمودار ہوئی۔ وہ انتہائی خوبصورت لڑکی تھی۔ اور اس نے انتہائی نفیس قسم کا قیمتی لباس پہنا ہوا تھا۔ ملازم اس کے پیچھے تھا۔

"میں معافی چاہتی ہوں۔ میں نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ ڈیڈی حسب عادت کسی عام سے لوگوں کو مہمان بنا کر لائے ہوں گے"۔۔۔۔۔۔ ہلڈا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ مس ہیمنگ کی خدمت میں آداب بجالاتا ہے۔ آپ جیسی نفیس ذوق کی خاتون سے شرف ملاقات ہماری زندگی کو یادگار بنا دے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے اٹھ کر باقاعدہ کورنش بجالاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ ہیں پرنس۔ مجھے ہلڈا کہتے ہیں۔ اور یہ آپ جھکے کیوں ہیں۔ کیا آپ کے پیٹ میں تکلیف ہے"۔۔۔۔۔۔ ہلڈا نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اُسکی آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔۔۔۔ عمران کے ساتھی اس کی بات سن کر بے اختیار مسکرا دیئے۔ ہلڈا واقعی عمران کا جوڑ لگ رہی تھی۔

"دراصل مس ہلڈا۔ میں آپ کے جوتوں پر موجود پالش کی کوالٹی پر غور کر رہا تھا میرا خیال ہے

یہ پالش آپ کی اپنی تیار کردہ ہے۔ اسی لئے جوتے پالش شدہ ہونے کے باوجود یوں لگ رہے ہیں جیسے کسی کوڑے کے ڈھیر سے اٹھائے گئے ہوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آپ مجھ پر طنز کر رہے ہیں۔ میرے جوتے آپ کی شکل مبارک سے زیادہ خوبصورت ہیں۔ بہرحال مجھے آپ سے مل کر یقیناً خوشی ہوئی کیونکہ میری خواہش تھی کہ میں کسی مشرقی شہزادے سے ملوں۔ لیکن معاف کیجئے آپ میں تو شہزادوں والی تو کوئی بات سرے سے ہی نہیں۔ نہ ہی تاج ہے نہ گلے میں ہیروں کا ہار۔ نہ ہی باڈی گارڈ"۔۔۔۔۔۔ ہلڈا نے مسکرا کر کہا اور سر ہیمنگ کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ہلڈا۔ یہ معزز مہمان ہیں۔ کم از کم آداب محفل کا تو خیال رکھا کرو"۔۔۔۔۔۔ مسٹر ہیمنگ نے بُرا منہ بناتے ہوئے ہلڈا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مس ہلڈا درست کہہ رہی ہیں سر ہیمنگ۔ ہماری دادی اماں بھی ایسی ہی باتیں کرتی رہتی ہیں لیکن آپ جانتے ہیں۔ بوڑھے لوگوں کی باتوں پر نوجوان کبھی کان نہیں دھرتے۔ آپ کو بھی ان کی باتوں کا برا نہیں منانا چاہیے۔ اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور سر ہیمنگ عمران کی بات پر بے اختیار مسکرا دیئے۔

اچھا۔ مجھے اجازت۔ میرے پاس اتنا فضول وقت نہیں کہ میں اسے احمقوں میں بیٹھ کر گزار سکوں۔ میں تو صرف مشرقی شہزادے کا نام سن کر آگئی تھی۔ ہلڈا نے ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

ادھر۔ سر ہیمنگ۔ یہ بیچاری ہلڈا کی ایک ٹانگ چھوٹی ہے۔ اوہ۔ بیچاری کو روگ لگ گیا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں سر ہیمنگ سے مخاطب

ہو کر کہا۔

"شٹ اپ۔ تمہیں تمیز ہے بات کرنے کی۔ نکل جاؤ یہاں سے۔ ورنہ میں نوکروں سے دھکے دلوا کر باہر پھنکوا دوں گی" ——— ہلڈا جو دروازے تک پہنچ چکی تھی۔ عمران کا تبصرہ سن کر برداشت نہ کر سکی اور پلٹ کر عمران پر چڑھ دوڑی۔

"چچ، چچ۔ ٹانگ کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی بھینگی معلوم ہوتی ہیں۔ بہرحال اللہ کی مرضی۔ چاند میں بھی تو داغ ہوتے ہیں" ——— عمران نے پدرانہ انداز میں دوسرا تبصرہ کیا۔ اور ہلڈا کو تو جیسے دورہ پڑ گیا۔ وہ کسی وحشی کی طرح غرا کر لپکی لیکن جولیا نے تیزی سے اٹھ کر اسے سنبھال لیا۔

"تم احمق آدمی ہو۔ تمہیں صنفِ نازک سے بات کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ آؤ ہلڈا میرے ساتھ" ——— جولیا نے عمران کو غصیلے انداز میں ڈانٹتے ہوئے کہا اور پھر ہلڈا کو پچکار کر اپنے ساتھ لیے کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

"آج تک اس سے کسی نے ایسے لہجے میں بات نہیں کی اس لیے وہ غصے سے پاگل ہو گئی تھی" ——— سر ہیمنگ نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں سر ہیمنگ۔ میں تو ویسے ہی مذاق کر رہا تھا" ——— عمران نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ایسا ایک روز ہونا ہی تھا۔ بہرحال آئیں میں آپ کو آپ کے کمروں تک پہنچا دوں۔ آپ آرام کریں۔ رات کو کھانے پر ملاقات ہو گی" ——— سر ہیمنگ نے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان کی طبیعت شاید خراب ہو چکی تھی۔ اور پھر اپنے ملازم کو بلا کر مہمانوں کو ان کے کمروں تک پہنچانے کے لئے کہا اور وہ سب ملازم کے ہمراہ چلتے ہوئے محل کے ایک حصے

کی طرف آ گئے جہاں اُن کے لئے خوبصورت انداز میں سجے ہوئے آرام دہ کمرے موجود تھے۔

"آخر تمہیں ہو کیا جاتا ہے۔ کیا تمہارا دماغ واقعی خراب ہے؟ وہاں تم نے مس پائی کے نقلی ہونے کا جھگڑا ڈال دیا اور یہاں آ کر اس بیچاری ہلڈا کی اس کے باپ کے سامنے بے عزتی کر دی" ——— ملازم کے جاتے ہی تنویر آنکھیں نکالتا ہوا عمران پر چڑھ دوڑا۔

"واقعی عمران صاحب۔ میں تو تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ آپ اس طرح ایک خاتون کا برملا مذاق اڑائیں گے" ——— کیپٹن شکیل نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن یہ آپ کو آخر مس پائی کو نقلی کہنے کی سوجھی کیا۔ اور پھر اس کا قتل۔ یہ تو بڑا پُراسرار چکر ہے۔ میرا خیال ہے کوئی مشن شروع ہو چکا ہے" ——— صفدر نے کہا۔ عمران سر جھکائے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"تینوں درویش اپنے اپنے قصے سنا چکے۔ اب جگر تھام کے بیٹھو کہ میری باری آئی۔ تو درویشو! چوتھے درویش کا قصہ کچھ سوتے جاگتے کا قصہ ہے" "مس پائی کے چہرے پر میک اپ کی مخصوص لکیریں میں نے دیکھ لی تھیں۔ اس لئے مجھے یقین تھا کہ وہ نقلی مس پائی ہے"۔ اور وہی ہوا۔ اس کے نقلی پن کو چھپانے کے لئے نہ صرف اسے قتل کر دیا گیا بلکہ اس کا سر بھی غائب کر دیا گیا۔ تاکہ بھانڈا اور وہ بھی کچا جو ہے فی ہوٹل کے ہال میں نہ پھوٹ پڑے۔ اب رہی ہلڈا والی بات۔ تو بھائی درویشو اس لڑکی کا دماغ تکلف کی انتہا کی بنا پر منجمد ہو چکا تھا۔ اور اگر مزید کچھ عرصے منجمد رہتا تو دوران خون رک جاتا اور لڑکی یا تو پاگل ہو جاتی یا اگلے جہان پہنچ جاتی۔ اس لئے میں نے اس کا علاج کیا۔ اُسے غصہ دلایا۔ اس کا دماغ اب کھل گیا ہے۔ اور اب وہ خطرے کی حد سے باہر نکل آئی ہے۔ اب بولو۔ اس درویش نے کون سی غلط بات کی ہے۔ جس پر باقی درویش اتنا برا منا رہے

ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے باقاعدہ قصہ گوؤں کی طرح ہاتھ نچا نچا کر جواب دیا۔

"چلو ہم مان لیتے ہیں کہ ایسا ہی ہو گا۔ لیکن ہم تو تفریح کے لئے نکلے ہیں۔ تم نے کہاں لا کر ہمیں پھنسا دیا۔ کل صبح یہاں سے اجازت لیں اور میرا خیال ہے نیاگرا فال دیکھنے چلیں"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"اگر آپ حکم دیں تو بندہ درویش یہاں بھی نیاگرا فال آپ کو دکھا سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"نیاگرا فال، وہ کونسی آبشار ہے"۔۔۔۔۔۔ سب نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ناگرہ کی جوتیاں بڑی نفیس ہوتی ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکرا کر کہا اور تیزی سے اٹھ کر ایک طرف ہٹ گیا کیونکہ تنویر نے اچانک ہاتھ چلایا تھا لیکن ظاہر ہے اس کا ہاتھ فضا میں ہی گھوم گیا۔

"میں اب مزید اس پاگل کے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ میں کل صبح یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اور کوئی جائے یا نہیں"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے اٹھ کر اپنے کی طرف جاتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جولیا کو ساتھ لے جانا۔ وہ بیچاری تمہارے بغیر۔۔۔۔ ارے۔ ارے ہم"۔۔۔۔۔۔ عمران نے یکدم فقرہ ختم کر کے منہ بھینچ لیا کیونکہ دروازے سے جولیا اندر داخل ہو رہی تھی۔

"کیا بکواس کر رہے تھے تم میرے متعلق"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں۔

"میں تنویر کو کہہ رہا تھا کہ جولیا کے پاس ناگرہ کی بنی ہوئی بے شمار جوتیاں ہیں اور نازک جوتیاں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں باقی ساتھی اس کی معصومیت پر اور ناگرہ کی جوتیوں پر بے اختیار ہنس پڑے

"تم غلط اور بدتمیز آدمی ہو۔ تم نے ہلڈا کے ساتھ جو سلوک کیا ہے اس پر میں تمہیں کبھی معاف نہ کروں گی۔ وہ بیچاری رو رو کے ہلکان ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"گرج۔ چمک اور بارش کے بعد مطلع صاف ہو گیا ہے نا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں پوچھا۔

"بڑی مشکل سے وہ چپ ہوئی ہے۔ سر ہیمنگ بھی وہاں آ گئے تھے وہ بھی اسے تسلیاں دیتے رہے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے آرام کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ اب اس کا دماغی توازن بالکل درست رہے گا۔ تم دیکھنا رات کو کھانے کی میز پر وہ کسی بلبل کی طرح چہکے گی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے حکیم حاذق کی طرح رائے دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا اپنے کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا اس کے جانے کے بعد باقی لوگ بھی آرام کرنے کے لئے اپنے اپنے کمروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ہلڈا کو عمران کی باتوں پر اتنا غصہ آیا تھا کہ وہ بالکل ہی نہ سنبھل سکی اور غصے میں بھری ہوئی شیرنی کی طرح عمران پر چڑھ دوڑی لیکن جولیا زبردستی واپس اس کے کمرے میں لے آئی تو غصے کی شدت اور انتہا کے باعث وہ جب اور کچھ نہ کہہ سکی تو اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ جولیا اسے تسلیاں دیتی رہی اور پھر سر ہیمنگ نے بھی آ کر معذرت کی اور آہستہ آہستہ اس کے دماغ پر چھا جانے والا غصہ ختم ہو گیا اور وہ پرسکون ہو گئی۔ اس نے جولیا کا شکریہ ادا کیا اور جولیا اسے بستر پر لٹا کر واپس چلی گئی۔ ہلڈا اب بستر پر لیٹی ہوئی نہ چاہنے کے باوجود پرنس آف ڈھمپ کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

جس نے بھری محفل میں اُسے یوں بے عزت کر دیا تھا اور پھر اسے بھی خیال آ گیا کہ اس نے بھی تو باوجود اس بات کے کہ وہ مہمان ہے اس کی شکل پر طنز کیا تھا اسے بھری محفل میں ذلیل کیا تھا۔ حالانکہ وہ خاصا وجیہہ اور خوبصورت اور اچھا شخص محسوس ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس نے بھی جوابی کارروائی کے طور ایسا کیا۔ ابھی وہ یہی باتیں سوچ رہی تھی کہ اچانک اسے کمرے کی پچھلی کھڑکی پر دستک سنائی دی۔ وہ چونک کر اٹھی تو اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی۔ پچھلی کھڑکی میں پرنس ٹانگیں لٹکائے بڑے اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ کسی خاتون کی خلوت میں دخل اندازی واقعی آداب کے خلاف ہے لیکن مجھے یقین تھا کہ اگر میں سامنے کے دروازے سے آتا تو آپ کبھی نہ کھولتیں۔ اس لیے مجبوراً مجھے اس دروازے سے آنا پڑا۔“ ——— عمران نے اچھل کر فرش پر کھڑا ہوتے ہوئے کہا۔

”مگر آپ ادھر سے آئے کیسے؟ یہ تو نیچے سپاٹ دیوار ہے اور بے پناہ گہرائی ہے“ ——— ہلڈا نے پریشان لہجے میں کہا۔

”مجھے خوش قسمتی سے اُڑنا بھی آتا ہے۔ ہماری ریاست میں ایک مشہور جادوگر گزرا ہے۔ جسے سامری جادوگر کہتے ہیں۔ میں اس کا شاگرد ہوں“ ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”سامری جادوگر؟ ارے وہ آپ کی ریاست کا جادوگر ہے؟ کمال ہے۔ اس کا نام تو میں بچپن سے قصے کہانیوں میں پڑھتی آئی ہوں“ ——— ہلڈا نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں اشتیاق کی جھلکیاں تیر رہی تھیں۔

”جی ہاں وہی قصے کہانیوں والا جادوگر سامری۔ وہ میرا استاد تھا اور میرے جادو سے ہی مارا گیا“ ——— عمران نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کے جادو سے مارا گیا؟ وہ کیسے۔ سامری جادوگر کو تو جادوگروں کا دیوتا سمجھا جاتا ہے“ ——— ہلڈا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اب سارے آداب وغیرہ بھول کر ایک چھوٹی سی بچی بن گئی تھی۔

”ہاں وہ دیوتا بنا ہوا ہے۔ واقعہ یہ ہوا کہ ایک روز میں نے اُسے چیلنج کیا کیا وہ ایسا جادو جانتا ہے جس سے آدمی مر کر دوبارہ زندہ ہو جائے۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ابھی ایسا کوئی جادو وجود میں نہیں آیا جو واقعی کسی مرے ہوئے شخص کو دوبارہ زندہ کر دے۔ میں نے کہا کہ میں وہ جادو جانتا ہوں۔ اس نے پوچھا۔ وہ کیسے۔ میں نے بتایا کہ میں اس بار مر کر زندہ ہو چکا ہوں۔ اور اگر وہ چاہے تو میں اسے بھی مار کر زندہ کر سکتا ہوں۔ وہ فوراً ہی مر کر زندہ ہونے پر تیار ہو گیا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر ایک بار مر کر وہ دوبارہ زندہ ہو گیا تو اسے موت نہ آئے گی اور اس طرح وہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ چنانچہ میں نے اُسے وہ جادو بتا دیا۔ اس نے فوراً تلوار نکال کر اپنی گردن کاٹ لی اور وہ مر گیا“ ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اچھا پھر کیا وہ زندہ ہو گیا“ ——— ہلڈا نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

”کہاں زندہ ہوا۔ وہ تو مر گیا“ ——— عمران نے افسوس بھرے لہجے میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”مگر وہ جادو۔ کیا جادو غلط تھا؟“ ——— ہلڈا نے پوچھا۔

”نہیں جادو غلط نہیں تھا۔ بس سامری کی زبان سے غلطی ہو گئی۔

مرنے کے بعد اس کی زبان حرکت میں ہی نہ آئی۔ اگر وہ حرکت میں آجاتی اور جادو کو پڑھ دیتا تو سامری زندہ ہو جاتا۔ بس آمر کی زبان نے اُسے مروا دیا" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

" اوہ تو تم۔ اوہ معاف کیجئے آپ نے ------ " ہلڈا نے جذبات میں آکر اسے آپ سے تم کہہ دیا تھا۔ اچانک خیال آتے ہی اس نے اپنے آپ کو روک لیا۔

" ارے آپ خواہ مخواہ تکلف کر رہی ہیں۔ یہ تو جادو تھا۔ میں نے کہا کہ مجھے تم کہو تو زندہ ہو جاؤ گے لیکن وہ بیچارا مرنے کے بعد بھی آم کہتا رہا اور نتیجہ یہ کہ مر گیا۔ اب وہی غلطی آپ کر رہی ہیں" ——— عمران نے کہا۔ اور ہلڈا بے اختیار ہنس پڑی۔

" ابھی آپ کہہ رہے تھے کہ زبان حرکت میں نہ آئی۔ اور اب کہہ رہے ہیں کہ وہ آم کہتا رہا۔ میرا خیال ہے آپ ایک بار پھر میرا مذاق اڑا رہے ہیں" ——— ہلڈا نے چہرے پر مصنوعی سنجیدگی طاری کرتے ہوئے کہا۔

" توبہ۔ توبہ۔ آپ کا مذاق۔ اور میں اڑاؤں۔ یہ تو میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ بس مجھے دنیا بھر کا جادو آتا ہے لیکن یہ مذاق اڑانے والا جادو آج تک نہیں آیا" ——— عمران نے فوراً اپنے گالوں پر زور سے تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

" ارے۔ ارے۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں" ——— ہلڈا نے آگے بڑھ کر عمران کے دونوں ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

" کھڑکی بند کر دیں۔ اگر کسی نے دیکھ لیا کہ آپ نے خلوت میں میرے ہا

پکڑے ہوئے ہیں تو خواہ مخواہ میں بدنام ہو جاؤں گا ——— عمران نے پریشان سے لہجے میں کہا۔ اور ہلڈا جھجک کر پیچھے ہٹتی چلی گئی۔ مغربی لڑکی ہونے کے باوجود اس کے چہرے پر حیا کی سرخی دوڑنے لگی تھی۔

"آپ واقعی بے حد شرارتی ہیں۔ بہرحال میں نے محفل میں آپ سے جو سلوک کیا تھا۔ میں اس پر معافی کی طلبگار ہوں" ——— ہلڈا نے شرم آلود لہجے میں کہا۔

"طلبگار۔ ٹھیک ہے۔ طلب کیجئے" ——— عمران نے بڑے شاہانہ انداز میں کہا۔

"کیا طلب کروں؟" ——— ہلڈا نے چونکتے ہوئے کہا۔

" معافی" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ہلڈا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

" او۔ کے۔ اب کھانے کی میز پر ملاقات ہو گی۔ بائی۔ بائی" ——— عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ہلڈا اسے روکتی۔ وہ دروازہ کھول کر تیزی سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اور ہلڈا اس کے جانے کے بعد بھی کافی دیر تک ہنستی رہی۔ وہ اپنے آپ کو کافی ہلکا پھلکا محسوس کر رہی تھی۔ اُسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے دل میں مسرت کی پھلجڑیاں سی چھوٹ رہی ہوں۔ وہ سوچ رہی تھی کہ کیا واقعی یہ پرنس جادوگر ہے جس نے اس جیسی چڑچڑی۔ تنہائی پسند اور آدم بیزار لڑکی کا چند ہی لمحوں میں یہ حال کر دیا تھا۔ اور اب اسے نہ جانے کیوں کھانے تک کا وقفہ قیامت کا وقفہ معلوم ہو رہا تھا۔

ایک بڑے سے کمرے کے درمیان رکھی ہوئی میز کے گرد پانچ قوی ہیکل اور کرخت چہروں والے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ ان سب کے چہروں پر شیطانیت اور خباثت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔ آنکھوں سے مکاری کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔ ایک کرسی خالی پڑی ہوئی تھی۔ وہ سب خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ فاراک کے مشہور غنڈے تھے۔ اور پورے فاراک پر دہشت کی طرح چھائے ہوئے بلڈی سنڈیکیٹ کے گورنرز تھے۔ ان میں سے ہر ایک فاراک کے مختلف حصوں کا سربراہ تھا۔ یہ سنڈیکیٹ دس سال قبل وجود میں آیا تھا۔ اور قتل وغارت، سمگلنگ، بلیک مارکیٹنگ، جعلی کرنسی، اغوا اور اسی قسم کے دوسرے تمام جرائم میں سنڈیکیٹ ملوث رہتا تھا۔ پولیس، انٹیلی جنس حتیٰ کہ سکاٹ لینڈ یارڈ والے بھی اس سنڈیکیٹ کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ سب لوگ اسے بلڈی سنڈیکیٹ کے نام سے یاد کرتے تھے۔ سنڈیکیٹ کے تحت پورے ملک میں بے شمار کلب، جوئے خانے اور بار چل رہے تھے۔ جہاں ہر قسم کا جرم کھلے عام ہوتا تھا۔ اور کسی کو جرأت نہ تھی کہ ان کے معمولی سے معمولی کارکن پر بھی ہاتھ ڈال سکے۔ کیونکہ

ان کی طرف انگلی اٹھانے والے کو سرِ عام ذبح کر دیا جاتا تھا۔ اس کے بچوں کو زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ اس لئے ہر شخص اس سنڈیکیٹ سے اس طرح خوفزدہ رہتا تھا کہ جیسے یہ موت کے ٹھیکیدار ہوں۔

یہ سب آج ایک خصوصی میٹنگ کے لئے اکٹھے ہوئے تھے اور اس وقت انہیں سنڈیکیٹ کے باس کا انتظار تھا۔ باس میں ہر وہ مکروہ خصوصیت موجود تھی جس کی کسی جرائم پیشہ شخص سے توقع کی جا سکتی ہے اس کے علاوہ شاید دنیا کا سب سے زیادہ ظالم اور سنگدل آدمی تھا۔

چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا خاصا طویل القامت آدمی ڈھیلا ڈھالا سوٹ پہنے اندر داخل ہوا۔ اس کی ناک پر سنہرے فریم والا چشمہ موجود تھا۔ وہ چہرے مہرے سے کسی یونیورسٹی کا پروفیسر لگتا تھا۔ اس کا نام تو فضلے تھا۔ لیکن سنڈیکیٹ میں یہ ڈیول کے نام سے مشہور تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ فاراک کے وسیع و عریض ملک میں جہاں بھی کوئی جرم ہوتا تھا اس کے پیچھے فضلے کا ہاتھ ضرور ہوتا تھا۔

"ہیلو فرینڈز، مجھے زیادہ دیر تو نہیں ہوئی" ——— فضلے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس آپ ٹھیک وقت پر آئے ہیں" ——— قریب بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہونہہ تو پھر کارروائی شروع کی جائے۔ رالف تم رپورٹ دو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے علاقے میں کوئی زبردست گڑبڑ ہوئی ہے" ——— باس نے سامنے بیٹھے ہوئے رالف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس۔ سنڈیکیٹ کے فیصلے کے مطابق میں نے ہوٹل سلور سینڈ

والوں سے مس پائی کے خصوصی شو کا معاہدہ کیا۔ اور توسیلا کو جس کا جسم اور قدوقامت مس پائی سے ملتی جلتی تھی۔ اور جس نے پہلے ڈانس کی خصوصی تربیت لی ہوئی تھی، میک اپ کر کے سٹیج پر بھجوا دیا۔ شو بے حد کامیاب رہا۔ اور سنڈیکیٹ کو لاکھوں ڈالر کی آمدنی ہوئی۔ اور خاص بات یہ کہ سر ہیمنگ بھی توقع کے مطابق وہاں موجود تھے۔ سنڈیکیٹ کا فیصلہ تو یہی تھا کہ چند شو کر کے موٹی رقم حاصل کی جائے۔ اور مس کی شادی سر ہیمنگ سے کرا دی جائے اور پھر اس شادی کے معاوضے میں سر ہیمنگ کی جاگیر میں واقع سونے کی کان کے حقوق ملکیت حاصل کر لیے جائیں۔ یہ تمام مشن بالکل درست طور پر سر انجام پا جاتا۔ لیکن شو ختم ہونے پر وہاں ہال میں موجود ایک ایشیائی نوجوان جو اپنے آپ کو کسی ہمالیائی ریاست ڈھمپ کا پرنس کہتا تھا۔ کاؤنٹر پر آ کر زور زور سے چیخنے لگا کہ شو نقلی مس پائی کا کیا گیا ہے۔ پہلے تو اس پرنس کو جھٹلایا گیا تو پھر سر ہیمنگ درمیان میں کود پڑے۔ سر ہیمنگ کی دلچسپی آپ جانتے ہی ہیں۔ اب صورت حال یہ ہو گئی تھی کہ سر ہیمنگ کے سامنے نقلی مس پائی کی قلعی کھل جاتی تو نہ صرف یہ کہ تمام مشن ختم ہو جاتا بلکہ ہو کی بھی اینٹ سے اینٹ بجا دیتے۔ سنڈیکیٹ کی شہرت کو بھی زبردست دھچکا لگتا۔ اس لیے فوری طور پر مس پائی کے قتل کا فیصلہ کیا گیا۔ وہاں سے مس پائی کا فوری اغواء چونکہ ناممکن تھا۔ اس لیے اسے قتل کر کے اس کی گردن غائب کر دی گئی۔ اس لیے وقتی طور پر معاملہ دب گیا۔ سر ہیمنگ اس نوجوان کو اس کے ساتھیوں سمیت اپنی جاگیر پر لے گئے ہیں۔ وہ شاید مس پائی کے قتل کے متعلق مزید تسلی کرنا چاہتے ہوں گے

مکروہ صورت رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے سنڈیکیٹ کا منصوبہ بری طرح ناکام ہو گیا۔ اب مس پائی والا کھیل دوبارہ نہیں کھیلا جا سکتا" ـــــ باس نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں میرے گروپ کا ایک ممبر گورڈی ویمن ہنٹر کے نام سے مشہور ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سنڈیکیٹ اسے اجازت دے تو وہ سر ہیمنگ کی آدم بیزار لڑکی مس ہلڈا پر ڈورے ڈالے اور اس سے شادی کر لے اور شادی کے فوراً بعد سر ہیمنگ کو قتل کر دیا جائے تو تمام جائیداد مس ہلڈا کی ہو جائے گی۔ اور مس ہلڈا کا بھی اگر سنڈیکیٹ چاہے تو خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح سر ہیمنگ کی تمام جائیداد سنڈیکیٹ کے تصرف میں آ سکتی ہے" ـــــ رالف نے گورڈی کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا خیال ہے دوستو۔ یہ مسئلہ تھا جس کے لیے مخصوص میٹنگ کال کی گئی ہے۔ خفیہ رپورٹوں کے مطابق سر ہیمنگ کی جاگیر کے جنگل میں سونے کی ایک بہت بڑی کان موجود ہے۔ اتنی بڑی کہ پورے ملک فاراک میں اس سے بڑی کان موجود نہیں۔ یہ سیدھا سادا منصوبہ صرف اس لیے بنایا گیا تھا کہ خاموشی سے یہ جنگل مس پائی کے توسط سے سنڈیکیٹ کی ملکیت میں آ جائے۔ لیکن یہ منصوبہ ناکام ہو گیا" ـــــ فنلے نے چبا چبا کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر رالف اس پرنس آف ڈھمپ کو کیا سزا دی گئی جس کی وجہ سے تمام منصوبہ ناکام ہو گیا" ـــــ کونے میں بیٹھے ہوئے ایک

شخص نے کرخت لہجے میں کہا۔

"فی الحال اُسے کچھ نہیں کہا گیا۔ کیونکہ پولیس اس قتل کی تفتیش میں مصر ہے۔ اور پھر وہ اور اس کے ساتھی جن میں چھ ایشیائی مرد اور ایک سو عورت شامل ہیں ہوٹل سے سر ہیمنگ کے ساتھ ان کی جاگیر پر چلے گئے۔" ——— رالف نے جواب دیا۔

"باس۔ سنڈیکیٹ نے سرے سے یہ منصوبہ ہی غلط بنایا تھا۔ اتنا لمبا کھیل کھیلنے کا کیا فائدہ۔ یا تو سر ہیمنگ کو اغوا کر لیا جائے اور اسی سے زبردستی اس جنگل کے ملکیت نامے پر دستخط کرا لئے جائیں اور اگر اس میں یہ خطرہ ہو کہ سر ہیمنگ بین الاقوامی شہرت رکھتے ہیں اس لئے معاملہ پکڑ جائے گا۔ تو اس کی لڑکی کو اغوا کر لیا جائے اور اس کی رہائی کا مطالبہ وہ جنگل ہو۔ بات بن جائے گی ——— ایک اور شخص نے کرخت سرد لہجے میں تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

" دراصل یہ منصوبہ صرف اس لئے بنایا گیا تھا کہ کسی کو اس کان کی معلوم نہ ہو۔ کیونکہ اس کان کا علم ہوتے ہی جھگڑوں کا ایک طویل سلسلہ ہو سکتا ہے۔ اور پھر سر ہیمنگ بھی بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔ اگر اغوا کیا جاتے یا اس کی لڑکی کو۔ تو ہو سکتا ہے کہ انٹرپول اس معاملے میں کود پڑے۔ اور حالات خراب ہو جائیں۔ لیکن اب تو بہر حال وہ منصوبہ ختم ہو گیا۔ اب اس میٹنگ کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اس سلسلے میں کوئی تیز ترین اور کامیاب منصوبہ سوچا جائے" ——— باس فینلے نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"باس پہلی بات تو یہ ہے کہ سنڈیکیٹ کے اصولوں کے مطابق

منصوبے کی ناکامی کا انتقام اس پرنس اور اس کے ساتھیوں سے فوری طور پر لیا جائے۔ انہیں گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے۔ اور بتا کر کیا جائے کہ انہوں نے سنڈیکیٹ کے راستے میں آنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے بعد بہتر صورت تو یہی ہے کہ اس جنگل کے ٹرانسفر کے کاغذات مکمل کر کے یہاں سے سر ہیمنگ کی جاگیر پر جایا جائے اور وہاں اس کی لڑکی کے حلق پر چھری رکھ کر اس سے ٹرانسفر پر دستخط کرائے جائیں اور پھر ان دونوں کو اس وقت تک قابو میں رکھا جائے جب تک ٹرانسفر قانونی طور پر مکمل نہیں ہو جاتی۔ اس کے بعد سر ہیمنگ سنڈیکیٹ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتا۔" ——— ایک اور ممبر نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تجویز درست ہے۔ اس طرح کام بھی فوری ہو جائیگا۔ اور سر ہیمنگ سنڈیکیٹ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ سنڈیکیٹ کا نام سنتے ہی سر ہیمنگ خاموشی سے دستخط کر دے گا۔ اور بعد میں بھی شور نہ مچائے گا۔ اور اگر مچاتے بھی تو اسے کسی بھی جان لیوا حادثے کا شکار آسانی سے بنایا جا سکتا ہے" ——— ایک دوسرے ممبر نے تائید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کی لڑکی کو باقاعدہ اغوا کر کے اس سے مطالبہ کیا جائے۔ وہیں تمام کام مکمل کر لیا جائے" اور وہ پرنس اور اس کے ساتھی بھی وہیں موجود ہیں۔ سارے کام ایک ہی وقت میں مکمل ہو سکتے ہیں" ——— دو تین اور ممبر نے بھی تائید کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر جب سب ممبرز نے متفقہ طور پر اس تجویز کی تائید کر دی تو باس نے باقاعدہ طور پر تجویز کی منظوری کا اعلان کر دیا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ سارے کام کون سرانجام دے گا" ــــ باس نے
"باس۔ سرہمینگ کی جاگیر میرے علاقے میں ہے۔ اس لئے سنڈیکیٹ کے اصول کے مطابق یہ کام میں سرانجام دوں گا" ــــــ ایک ممبر نے کہا
"باس چونکہ پہلا منصوبہ میرے علاقے میں ناکام ہوا ہے اور یہ میرے تنظیم کی شہرت پر دھبہ ہے۔ اس لئے میرا حق ہے کہ میں ہی اسے سرانجام دوں گا" ــــــ رالف نے کہا۔
"باس میرا خیال ہے اس کام کے لئے ایک خصوصی ٹیم مقرر کی جائے۔ مجھے پرنس خطرناک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ پوری دنیا نے مس پائی کا شو دیکھا ہے۔ لیکن کسی نے اس کا میک اپ چیک نہیں کیا۔ بلکہ پرنس نے نہ صرف اسے چیک کیا ہے۔ بلکہ وہ شخص اتنا جرأت مند ہے کہ وہیں ہال میں اس کا اعلان کرنے سے بھی نہیں چوکا۔ ایسا آدمی یقیناً بے حد جرأت مند اور خطرناک حد تک ذہین ہوسکتا ہے" ــــــ ایک اور ممبر نے کہا
"وہ بہادر نہیں بلکہ احمق ہے۔ ایسے کام احمق ہی کر سکتے ہیں۔ گورڈی نے بتلایا ہے کہ وہ چہرے مہرے اور حرکات اور سکنات سے ہی احمق اور مسخرہ لگ رہا تھا" ــــــ رالف نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔
"سنو۔ چونکہ یہ مشن سنڈیکیٹ کے لئے بے حد اہم ہے۔ سونے کی کان بے حد قیمتی ہے۔ اور جس سے حاصل کی جاتی ہے وہ نہ صرف بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔ بلکہ ہاؤس آف لارڈز کا ممبر بھی ہے۔ اس لئے اگر اس بار معاملہ ذرا بھی گڑبڑ ہوا تو سنڈیکیٹ کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ چنانچہ میرا یہ فیصلہ ہے کہ واقعی اس کام کے لئے ایک خصوصی ٹیم مقرر کی جائے۔ اس ٹیم میں رالف بھی شامل ہو اور میکین بھی جس کے علاقے میں جاگیر ہے۔ اور اس ٹیم کا انچارج میں خود ہوں گا" ــــــ باس لنڈلے نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور باس کے فیصلے پر سب نے سر جھکا دیا۔ اور انہیں اچھی طرح معلوم تھا کہ جب لنڈلے ایک بار فیصلہ کرے تو پھر وہ اس کی معمولی سی مخالفت بھی برداشت نہیں کر سکتا۔

"ہم کل صبح ہی مشن پر روانہ ہو جائیں گے۔ رالف اور میکسن۔ تم اپنے ساتھ ایک ایک آدمی اور تیار کر لو۔ میں باقی انتظام خود کر لوں گا" ــــــ لنڈلے نے کہا۔ اور رالف نے فوراً گورڈی کے نام کا اعلان کر دیا۔ جس پر باس نے سر ہلا دیا۔ میکسن نے اپنے ساتھی کے طور پر چیمبرلین کا نام لیا جو مشہور پیشہ ور قاتل اور مانا ہوا نشانہ باز تھا۔ اور باس نے فوراً اس کی بھی منظوری دے دی۔ چنانچہ طے ہوگیا کہ کل صبح ۶ بجے رالف اور میکسن اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچ جائیں گے۔ اور پھر یہاں سے وہ سرہمینگ کی جاگیر پر چل دیں گے۔
"مگر باس وہ ٹرانسفر کے کاغذات" ــــــ ایک ممبر نے باس کو یاد دلاتے ہوئے کہا۔
"ان کی فکر نہ کرو۔ وہ میں راتوں رات تیار کرا لوں گا۔ وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے" ــــــ باس نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور اس کے اٹھتے ہی سب ممبر اٹھ کھڑے ہوئے اور اس طرح سنڈیکیٹ کی یہ مخصوص میٹنگ برخواست ہوگئی۔

رات کے کھانے پر سر ہیمنگ بے حد اداس بیٹھے ہوئے تھے
ہلڈا ابھی تک کھانے کے لئے نہ آئی تھی اور سر ہیمنگ کو معلوم تھا کہ اوّل
تو وہ آنے سے انکار کر دے گی۔ اور اگر آ ئی بھی تو ایک بار پھر بدمزگی
پیدا ہوگی۔ سر ہیمنگ کو اپنی بیٹی سے بے پناہ محبت تھی۔ لیکن وہ ایک
وضعدار آدمی تھے۔ جن مہمانوں کو وہ دعوت دے کر ساتھ لاتے تھے۔ اب
نہ ہی ان سے سخت بات کہہ سکتے تھے اور نہ ہی انہیں واپس جانے کے
لئے کہہ سکتے تھے۔ حالانکہ جب سے انہوں نے ہلڈا کو روتے دیکھا تھا۔ ان
کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ پرنس کو جوتے مار مار کر محل سے نکال دیتے۔ لیکن وہ
اپنے آپ پر جبر کر گئے۔ کیونکہ اس طرح ان کی خاندانی روایات کو شدید
دھچکا پہنچتا۔ اور وہ پورے نارلک میں بری طرح بدنام ہو کر رہ جاتے۔
ابھی وہ بیٹھے یہی سوچ رہے تھے کہ کمرے میں ہلڈا داخل ہوئی۔ اس کا
چہرہ تازہ کھلے ہوئے پھول کی طرح شگفتہ تھا۔ آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی
"گڈ نائٹ ڈیڈی گڈ نائٹ معزز مہمانو" ——— ہلڈا نے قریب آ کر بڑے
ادب سے سر ہیمنگ اور دوسرے مہمانوں کو سلام کرتے ہوئے کہا۔
اور پھر سر ہیمنگ اور جولیا کے علاوہ باقی سب لوگ اخلاقاً اس کے استقبال

کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمران ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ ملازم نے
اطلاع دی تھی کہ وہ اپنے کمرے میں نہیں ہے۔
"تمہاری طبیعت کیسی ہے بیٹی" ——— سر ہیمنگ نے چونک کر ہلڈا کی
طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ ہلڈا کی موجودہ کیفیت سمجھ نہ سکے تھے۔ ہلڈا
کو اتنا خوش و خرم و تر و تازہ انہوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔
"او۔ کے۔ ڈیڈی۔ وہ پرنس کہاں ہیں" ——— ہلڈا نے کرسی پر بیٹھتے
ہوئے اشتیاق آمیز نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"وہ ابھی آ رہے ہیں۔ مجھے تمہیں خوش دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے"
——— سر ہیمنگ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"ڈیڈی یہ پرنس تو بہت اچھے آدمی ہیں۔ اور ڈیڈی آپ کو پتہ ہے پرنس جادو بھی
جانتے ہیں۔ وہ سامری جادوگر کے شاگرد ہیں۔ ڈیڈی وہی سامری جن کے
قصے کتابوں میں لکھے ہوتے ہیں" ——— ہلڈا نے مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا
اور اس کی بات سن کر عمران کے ساتھی ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں
سے دیکھنے لگے۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ صرف جولیا اور تنویر نے
برا سا منہ بنا لیا تھا۔ لیکن وہ خاموش رہے۔
"نہیں بیٹے۔ سامری جادوگر تو خیالی آدمی ہے۔ تمہیں کس نے بتایا" ———
سر ہیمنگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"نہیں ڈیڈی مجھے پرنس نے بتایا ہے۔ وہ سچ مچ سامری جادوگر کے شاگرد
ہیں۔ ہوا میں اڑ سکتے ہیں۔ مر کر زندہ ہو سکتے ہیں" ہلڈا نے بڑے پر اعتماد لہجے
میں کہا۔ اور سر ہیمنگ کھلکھلا کر ہنس پڑے۔
"تم ابھی بچی ہو۔ مجھے بہرحال خوشی ہے پرنس نے تمہیں قائل کر لیا اور تم خوش

ہوں" ——— سر ہمینگ نے کہا۔

اور اس سے پہلے کہ ہلڈا کوئی جواب دیتی۔ عمران کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر ازلی حماقتوں کا وہی نقاب موجود تھا۔ جو عام طور پر ایسے موقعوں پر خود بخود چڑھ جاتا تھا۔

"ارے یہ کمرے میں اتنی روشنی کیوں ہو رہی ہے"۔ عمران نے اُلّو کی طرح آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے کہا۔

"اُلّو جو روشنی میں آگیا ہے" ——— اچانک تنویر بول پڑا۔

"ارے نہیں تنویر تمہیں خواہ مخواہ اپنے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔ اُلّو بیچارہ تو بڑا دانشمند قسم کی شئے ہے۔ جب کہ تم اُسے بدنام کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ یہ روشنی تو مس ہلڈا کے چہرے سے پھوٹ رہی ہے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔ ہلڈا نے اس کی بات پر شرما کر منہ نیچے کر لیا۔

"میں تمہارا بے حد مشکور ہوں پرنس کہ تم نے میری بیٹی کو خوشیاں بخش دی ہیں" ——— سر ہمینگ نے کہا۔ ان کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑے اور تنویر جو شاید جواب میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ منہ بھینچ کر رہ گیا۔

"پرنس ڈیڈی مان ہی نہیں رہے۔ کہ آپ جادوگر ہیں" ——— ہلڈا نے براہ راست عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں بیٹے، اب میں نے مان لیا ہے۔ پرنس واقعی جادوگر ہیں" ——— سر ہمینگ نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور ہلڈا یوں خوش ہو گئی جیسے اس نے بہت بڑا معرکہ جیت لیا ہو۔

"سر ہمینگ میں ابھی پائیں باغ میں گیا۔ یوں ہی ٹہلنے کے لئے۔ وہاں ایک

بڑا سا کمرہ ہے۔ جس پر تالہ پڑا ہوا ہے۔ مجھے ملازموں نے بتایا ہے کہ یہ کمرہ آپ کا خاص کمرہ ہے اور آپ کسی کو اندر نہیں جانے دیتے" ——— عمران نے شاید موضوع بدلنے کے لئے کہا۔

"ہاں وہ کمرہ میں نے اپنے آرام کے لئے خصوصی طور پر بنوایا ہے۔ جب میں پریشان ہوتا ہوں۔ تو اُسی کمرے میں آرام کرتا ہوں" ——— سر ہمینگ نے سنجیدہ ہو کر جواب دیا۔

"اس کمرے میں ایک بولنے والا طوطا ہے۔ جو بہت خوبصورت باتیں کرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ . . . . . " عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"بولنے والا طوطا۔ مگر وہاں تو کوئی طوطا نہیں" ——— سر ہمینگ نے عمران کی سنجیدگی دیکھ کر پریشان ہو کر کہا۔

"ارے ڈیڈی۔ آپ کے پاس خوبصورت باتیں کرنے والا طوطا ہے۔ اور آپ نے اسے مجھ سے چھپا کر رکھا ہے۔ کیوں ڈیڈی؟" ——— ہلڈا نے ناراض ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

"ارے بیٹی پرنس مذاق کر رہے ہیں" ——— سر ہمینگ نے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہا مس ہلڈا۔ اگر آپ کہیں تو میں یہیں بیٹھ کر اس طوطے سے انٹرویو کر کے دکھا دوں۔ آپ بھی سن لیں" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ کوئی بولتا اچانک کمرے میں ایک نامانوس سی آواز گونج اٹھی۔ بالکل بولنے والے طوطے جیسا لہجہ تھا۔

"طوطا مس ہلڈا کی خدمت میں سلام کرتا ہے" ——— اور سر ہمینگ سمیت سب لوگ یہ آواز سن کر بُری طرح چونک پڑے۔ آواز یوں معلوم

ہو رہی تھی جیسے دُور سے آ رہی ہو۔

"پیارے طوطے۔ سرہیمنگ تمہاری موجودگی سے انکار کر رہے ہیں"

——— اچانک عمران کی آواز سنائی دی۔

"نہیں۔ سرہیمنگ انکار نہیں کر سکتے۔ وہ تو مجھ سے باتیں کرتا ہیں" ——— طوطے کی آواز دُور سے سنائی دی۔

"کیوں سرہیمنگ، اب بھی آپ انکار کریں گے" ——— اچانک عمران نے سرہیمنگ سے مخاطب ہو کر کہا جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے بیٹھا ہوا تھا۔

"مم۔ مم۔ مگر میرے پاس تو کوئی طوطا نہیں" ——— سرہیمنگ نے انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈیڈی۔ اب تو طوطے نے خود ہی بتا دیا ہے۔ میں ابھی کھانے کے بعد اس کمرے میں جاؤں گی اور طوطے کو اپنے ہمراہ لاؤنگی" ——— ہلڈا نے اصرار بھرے لہجے میں کہا۔

"مگر......" ——— سرہیمنگ نے کچھ کہنا چاہا مگر ہلڈا کے اصرار پر انہیں اثبات میں سر ہلانا پڑا۔ اسی لمحے نوکروں نے کھانا سرو کرنا شروع کر دیا۔ اور وہ سب کھانے میں مصروف ہو گئے۔

"یہ کیا چکر تھا" ——— اچانک تنویر نے قریب بیٹھے ہوئے صفدر کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے پوچھا۔ وہ خود اس عجیب و غریب واقعے پر حیران تھا۔

"تم عمران کو تو جانتے ہو۔ وہ شاید کمرہ کھلوانا چاہتا ہے" ——— صفدر نے جواب دیا۔

"مگر وہ طوطا" ——— تنویر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ چاہے تو تمہیں وہی طوطا بنا دے" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر بُرا سا منہ بنا کر کھانے میں مصروف ہو گیا۔

کھانا ختم ہوتے ہی ہلڈا کے اصرار پر سرہیمنگ کو وہ کمرہ کھلوانا پڑا۔ لیکن وہ صرف ہلڈا کو اندر لے جانا چاہتے تھے۔ اور پھر ان کا موڈ دیکھتے ہوئے باقی سب لوگ سونے کے لئے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ البتہ سرہیمنگ نے عمران کو روک لیا۔

"یہ کیا چکر تھا پرنس یہ طوطا" ——— سرہیمنگ نے کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"طوطا۔ طوطا ہی ہوتا ہے سرہیمنگ۔ اُلّو کیسے بن سکتا ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور سرہیمنگ کھسیا کر خاموش ہو گئے۔

"ڈیڈی۔ آپ نے کب لیا تھا طوطا" ——— ہلڈا نے پوچھا۔

"میں نے ایسا طوطا لیا ہی نہیں ابھی تمہیں یقین آ جائے گا" ——— سرہیمنگ نے پریشان لہجے میں کہا۔ اور پھر انہوں نے آگے بڑھ کر جیب سے چابی نکالی اور تالا کھول دیا۔ اور پھر سرہیمنگ کے ساتھ ہلڈا اور عمران بھی اندر داخل ہو گئے۔ یہ خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جو بہترین انداز میں سجا ہوا تھا اور یہ کوئی پُر تکلف خوابگاہ معلوم ہو رہی تھی۔ ہلڈا تو اِدھر اُدھر طوطا دیکھنے کے لئے نظریں گھما رہی تھی جب کہ عمران حیرت سے پورے کمرے کی دیواروں پر لگی ہوئی بڑی بڑی تصویریں دیکھ رہا تھا یہ سب تصویریں مشہور بیلے ڈانسر مس پالی کی تھیں۔ ہر تصویر میں وہ

علیحدہ انداز میں ڈانس میں مصروف تھی۔

"ڈیڈی یہاں تو کوئی طوطا نہیں ہے" ——— ہلڈا نے مایوسانہ لہجہ میں کہا۔

"پرنس سے پوچھو" ——— سر ہینگ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھ سے کیا پوچھنا۔ طوطا تھا۔ اُڑ گیا ہوگا۔ اب تو مجھے وہ جادو بھی بھول گیا ہے کہ اس کی آواز ہی سنوا دوں" ——— عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم واقعی جادوگر ہو پرنس۔ تم نے مجھے قائل کر لیا۔ آج تک مجھے جادو پر یقین نہ تھا۔ لیکن آج مجھے یقین آگیا" ——— سر ہینگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ کی نوازش" ——— اچانک عمران کی بجائے طوطے کی آواز میں گونجی۔ اور سر ہینگ اور ہلڈا دونوں اُچھل کر اِدھر اُدھر دیکھنے لگے اور پھر اچانک طوطے کی چیخ سر ہینگ کے پیر کے نیچے سنائی دی اور ہینگ اچھل کر دو فٹ دور جا کھڑے ہوئے۔ وہ حیرت سے اس جگہ کو دیکھ رہے تھے۔ جہاں چند لمحے قبل انہیں یوں محسوس ہوا تھا جیسے طوطا اُن کے قدموں تلے آگیا ہو۔ اُن کے چہرے پر بے پناہ پریشانی تھی۔ ہلڈا آنکھیں پھاڑے اس جگہ کو دیکھ رہی تھی۔

"ارے آپ نے طوطے کو کچل دیا سر ہینگ۔ بیچارہ طوطا" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور سر ہینگ اچانک کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

"بہت خوب۔ پرنس۔ بہت خوب۔ آپ واقعی عجیب و غریب صلاحیتوں

کے مالک ہیں لیکن خدا کے لئے ہلڈا کو یقین دلا دیجئے کہ یہ سب کچھ شعبدہ بازی تھی۔ ورنہ ہلڈا تو میری جان کھا جائیگی" ——— سر ہینگ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ دراصل عمران کی شرارت کو سمجھ گئے تھے۔

"مگر کیا شعبدہ" ہلڈا نے کہا مگر دوسرے لمحے وہ بھی چیخ مار کر پیچھے ہٹ گئی۔ جب کہ اس بار طوطے کی چیخ ہلڈا کے پیر کے نیچے سے اُبھری تھی۔ "یہ سب پرنس کی شرارت ہے ہلڈا۔ وہ طوطے کی آوازیں اپنی ناک سے نکال رہے ہیں۔ اور وہ اس کام میں اتنے ماہر ہیں کہ فاصلے کا احساس بھی پیدا کر لیتے ہیں۔ اور ان کا چہرہ بے تاثر رہتا ہے" ——— سر ہینگ نے مسکراتے ہوئے ہلڈا سے کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ ایسا ہونا ناممکن ہے" ——— ہلڈا نے بے یقینی سے کہا۔

"یہ درست ہے۔ اب مجھے یاد آیا ہے کہ فارک سٹی میں ایک ایسا آدمی میں نے دیکھا تھا جو اسی شعبدے کا ماہر تھا۔ اس نے پورے فارک سٹی کو چکر میں ڈال دیا تھا۔ وہ بھی ایشیائی تھا" ——— سر ہینگ نے کہا۔

"وہ میرا شاگرد تھا سر ہینگ" ——— عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔ مگر ہلڈا کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ سب کچھ عمران کا کیا دھرا ہے لیکن جب عمران نے اس قسم کے دو چار اور شعبدے دکھائے تو اسے یقین کرنا پڑا۔

"دیکھا ڈیڈی۔ پرنس واقعی سامری جادوگر کے شاگرد ہیں" ——— ہلڈا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل۔ اب تو مجھے یقین ہے کہ پرنس انکساری سے کام لے رہے ہیں۔ سامری ان کا شاگرد ہوگا" ——— سر ہینگ نے ہنستے ہوئے کہا۔

اور عمران نے جھک جھک کر لکھنوی انداز میں تسلیمات بجالانا شروع کر دیا
"مگر پرنس آخر آپ کو یہ شرارت سوجھی کیسے۔ کیا کمرہ کھلوانے کیلئے یہ سب ڈرامہ کھیلا ہے"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے کمرے سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اچھا ڈیڈی۔ اب مجھے اجازت دیجئے۔ صبح تفریح کا کوئی پروگرام ہلڈا کے ساتھ بنائیں گے۔ لیکن باہر جاکر۔ اور پرنس گڈنائٹ"۔۔۔۔۔۔ کمرے سے باہر آتے ہی ہلڈا نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنے حصے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ہلڈا کے جانے کے بعد سر ہیمنگ عمران کو لئے اپنی نشست گاہ میں آگئے۔

"آپ نے میری بات کا جواب نہیں دیا پرنس"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"یہ بتائیے مس پائی کے ساتھ آپ کا کیا رشتہ ہے"۔۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے پوچھا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی تھی۔

"رشتہ۔ وہی رشتہ جو ایک پرستار اور فنکار کے درمیان ہوتا ہے۔ وہ میری پسندیدہ ترین فنکارہ ہے۔ اور مجھے اس کے فن سے عشق کی حد تک عقیدت ہے۔ یہ کمرہ میں نے بنوایا اسی لیے ہے۔ اس میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ میں نے مس پائی کی تصاویر لگا رکھی ہیں۔ میں جب ذہنی طور پر پریشان ہوتا ہوں تو میں اس کمرے میں چلا جاتا ہوں اور پھر میں مس پائی کے بیلے ڈانس کی فلمیں چلا کر اس کے عظیم فن میں ڈوب جاتا ہوں۔ کیا یہ سچ ہے کہ مس پائی آپ کے چھوٹے بھائی کی بیوی ہے"۔
سر ہیمنگ نے سنجیدہ ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرے چھوٹے بھائی کی بیوی۔ ارے نہیں۔ میرا تو کوئی چھوٹا بھائی نہیں ہے۔ وہ تو میں نے منیجر کو یقین دلانے کے لئے یونہی کہہ دیا تھا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہونہہ"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ہنکارا بھرا۔ ان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے اور عمران معنی خیز انداز میں مسکرا دیا۔

"لیکن آپ کو کیسے یقین تھا کہ ہوٹل میں ڈانس کرنے والی مس پائی نہیں ہے کیا آپ نے اصلی مس پائی کو دیکھا ہے"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے زندگی میں پہلی بار مس پائی کا نام سنا ہے۔ البتہ میں نے مس پائی کے چہرے پر میک اپ کی مخصوص لکیریں دیکھ لی تھیں تو مس پائی کا میک اپ انتہائی مہارت سے کیا گیا تھا۔ لیکن میک اپ کے فن میں مجھے بھی کچھ تھوڑی سی شدھ بدھ حاصل ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ صرف شک کی بنا پر آپ نے اتنا بڑا رسک لے لیا۔ حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ لوگوں کے جذبات مس پائی کے بارے میں کتنے شدید تھے۔ اور اگر آپ کا شک اگر غلط نکلتا۔ تو لوگ آپ کی شارع عام پر پٹائی دینے سے بھی نہیں چوکتے"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میری بات چھوڑیں۔ یہ بتائیں کہ آپ نے مس پائی کا ڈانس دیکھا ہے آپ کو اس پر شک نہ گزرا تھا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے مس پائی کا یہ ڈانس دیکھ کر شدید مایوسی ہوئی تھی کیونکہ مس پائی اِس فن کی جس بلندی پر ہیں۔ موجودہ ناچ اس کے پاسنگ بھی نہ تھا۔ لیکن مجھے ایک لمحے کے لئے بھی یہ خیال نہ آیا کہ یہ نقلی بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے تو صرف یہ سوچا تھا کہ شاید مس پائی کا فن اب زوال پذیر ہوتا جا رہا ہے۔ لیکن آپ کی بات سننے کے بعد میرے ذہن میں بھی یہ خیال آگیا تھا کہ واقعی ناچ کے لحاظ سے یہ اصل مس پائی نہیں لگتی لیکن میں اس پر برملا اس کا اظہار کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اِس لیے میں نے آپ کی حمایت کر کے دراصل اپنے آپ کو مطمئن کرنا چاہا تھا"

———— سر ہیننگ نے جواب دیا۔

"اور آپ ہمیں یہاں لے اس لئے آئے تھے تاکہ ہم سے اصلی مس پائی کا پتہ معلوم کر سکیں۔ کیونکہ ظاہر ہے جو اتنے دعوے سے مس پائی کے نقلی ہونے کا اعلان کر سکتا ہے وہ یقیناً اصلی مس پائی کو بھی جانتا ہوگا"

———— عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میں شرمندہ ہوں پرنس۔ واقعی آپ کو دعوت دیتے وقت میرے ذہن میں یہی خیال آیا تھا" ———— سر ہیننگ نے ندامت بھرے لہجے میں جواب دیا۔ "مگر یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ کہ آخر نقلی مس پائی کو قتل کیوں کیا گیا۔ اسے وہاں سے ہٹایا بھی جا سکتا تھا یا پھر میرے احتجاج کو اہمیت دی جا سکتی تھی" ———— عمران نے کہا۔

"اس کی وجہ میں جانتا ہوں۔ مس پائی کے ناچ کے فن کے بارے مجھے اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔ میں نے اس کے فن پر اخبارات میں کچھ لکھا ہے۔ اور میں آپ سے یہ بات بھی نہیں چھپانا چاہتا کہ ایک

قبل جب کہ مس پائی کا فن عروج پر تھا۔ تو میں نے اس سے شادی کی بات چیت بھی کر لی تھی۔ لیکن پھر وہ اچانک غائب ہو گئی۔ میں نے اپنے طور پر اس کی گمشدگی کی تحقیق کرائی۔ تو پتہ چلا کہ بلڈی سنڈیکیٹ والوں کا اِس میں ہاتھ ہے۔ ان کا نام سنتے ہی میں خاموش ہو گیا۔ کیونکہ ان لوگوں کو چھیڑنا اپنی زندگی اور عزت کے خاتمہ کو دعوت دینا ہوتا" ————

سر ہیننگ نے جواب دیا۔

"بلڈی سنڈیکیٹ۔ یہ کس بلا کا نام ہے" ———— عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ واقعی ایک بلا ہے۔ طوفان ہے اور اس کے پنجے موت کی طرح پورے ناراک کو جکڑے ہوئے ہیں۔ یہ مجرموں کا ایک سنڈیکیٹ ہے۔ جو ہر قسم کے غلط اور خطرناک ترین جرائم میں ملوث رہتا ہے اور نہ صرف یہ جرائم کرتا ہے بلکہ انتہائی کینہ پرور بھی ہے۔ اس کے راستے میں اگر کوئی شخص انگلی بھی کھڑی کرنے کی جرأت کرے تو دوسرے روز اسے سرِ عام ذبح کر دیا جاتا ہے۔ ناراک کی پولیس۔ اعلیٰ حکام۔ انٹیلی جنس حتیٰ کہ سکاٹ لینڈ یارڈ والے بھی اسے چھیڑنے کی جرأت نہیں کرتے"

———— سر ہیننگ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"خوب۔ کوئی اونچے ہی مجرم ہیں" ———— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اونچے۔ یہ لوگ طاعون کی طرح پورے ناراک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ بے شمار کلب۔ ہوٹل۔ جوئے خانے۔ بار۔ اور اسی قسم کے دیگر ادارے ان کی سرپرستی میں چل رہے ہیں۔ پورے ناراک میں جہاں کوئی کسی کو گالی بھی دیتا ہے تو اس کے پیچھے بلڈی سنڈیکیٹ کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔ اس کا سربراہ ایک

شخص ہے۔ جسے ڈیول کہا جاتا ہے۔ اور وہ واقعی شیطان ہے۔ حکومت بھی ان کے نام سے لرز جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اگر مس پائی کی گمشدگی میں سنڈیکیٹ کا ہاتھ تھا تو پھر اب نقلی مس پائی کیسے منظر عام پر آ گئی۔ ظاہر ہے یہ تو سنڈیکیٹ کے لئے ایک چیلنج ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

" میں نے اس شو کا اعلان ہوتے ہی اس بات کی تصدیق کی تھی اور مجھے پتہ بھی اس سے لگ گیا کہ جس ہوٹل میں شو ہونا تھا اس کا مالک میں ہی ہوں۔ گو بظاہر میرا اس سے براہ راست تعلق نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب میں نے مداخلت کی تو منیجر کو میری بات ماننا پڑی۔ مجھے معلوم ہوا تھا کہ ہوٹل کی انتظامیہ کے ساتھ مس پائی کے اس شو کا معاہدہ بھی سنڈیکیٹ نے کیا ہے۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ نقلی مس پائی کو قتل بھی سنڈیکیٹ نے کیا ہوگا۔ اور یہ بات بھی بتا دوں کہ چونکہ یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے اس لئے تم جلد یا بدیر ان کے انتقام کا نشانہ بھی بنو گے۔ اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ تم جتنا جلد ممکن ہو سکے یہ ملک چھوڑ دو"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے کہا۔

" سر ہیمنگ۔ اگر مس پائی کا قتل میری وجہ سے ہوا ہے اور سنڈیکیٹ نے کیا ہے تو پھر یہ بات لکھ لیجئے کہ سنڈیکیٹ کے برے دن آ گئے۔ پرنس آف ڈھمپ ہر چیلنج کا مقابلہ کر سکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

" وہ لوگ اندھیرے کا تیر ہیں۔ اس لئے ان کی زد سے کوئی نہیں بچ

آپ یہاں پردیسی ہیں۔ کس کس سے لڑیں گے"۔۔۔۔۔۔ سر ہیمنگ نے کہا

" خیر جو ہوگا۔ دیکھا جائے گا۔ ہم تو یہاں صرف تفریح کرنے آئے ہیں۔ اگر سنڈیکیٹ نے ہمیں چھیڑا تو پھر میں پہلے سنڈیکیٹ کو چاکلیٹ میں بدلوں گا۔ اور پھر چاکلیٹ کسی بچے کو دے دوں گا۔ کہ وہ اطمینان سے اسے چباتا رہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔
اچھا سر ہیمنگ آپ اب آرام فرمایئے اور مجھے اجازت دیجئے کافی رات ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سر ہیمنگ بھی جواب میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور عمران تیزی سے مڑ کر بڑے بڑے قدم اٹھاتا نشست گاہ سے باہر نکلتا چلا گیا۔

سیاہ رنگ کی لمبی سی کار خاصی تیز رفتاری سے سڑک پر اڑتی چلی جا رہی تھی۔ کار کے پیچھے دو سٹیشن ویگنیں تھیں۔ ان سب میں سنڈیکیٹ کے افراد سوار تھے۔ کار میں سنڈیکیٹ کا سربراہ جے فنلے۔ رالف اس کا ساتھی گورڈی۔ میکسن اور اس کا ساتھی چیمبرلین پانچ افراد سوار تھے۔ سٹیرنگ چیمبرلین کے ہاتھ میں تھا۔ اور ساتھ والی سیٹ پر جے فنلے بیٹھا ہوا تھا۔ پچھلی دو سٹیشن ویگنوں میں دس افراد سوار تھے۔ یہ سب

سنڈیکیٹ کے آزمودہ کار اور ہوشیار ممبر تھے جو قتل و غارت میں اپنا
ثانی نہ رکھتے تھے۔ سٹیشن ویگنوں میں خاصا جدید اسلحہ موجود تھا۔
"سر ہیمنگ کا محل خاصا بڑا ہے۔ اور ہمیں وہاں ایسے طریقے سے حملہ کرنا
کہ کوئی شخص بچ کر باہر نہ نکل سکے" ——— جے فنلے نے قریب بیٹھے
میکسن سے مخاطب ہو کر کہا
"میں نے پروگرام مرتب کر لیا ہے۔ سب سے پہلے ہم ٹیلیفون کی لائنیں
کاٹیں گے اور پھر ہم پانچ افراد اندر داخل ہوں گے۔ جب کہ باقی ساتھی محل کے
باہر پہرہ دیں گے۔ وہاں اندر ایک ملازم کسی زمانے میں میرے گروپ سے
منسلک تھا۔ وہ اب بھی ہمارا ساتھ دے گا۔ اور ہم اس کی رہنمائی میں
سب کو ایک کمرے میں اکٹھا کر لیں گے" ——— میکسن نے جواب دیا
"ٹھیک ہے تمام کام ہوشیاری سے ہونا چاہیے" ——— فنلے
مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"آپ فکر نہ کریں۔ ایسے کاموں میں مجھے خصوصی مہارت حاصل ہے"
——— میکسن نے جواب دیا۔
"باس۔ اس پرنس سے انتقام لینے کی آزادی مجھے ہونی چاہیے۔ کیونکہ اس
کی وجہ سے میرا گروپ ناکام ہوا ہے" ——— پچھلی نشست پر بیٹھا
ہوا رالف بول پڑا۔
"ہاں بالکل۔ پرنس اور اس کے ساتھی تمہارا شکار ہوں گے۔ باقی انتظام
میکسن کرے گا۔ میں تو بس سر ہیمنگ سے نائل پر دستخط کراؤں گا"۔
——— فنلے نے جواب دیا۔
"اور باس مس بلنڈا کو آپ میرے حوالے کر دیجئے" ——— رالف

ساتھ بیٹھے ہوئے گورڈی نے کہا۔
"ہاں۔ لیکن تم نے اُسے اس وقت تک کچھ نہیں کہنا جب تک سر ہیمنگ
دستخط نہ کر دے۔ اور قانونی کارروائی مکمل نہ ہو جائے۔
میں نے وکیلوں سے بات کی ہے قانونی کارروائی مکمل ہونے کے لئے
دو روز کا وقفہ ضروری ہے۔ اس لئے ہمیں دو روز تک نہ صرف
وہاں رہنا ہوگا بلکہ ان کی مکمل نگرانی کرنی ہوگی کہ سر ہیمنگ کسی بھی
طرح بیرونی دنیا کو کارروائی مکمل ہونے سے پہلے کوئی اطلاع نہ دے
سکے" ——— جے فنلے نے کہا۔
"ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا" ——— رالف نے کہا۔
"میرا وہاں کیا کام ہوگا باس" ——— سٹیئرنگ پر بیٹھا ہوا چیمبرلین
بھی جو اب تک خاموش تھا۔ آخر بول پڑا۔
"کوئی بھی کام ہو سکتا ہے" ——— جے فنلے نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مجھے گورڈی نے بتایا ہے۔ کہ پرنس کے ساتھیوں میں ایک نوجوان
اور خوبصورت سوئس لڑکی بھی شامل ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو
میں اس کی ذمہ داری اٹھا لوں" ——— چیمبرلین نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"مجھے معلوم ہے چیمبرلین سوئس لڑکیاں تمہاری شروع سے ہی کمزوری رہی
ہیں۔ تم ایک شرط پر یہ ذمہ داری اٹھا سکتے ہو کہ وہ عورت ہمارے لیے کوئی
پریشانی نہ پیدا کر سکے" ——— جے فنلے نے ہنستے ہوئے کہا۔
"ارے نہیں باس۔ وہ بیچاری میری ذمہ داری میں آنے کے بعد اس
قابل ہی نہ رہے گی کہ بستر سے نیچے اُتر سکے۔ پریشانی کیسی" ———
چیمبرلین نے کہا اور کار میں موجود تمام افراد بے اختیار ہنس پڑے۔

پھر ٹھیک ہے۔ اُسے یوں سمجھو۔ سرکاری طور پر تمہاری تحویل میں دے د[illegible]
گیا" ——— جے فنلے نے ہنستے ہوئے کہا۔

" بہت بہت شکریہ باس۔ آپ کا یہ فیاضانہ احسان میں کبھی فرا[illegible]
نہ کر سکوں گا" ——— جیمبرلین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور جے فنلے ایک بار پھر ہنس پڑا۔ وہ بے حد خوش تھا کیونکہ
اب اسے یقین تھا کہ دو روز بعد سو[نے] کی وہ بڑی اور قیمتی کان ا[س]
کی ملکیت ہو گی۔ ظاہر ہے وہ سنڈیکیٹ کا سربراہ تھا۔ اور سنڈیکیٹ
کو کیا معلوم کہ کتنا سونا نکلتا ہے اور کتنا بکتا ہے۔ ظاہر ہے آدھے سے
رقم اس کے پرائیویٹ اکاؤنٹ میں یقیناً منتقل ہوتی رہیگی۔ اور پھر وہ
کے امیر ترین خوش بخت انسانوں کی صف میں آجائے گا۔ اس
فیصلہ کر لیا تھا کہ اس کان کے حصول کے بعد وہ سنڈیکیٹ کو ایک
میں محدود رکھنے کی بجائے پوری دنیا میں پھیلائے گا۔ اور اس طرح
روز پوری دنیا کا عمل اقتدار اس کے ہاتھوں میں آجائے گا۔ یہی خو[اب]
دیکھتا ہوا وہ دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ اور کار تیز رفتاری سے
دوڑتی ہوئی سر ہیننگ کی جاگیر کی طرف بڑھتی چلی جارہی تھی۔

" باس ہمیں ایسے وقت وہاں پہنچنا چاہیے۔ جب وہ سب لوگ ا[ن]
ناشتہ کر رہے ہوں۔ تاکہ انہیں اکٹھا کرنے میں وقت نہ ضائع ہو"
——— میکسن نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

" میرا خیال ہے ہم سات بجے تک پہنچ جائیں گے اور ناشتے کا
وقت ہوتا ہے۔ ویسے وہ تمہارے گروپ کا سابق آدمی اس با[رے]
میں صحیح معلومات مہیا کر سکے گا" ——— جے فنلے نے جواب د[یا]

" سات بجے تو شہروں میں ناشتہ ہوتا ہے۔ دیہات میں شاید
دیر سے ہوتا ہو۔ بہرحال پتہ لگ جائے گا" ——— میکسن
نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر کار میں خاموشی طاری ہو گئی۔ سب
لوگ اپنے اپنے خیالوں میں غرق تھے۔ گورڈی مس ہلڈا کے خیال
میں اور جیمبرلین جولیا کی فرضی تصویر بنا کر محظوظ ہو رہا تھا۔ جب کہ رالف
پرنس اور اس کے ساتھیوں کو عبرتناک انداز میں قتل کرنے کے منصوبے
سوچ رہا تھا۔ اور میکسن محاصرے کے انتظامات کے بارے میں سوچنے
میں مصروف تھا اور موت کو ہمراہ لئے کار آگے بڑھتی چلی جارہی تھی۔
لیکن ان میں سے کسی کے ذہن میں یہ بات نہ تھی کہ وہ عمران کے روپ
میں بھڑوں کے ایک ایسے چھتے کو چھیڑنے جارہے ہیں جسے ایک بار
چھیڑ دینے کے بعد اس سے پناہ لینی ناممکن ہو جاتی ہے۔

ناشائستہ قہقہوں کی گونج میں جاری تھا۔ عمران کے دل چسپ ج
سنے پوری محفل کو زعفران زار بنا رکھا تھا۔ مس ہلڈا تو ہنستے ہنستے
ہوئی جا رہی تھی۔

"اب یہ مسخرہ پن بند بھی کرو۔ پورے بھانڈ لگ رہے ہو"۔۔۔۔۔۔
جولیا غصیلے انداز میں بول پڑی۔ وہ شاید مس ہلڈا کی وجہ سے دل ہی د
کڑھ رہی تھی۔

"اوہ مس جولیا نافنٹر واٹر بھی آخر بول ہی پڑیں۔ سر ہمنگ یہ ہماری
بننے سے قبل ایک سرکس میں کام کرتی تھیں۔ اور سرکس میں ان کا کام ا
بیچارے افیون زدہ شیر کے منہ میں سر دینا ہوتا تھا۔ اور ایک بار آپ
ہے۔ کیا ہوا۔ شیر کو افیون نہ ملی اور ان کا سر اس غلط فہمی میں
کہ سوئٹس لوگ نشیات عام طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس لئے
نہ سہی۔ افیون زدہ سر ہی سہی۔ تب سے یہ بیچاری بغیر سر کے پھر رہی
۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" عمران میں تمہیں آخری بار متنبہ کر رہا ہوں کہ تم مس جولیا کی با
کرنے سے باز آجاؤ ورنہ میں تمہیں گولی مار دوں گا"۔۔۔۔۔۔

تنویر نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

" لیجئے سر ہمنگ۔ انہوں نے اپنا تعارف خود کرا دیا۔ یہی وہ آنریبل افیون
زدہ شیر ہیں جو مس جولیا کا سر کھا چکے ہیں۔ اور اب لقایاجات کھانے
کے لئے ان کے ساتھ ساتھ دم ہلاتے پھر رہے ہیں"۔۔۔۔۔۔
عمران نے جواب دیا۔ اور تنویر یوں اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے وہ عمران پر
الٹ پڑے گا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑ گیا تھا۔ مگر
اس کے قریب بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے اسے بازو سے پکڑ کر
واپس بٹھا دیا۔

"بیٹھ جاؤ تنویر۔ ایسے آدمی کے ساتھ غصہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں"۔
صرف تمہیں جلانے کے لئے ایسی باتیں کرتا ہے"۔۔۔۔۔۔ کیپٹن
شکیل نے کہا۔

"نہیں میں ابھی اور اسی وقت جا رہا ہوں۔ میں اس کے ساتھ ایک لمحہ گزارنا
بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے انداز میں بازو
چھڑاتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ڈائننگ ہال
سے باہر نکلتا چلا گیا۔ مگر دوسرے ہی لمحے وہ الٹے پیروں چلتا ہوا کمرے
میں آگیا۔ اور عمران کے ساتھ ساتھ باقی سب بھی کمرے میں مشین گنوں
سے مسلح پانچ افراد کو داخل ہوتا دیکھ کر بے اختیار کھڑے ہو گئے۔
تنویر کو بھی شاید انہوں نے دھکا دیا تھا۔

" خبردار! اگر کسی نے حرکت کی تو گولیوں سے بھون دیئے جاؤ گے"
۔۔۔۔۔۔ ان میں سے ایک نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"واہ۔ واہ۔ بڑا جدید زمانہ آگیا ہے۔ پہلے زمانے کے لوگ آگ سے

بھونتے تھے اب بھونے کے لئے گولیاں ایجاد ہو گئی ہیں"

——— اچانک عمران نے زور زور سے تالی بجاتے ہوئے

"شٹ اپ۔ اب اگر تمہاری زبان سے ایک لفظ بھی نکلا تو"

——— اسی آدمی نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

تنویر خاموش کھڑا تھا۔ کیونکہ ان کو یہاں کسی خطرے کا تصور تک نہ تھا۔ اس لئے ان کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ اور تنویر لاکھ جوشیلا سہی۔ اتنا تو جانتا ہی تھا کہ پانچ سٹین گنوں کے مقابلے میں اس کی خالی تیز طراری کوئی کارنامہ نہیں دکھا سکتی۔ اس لئے اس نے بھی اپنے ذہن کو قابو میں رکھا۔

ان میں سے ایک تیزی سے آگے بڑھا اور مس ہلڈا کے پیچھے آ کھڑا ہوا جب کہ دوسرے نے سر ہیمنگ کی پشت پر سٹین گن لگا دی۔

"تم میں سے پرنس آف ڈھمپ کون ہے؟" ——— اسی آدمی نے پوچھا جو اب تک بول رہا تھا۔

"کیوں۔ کیا میرے لئے کوئی رشتہ لے کر آئے ہو۔ لیکن بھائی تم نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔ میرا شادی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم اپنے ساتھیوں سمیت ادھر دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی کرو" ——— اس آدمی نے جو انچارج تھا۔ چیخ کر کہا اور سٹین گن کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔

"کاش تم نے دیوار کی جگہ کسی حسینہ کر دے دی ہوتی تو چلو اچھا وقت کٹ جاتا" ——— عمران نے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے

پیچھے ہٹ کر سائیڈ کی طرف سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی ہٹے اور پھر وہ ایک قطار بنا کر خاموش کھڑے ہو گئے۔

"تم لوگ کون ہو اور بغیر اجازت میری حویلی میں کیوں داخل ہوئے ہو" ——— سر ہیمنگ نے جو خاموش کھڑے تھے پہلی بار غصیلے انداز میں زبان کھولی۔

"سنڈیکیٹ کے آدمیوں کے لئے اجازت بے معنی لفظ ہے سر ہیمنگ۔ اگر تم اپنی بیٹی ہلڈا کی جان کی خیر چاہتے ہو تو خاموش رہو" ——— اسی انچارج نے بڑے مطمئن لہجے میں سر ہیمنگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنڈیکیٹ۔ مگر سنڈیکیٹ سے میری کیا دشمنی ہے" ——— سر ہیمنگ نے قدرے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"دشمنی یہ ہے کہ تم نے اس کے دشمنوں کو اپنی حویلی میں پناہ دے رکھی ہے۔ یہ پرنس سنڈیکیٹ کا ٹارگٹ ہے۔ اسکی وجہ سے سنڈیکیٹ کو مس پالی کو قتل کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اور تم جانتے ہو کہ سنڈیکیٹ اپنے راستے میں آنے والے سے عبرت ناک انتقام لیتا ہے" ——— اسی انچارج نے غضبناک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم جانتے ہو کہ یہ میرے مہمان ہیں۔ جب تک یہ میری حویلی میں موجود ہیں۔ ان کی جان و مال کا محافظ میں ہوں۔ اگر تم نے ان سے انتقام لینا ہی تھا تو اس وقت لے لیتے۔ جب یہ واپس چلے جاتے" ——— سر ہیمنگ نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"سر ہیمنگ تم سنڈیکیٹ کو مشورہ دینے کی حماقت مت کرو۔ ایسا کرنا

سنڈیکیٹ کی توہین ہے۔ سنڈیکیٹ کو براہ راست تم سے کوئی دشمنی نہ
ہے۔ تم نے سنڈیکیٹ کے دشمنوں کو پناہ دے کر جو جرم کیا ہے اس
کی تلافی کے لئے تمہیں ایک موقعہ دینے کا فیصلہ سنڈیکیٹ نے کیا ہے۔
تم نے یہ موقعہ کھو دیا تو پھر ان کے ساتھ ساتھ تم بھی موت کے گھاٹ
اتار دیئے جاؤ گے" ——— انچارج نے کہا۔
"کیا موقعہ" ——— سر ہیمنگ نے چونکتے ہوئے کہا۔
"سنڈیکیٹ نے فیصلہ کیا ہے کہ تم اپنی جاگیر کے شمال میں واقع جنگل
حقوق ملکیت سنڈیکیٹ کو ٹرانسفر کر دو۔ سنڈیکیٹ تمہارا جرم معاف
کر دے گا۔ لیکن اگر تم نے انکار کیا تو پھر اس جرم کی سزا میں تمہاری
ہلڈا کو ذبح کر دیا جائے گا۔ بولو۔ تمہارا کیا فیصلہ ہے" ——— ا
نے سخت لہجے میں کہا۔ اور اسی لمحے ہلڈا کے پیچھے کھڑے آدمی نے بجلی
سی تیزی سے خنجر نکال کر ہلڈا کی گردن پر رکھ دیا۔ ہلڈا کا رنگ ہلدی کی
زرد پڑ گیا۔ وہ خوف کی شدت سے بت کی طرح ساکت بیٹھی تھی
"تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تمہارا تعلق سنڈیکیٹ سے ہے"
——— سر ہیمنگ نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا۔
"ثبوت۔ ہاں ثبوت مانگنا اچھی عادت ہے" ——— انچارج نے مسکراتے
ہوئے کہا اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا بیج نکالا۔ اس
اسے سر ہیمنگ کے سامنے میز پر پھینک دیا۔ بیج پر ایک اژدھا بنا
ہوا تھا۔ جس کے کھلے منہ میں ایک سفید رنگ کا کبوتر پھڑپھڑا رہا تھا
یہ سنڈیکیٹ کا مخصوص نشان تھا۔ اور اس نشان کو دیکھتے ہی اچھے اچھے
کے ہوش گم ہو جاتے تھے۔

"میں یہ جنگل ایک شرط پر سنڈیکیٹ کے حوالے کرنے پر تیار ہوں۔ کہ
سنڈیکیٹ میرے مہمانوں کو بھی معاف کر دے" ——— سر ہیمنگ
نے کہا۔
"ہمیں تمہاری طرف سے اس اعلیٰ ظرفی کے مظاہرے پر خوشی ہوئی ہے
سنڈیکیٹ صرف اتنی رعایت کر سکتا ہے کہ تمہارے مہمانوں کو تمہاری
جاگیر پر قتل نہ کیا جائے گا۔ اس سے زیادہ سنڈیکیٹ رعایت نہیں کر
سکتا" ——— انچارج نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
"ٹھیک ہے مجھے رعایت بھی منظور ہے۔ لیکن تم میرے مہمانوں کو
اغوا کر کے ساتھ نہیں لے جاؤ گے۔ لیکن جب یہ اپنی مرضی سے
میری جاگیر سے جائیں گے تب تم ان کے ساتھ جو سلوک چاہو کر سکتے ہو"
——— سر ہیمنگ نے کہا۔
"چلو۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو۔ تو ایسا ہی سہی۔ لو یہ ٹرانسفر ڈیڈ موجود ہے
اس پر دستخط کر دو" ——— انچارج نے کوٹ کی اندرونی جیب سے
ایک فائل نکال کر سر ہیمنگ کے سامنے میز پر پھینکتے ہوئے کہا۔
سر ہیمنگ نے فائل اٹھائی اور اسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ دستاویز
واقعی اس جنگل کے حقوق ملکیت کے بارے میں تھی اس میں وہ خانہ خالی
تھا جس میں نئے مالک کا نام لکھا جاتا ہے۔ سر ہیمنگ نے جیب سے
قلم نکالا اور دستخط کرنے ہی والے تھے کہ اچانک عمران کی آواز بلند ہوئی۔
"سر ہیمنگ ایک منٹ رک جائیے" ——— عمران کے لہجے میں بے
پناہ ٹھہراؤ تھا۔ اور سر ہیمنگ کے ساتھ ساتھ سنڈیکیٹ والے بھی
چونک کر عمران کو دیکھنے لگے۔

"پرنس یہ جنگل میرے لئے ہلڈا اور اپنی عزت سے زیادہ قیمتی ہے
اور تم فکر نہ کرو میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ تمہیں اپنی جاگیر سے میں
کے ایک دستے کے پہرے میں ایئرپورٹ تک بھجوا دونگا۔ سنڈیکیٹ
کے بارے میں یہ بات ہر شخص اچھی طرح جانتا ہے کہ وہ جو ایک بار
دیں وہ ہر قیمت پر پورا کرتے ہیں۔ اس لئے اب سنڈیکیٹ وا
اس وقت تک تمہیں انگلی بھی نہیں لگا سکتے۔ جب تک تم میری جاگیر
موجود ہو"۔۔۔۔۔ سر ہمینگ نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"یہ تمہاری مہربانی ہے سر ہمینگ۔ میں تمہیں دستخط کرنے سے منع
کرتا۔ میں نے وکالت کا امتحان پاس کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں صر
ایک نظر اس دستاویز کو دیکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے
ہوئے جواب دیا۔

"کوئی بات نہیں دکھا دو اسے"۔۔۔۔۔ انچارج نے سر ہلا
ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ سر ہمینگ اٹھ کر عمران کی طرف
بڑھتے۔ عمران خود تیزی سے آگے بڑھتا چلا آیا۔ اس نے سر ہمینگ
کے ہاتھ سے فائل لے لی۔ اور اسے کھول کر غور سے دستاویز کو پڑ
شروع کر دیا۔ کمرے میں ایک گھمبیر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ عمران کے س
کے اعصاب تن گئے تھے۔ کیونکہ وہ عمران کی عادت کو اچھی طر
جانتے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ عمران نے دستاویز دیکھنے کا بہان
ہے۔ وہ ضرور کوئی سکیم بنا چکا ہے۔

"مسٹر سنڈیکیٹ یہ لائن دیکھنا"۔۔۔۔۔ اچانک عمران نے د
قدم انچارج کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے

انچارج کچھ سمجھتا۔ عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور
انچارج کسی گیند کی طرح ہوا میں اچھل کر اپنے قریب کھڑے تین ساتھیوں
سے جا ٹکرایا۔ اور وہ تینوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر زمین پر ڈھیر ہو
گئے۔ عمران کے ساتھی چونکہ ایسی کسی سچویشن کے لئے پہلے سے ہی تیار
تھے۔ اس لئے عمران کے حرکت میں آتے ہی وہ بھی بجلی کی سی تیزی
سے حرکت میں آئے اور پھر اس سے پہلے کہ سنڈیکیٹ کے آدمی
سنبھلتے۔ وہ سب ان پر ٹوٹ پڑے۔ صفدر چونکہ مس ہلڈا کے قریب
کھڑے سنڈیکیٹ کے آدمی سے زیادہ نزدیک تھا۔ اس لئے اس
نے پلک جھپکنے میں اس پر چھلانگ لگا دی۔ صرف جولیا نے اس لڑائی
میں حصہ نہ لیا تھا۔ وہ ایک طرف خاموش کھڑی تھی۔ چند ہی لمحوں میں لڑائی کا
فیصلہ ہو گیا۔ کیونکہ عمران اور اسکے ساتھیوں نے سنڈیکیٹ کے آدمیوں سے
سٹین گنیں چھین لی تھیں۔ اور ظاہر ہے اب سٹین گنوں کا رخ سنڈیکیٹ
کے آدمیوں کی طرف تھا۔

"ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جاؤ۔ مجھے کوئی جنگل نہیں چاہیے۔ اس لیئے میں
معاف نہیں کروں گا"۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے سنڈیکیٹ
کے آدمیوں سے کہا۔ اور وہ ہاتھ سر پر رکھے دیوار سے لگتے چلے گئے۔
ان کے چہروں پر شدید غیض و غضب کے آثار تھے۔

"پرنس یہ آپ نے کیا کیا۔ یہ تو اب سب کچھ تباہ کر دیں گے"۔۔۔۔۔
سر ہمینگ نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔ وہ خوف سے کانپ رہا تھا۔

"آپ خاموش رہیں سر ہمینگ۔ آپ جیسے لوگوں نے ہی ان چوہے نما
مجرموں کو سر پر چڑھا رکھا ہے۔ ہونہہ سنڈیکیٹ۔ ایسے کئی سنڈیکیٹ

پرنس آف ڈھمپ کی جیبوں میں پڑے رہتے ہیں" ——— عمران نے غضبناک لہجے میں کہا اور سرہیمنگ اس کی غراہٹ سن کر ہی ساکت ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں جیسی سنجیدگی تھی اور وہ بڑا حیرت سے عمران کے اس نئے روپ کو گھور رہی تھی۔

"صفدر، باہر جا کر دیکھو۔ ان کے کتنے ساتھی موجود ہیں جو قابو میں نہ آئے گا مار دینا" ——— عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"رک جاؤ پرنس۔ فار گاڈ سیک رک جاؤ۔ میری جاگیر پر سنڈیکیٹ کے آدمی کا قتل ہم سب کے لئے مکمل تباہی بن جائے گا" ——— اچانک سرہیمنگ نے چیختے ہوئے کہا اور صفدر ٹھٹھک کر رک گیا۔

"آپ کیا چاہتے ہیں سرہیمنگ۔ کیا ان کو یونہی چھوڑ دیا جائے" ——— عمران نے جھنجھلا کر پوچھا۔

"ہاں پرنس، یہ ہم سب کے لئے فائدہ مند رہے گا۔ میں بات کرتا ہوں آپ پردیسی ہیں۔ آپ واپس چلے جائیں گے۔ لیکن میں نے اور میری بیٹی ہلڈا نے یہیں رہنا ہے" ——— سرہیمنگ نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ اگر وعدہ کریں کہ اس حرکت کا انتقام نہ لیں گے تو میں اب دستاویز پر دستخط کر کے آپ کے حوالے کرنے پر تیار ہوں" ——— سرہیمنگ نے اس انچارج سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم بے حد سمجھدار ہو سرہیمنگ۔ چونکہ اس تمام حرکت میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اس لیے اگر تم دستاویز پر دستخط کر کے ہمارے حوالے کر دو تو ہم واپس چلے جائیں گے اور اپنے پہلے وعدے پر قائم رہیں گے۔ تم یا تمہاری بیٹی کو کچھ نہ کہا جائے گا۔ یہ سنڈیکیٹ کا وعدہ ہے" ———

انچارج نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لاؤ پرنس وہ دستاویز مجھے دے دو" ——— سرہیمنگ نے کہا۔ اور پھر عمران نے خاموشی سے دستاویز کوٹ کی جیب سے نکال کر سرہیمنگ کے حوالے کر دی۔

"اچھی طرح سوچ لو سرہیمنگ۔ تم اپنی جائیداد کے مالک ہو جو چاہو کرو۔ لیکن سوچ لو کہ ایسے مجرموں کے وعدے ریت کا ڈھیر ثابت ہوتے ہیں" ——— عمران نے سخت لہجے میں کہا

"نہیں پرنس، سنڈیکیٹ میں لاکھ خامیاں سہی لیکن پورا ملک اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ سنڈیکیٹ اپنا وعدہ ہر صورت پورا کرتا ہے" ——— سرہیمنگ نے کہا اور پھر اس نے بڑی تیزی سے دستاویز پر اپنے دستخط کیے اور فائل انچارج کی طرف بڑھا دی

"شکریہ سرہیمنگ۔ یقین رکھو تم اور تمہاری بیٹی اب پوری طرح محفوظ ہو گئی ہیں" ——— انچارج نے فائل تھام کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور یہ وعدہ بھی کہ پرنس اور اس کے ساتھی جب تک جاگیر پر رہیں، محفوظ رہیں گے" ——— سرہیمنگ نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم پہلے ہی وعدہ کر چکے ہیں لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ سنڈیکیٹ کو اس پورے ملک کی فوج بھی مل کر نہیں روک سکتی" ——— انچارج نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرنس اب انہیں جانے دو" ——— سرہیمنگ نے انچارج کی بات کا جواب دینے کی بجائے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سنڈیکیٹ کا سربراہ کون ہے" ——— عمران نے سرہیمنگ

کی بات کا جواب دینے کی بجائے انچارج سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
"پورا فاراک جانتا ہے کہ سنڈیکیٹ کا سربراہ ڈیول ہے"۔۔۔۔۔۔ انچارج نے جواب دیا۔
"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تم میری ملاقات ڈیول سے کرا دو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔
"کیوں تم ایسا کیوں چاہتے ہو"۔۔۔۔۔۔ انچارج نے چونک کر پوچھا۔
"میں نے آج تک شیطان کا نام ہی سنا ہے۔ ہمارے ملک کے ایک تنا نے شیطان کی آنا کی بڑی تعریف کی ہے اور ویسے بھی اس کے کارنامے بڑے مشہور ہیں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں اس سے اپنے ملک کے اخبار کے لیے ایک خصوصی انٹرویو کر دوں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"میں وعدہ کرتا ہوں کہ موت سے پہلے تمہاری ملاقات ڈیول سے ضرور ہو گی۔ اور ڈیول بھی تم سے ملنا یقیناً پسند کرے گا۔ کیونکہ پورے فاراک میں تم پہلے آدمی ہو جس نے سنڈیکیٹ پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی ہے اس لئے یقین رکھو تمہیں تمہارے شایان شان موت دی جائے گی"۔۔۔۔۔۔ انچارج نے جواب دیا۔
"او۔ کے۔ اب تم جا سکتے ہو اور ڈیول کو میرا پیغام دے دینا کہ پرنس آف ڈھمپ اس ملک میں موجود ہے اور اب واپس اس وقت جائے گا۔ جب تک اس ملک میں سنڈیکیٹ کا آخری آدمی بھی زمین میں دفن نہ ہو جائے گا۔ جاؤ۔ دفع ہو جاؤ اور سرہیمنگ کو دعائیں دو جس کی وجہ سے فی الحال تم اپنی جانیں بچا کر جا رہے ہو"۔۔۔۔۔۔

عمران نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔ اور انچارج اور اس کے ساتھی مڑ کر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ عمران اور اس کے ساتھی سٹین گنیں سنبھالے ان کے پیچھے تھے۔ اور پھر وہ انہیں حویلی کے مین گیٹ سے باہر چھوڑ کر واپس آ گئے۔
"میرے ملازموں کا کیا ہوا ان میں سے ایک بھی نظر نہیں آ رہا"۔۔۔۔۔۔ سرہیمنگ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"کہیں بند ہے پڑے ہونگے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا۔ اپنے۔۔۔ مخصوص کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

سرہیمنگ کی حویلی سے تھوڑی دور سڑک پر سیاہ رنگ کی کار اور دو سٹیشن ویگنیں تیزی سے شہر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھیں۔
"باس ہماری زبردست بے عزتی ہوئی ہے"۔۔۔۔۔۔ میکسن نے کھولتے ہوئے لہجے میں کہا۔
"تم احمق ہو۔ ہر موقع پر جذباتیت سے کام نہیں لیا جاتا۔ ہم جس کام کے لئے گئے تھے۔ وہ کام خود بخود ہو گیا ہے۔ اب ہمیں وہاں

رکھنے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ باقی رہا یہ پرلنس اور اس کے ساتھی انہیں ہم جس وقت چاہیں گے حقیر مکھیوں کی طرح مسل کر رکھ دیں گے۔ اور انہوں نے یہ حرکت کرکے اپنی موت کو مزید عبرتناک بنا لیا ہے“ ——— جے فنلے نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

”اب آپ کا پروگرام کیا ہے“ ——— رالف نے پوچھا۔ ویسے دل ہی دل میں خوش تھا کہ اس پرلنس کی وجہ سے جس پائی والا مشن ناکام ہوا تھا تو باس خود بھی اس پرلنس کے ہاتھوں بے عزت ہوا ہے۔

”میکسن۔ اگلے موڑ پر تم اور چیمبرلین کار سے اتر جانا۔ ہم لوگ واپس چلے جائیں گے۔ تمہارا کام یہ ہوگا کہ تم نے حویلی کی مکمل نگرانی کرنی ہے“ جیسے ہی یہ پرلنس اور اس کے ساتھی شہر کی طرف آئیں۔ تم نے مجھے براہ راست اطلاع دینی ہے“ ——— جے فنلے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اس بات کی فکر نہ کریں باس ہیننگ کا ملازم ڈاسن جس کی وجہ سے تمام ملازموں کو قابو میں کر لیا گیا ہے اُسے ٹرانسمیٹر پہنچا دیا جائیگا اور وہ پرلنس اور اس کے ساتھیوں کے تمام پروگراموں سے مجھے باخبر رکھے گا اور میرے آدمی حویلی کی خفیہ نگرانی بھی کریں گے۔ اس طرح ایک ایک لمحے کی رپورٹ مجھ تک پہنچتی رہے گی“ ——— میکسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے اور تمہاری رپورٹ مجھ تک پہنچتی رہنی چاہیے۔ اب سنڈیکیٹ کا ہر آدمی چین سے نہ بیٹھے گا۔ جب تک پرلنس اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا“ ——— جے فنلے نے جواب دیا۔

اور پھر اگلے موڑ پر میکسن اور اس کے ساتھی چیمبرلین کو کار سے اتار دیا گیا اور کار اور سٹیشن ویگنیں انہیں چھوڑ کر آگے بڑھتی چلی گئیں۔

”ویسے باس۔ ان لوگوں کی پھرتی واقعی قابل داد تھی۔ میں تو تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ سچوئشن اس طرح بدل بھی سکتی ہے“ ——— رالف نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”لیکن ہم مار اس لیے کھا گئے کہ ہمیں ایسے کسی اقدام کی توقع تک نہ تھی۔ اب میں انہیں بتاؤں گا کہ سنڈیکیٹ زیادہ پھرتیلا ہے یا یہ لوگ“ ——— جے فنلے نے غراتے ہوئے کہا۔

اور رالف دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ باس اتنا ڈھیلا کیوں ہے۔ حالانکہ وہ باس کے متعلق اچھی طرح جانتا تھا کہ وہ کسی کو اتنی ڈھیل دینے کا روادار کبھی نہیں رہا۔ اور باقی رہا وعدہ تو ایسے وعدے تو روز ہوتے رہتے ہیں۔ اس کے خیال کے مطابق تو باس کو اب تک پوری حویلی کو بموں سے اڑا دینا چاہیے تھا۔ لیکن باس صرف نگرانی تک ہی اکتفا کئے ہوئے تھے۔ لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ فنلے صرف اس کان کی وجہ سے خاموش تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ جب تک تمام قانونی کارروائی مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک کوئی جوابی حملہ نہ کیا جائے۔ تاکہ سونے کی اس کان کی ملکیت خطرے میں نہ پڑ جائے۔ فنلے کے لئے سونے کی یہ کان پرلنس اور اس کے ساتھیوں کی موت سے زیادہ اہمیت رکھتی تھی۔

اور پھر شہر میں داخل ہو کر جے فنلے ایک موڑ پر کار سے نیچے اتر گیا اور اس نے باقی لوگوں کو اپنے اپنے ٹھکانوں پر جانے کا حکم دیدیا۔ اور کار اور سٹیشن ویگنیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔

کار کے آگے بڑھ جانے کے بعد فنلے تیزی سے قدم بڑھاتا ہوٹل کے قریب ہی واقع ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر" ——— قطار میں سب سے آگے کھڑی ہوئی ٹیکسی کے ڈرائیور نے فنلے کے قریب آنے کے بعد بڑے مؤدبانہ انداز میں ٹیکسی کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔

"فیڈسس پارک" ——— فنلے نے ٹیکسی کی پچھلی نشست پر بیٹھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ اور ٹیکسی ڈرائیور نے ادب سے سر ہلاتے ہوئے دروازہ بند کیا اور پھر گھوم کر سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ٹیکسی ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھی۔ اور تیزی سے دوڑتی ہوئی شمال سمت جانے والی سڑک پر بڑھتی چلی گئی۔

مختلف سڑکوں سے گذرنے کے بعد ایک بڑے سے پارک کے مین گیٹ پر پہنچ کر ٹیکسی رک گئی۔ یہ پارک مخصوص تفریحی مقام تھا۔ جہاں ہر قسم کے لوگ تفریح کے لئے آتے رہتے تھے۔ فنلے نے ایک بڑا سا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف پھینکا اور پھر لمبے لمبے قدم اٹھاتا پارک میں داخل ہوتا چلا گیا۔ اس نے بقایا رقم لینی تو ایک طرف رہی مڑ کر بھی دیکھنا گوارا نہ کیا۔

پارک میں عورتیں۔ مرد اور بچے گھوم پھر رہے تھے۔ فنلے تیز قدم اٹھاتا پارک کے درمیان میں بنی ہوئی ایک خوبصورت عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ فیڈسس پارک کلب تھا اور سنڈیکیٹ کے زیر اثر چلتا تھا۔ سنڈیکیٹ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ جو جوا خانہ کا پارک اور ہوٹل سنڈیکیٹ کے زیر اثر تھا اس کے بورڈ پر اپنا مخصوص

نشان نمایاں رکھا تھا۔ وہی نشان کہ ایک خوفناک اژدہے کے کھلے منہ میں سفید رنگ کا کبوتر پھڑپھڑا رہا ہے۔ اور نہ صرف بورڈ پر بلکہ ہال میں بھی اس تصویر کو نمایاں طور پر پینٹ کیا جاتا تھا۔ اس سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ ایسے ہوٹل۔ کلب۔ جوا خانے یا بار میں کوئی شخص ہنگامہ کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا اور پولیس بھی ایسی عمارات میں داخل ہونے سے کتراتی تھی۔ فیڈسس پارک کلب کے بورڈ پر بھی سنڈیکیٹ کا مخصوص نشان موجود تھا۔ فنلے کی پرائیویٹ کار۔ اسی ہوٹل کے پارک میں موجود رہتی تھی۔ چنانچہ فنلے نے کلب میں داخل ہونے کے بجائے پارکنگ میں موجود ایک لمبی سی سیاہ رنگ کی کار کا دروازہ کھولا۔ کار پر بھی سنڈیکیٹ کا مخصوص نشان موجود تھا۔ فنلے نے لاک کھولا اور تیزی سے سٹیرنگ پر بیٹھ گیا اور چند لمحوں بعد کار آگے بڑھی اور کلب سے نکل کر پارک کے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"میں کسی قیمت پر سنڈیکیٹ کے راستے میں نہیں آنا چاہتا۔ ان لوگوں کے ہاتھ بڑے لمبے ہیں اور یہ لوگ قبر تک بھی آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑتے" ——— سرہیمنگ نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس وقت وہ اپنی نشست گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور عمران ان سے واپسی کی اجازت لینے آیا تھا۔ یہاں عمران نے اس سے گلہ کیا کہ اس نے خواہ مخواہ سنڈیکیٹ کو جنگل کی ملکیت کی دستاویز دلا دی جس کے جواب میں سرہیمنگ نے یہ فقرہ کہا تھا۔

"لیکن سرہیمنگ اگر لوگ اسی طرح مجرموں سے ڈرتے رہے تو ان کا خاتمہ کیسے ہوگا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ میرا کام نہیں ہے کہ میں مجرموں سے لڑتا پھروں۔ حکومت جانے اس کا کام۔ اگر ایک معمولی سا جنگل دینے سے معاملہ ٹل سکتا ہے تو عقل اسی میں ہے کہ معاملہ ٹال دیا جائے" ——— سرہیمنگ نے جواب دیا۔

"اچھا چھوڑیں یہ بتائیں کہ سنڈیکیٹ کے بارے میں تفصیلی معلومات کہاں سے مل سکتی ہیں۔ ایسی معلومات جن سے ان کے خلاف جدوجہد میں مدد مل سکے" ——— عمران نے موضوع بدلتے ہوئے پوچھا

"پرنس۔ کم از کم اس ملک میں تو ایک شخص بھی ایسا نہ ہوگا جو تمہیں سنڈیکیٹ

کے خلاف کوئی اشارہ تک نہ دے سکے۔ البتہ موٹی موٹی باتیں جو سب لوگ جانتے ہیں وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں" ——— سرہیمنگ نے کہا۔

"آپ کیا بتا سکتے ہیں" ——— عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا

"پہلی بات تو یہ ہے کہ سنڈیکیٹ کا سربراہ جسے ڈیول نامی کوئی شخص ہے جو کبھی سامنے نہیں آیا۔ دوسری بات یہ کہ جو ہوٹل۔ کلب۔ جوا رخانہ یا بار سنڈیکیٹ کی زیرِ نگرانی ہوگا۔ اس کے بورڈ پر بھی سنڈیکیٹ کا مخصوص نشان موجود ہوگا اور اس عمارت کے اندر بھی کہیں نہ کہیں سنڈیکیٹ کا نشان ضرور موجود ہوگا۔ بس یہی باتیں سب جانتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی کچھ نہیں جانتا" ——— سرہیمنگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کمال ہے یہ لوگ اتنے ظاہر ہو کر پھرتے ہیں اور کوئی ان پر ہاتھ نہیں ڈالتا" ——— عمران نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"تم ہاتھ ڈالنے کی بات کر رہے ہو۔ یہ نشان دیکھ کر لوگوں کے خون خشک ہو جاتے ہیں" ——— سرہیمنگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب میں دیکھوں گا کہ یہ سنڈیکیٹ میرے ہاتھوں کیسے بچ سکتا ہے۔ اچھا سرہیمنگ آپ کی میزبانی کا شکریہ۔ اب ہمیں اجازت دیجئے" ——— عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"سنو پرنس۔ جذبات میں مت آؤ۔ یہ لوگ بے حد خطرناک اور کینہ پرور ہیں یقیناً انہوں نے خفیہ نگرانی کا انتظام کر رکھا ہوگا جیسے ہی تم لوگ سے باہر قدم رکھو گے۔ شہر پہ چاروں طرف سے گولیاں برسانا شروع ہو جائیں گی" ——— سرہیمنگ نے اسے متنبہ کرتے ہوئے کہا۔

"آپ پرنس آف ڈھمپ کو نہیں جانتے سر ہیمنگ آپ نے اس کا صرف ایک روپ دیکھا ہے۔ اچھا خدا حافظ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بے حد سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ وہ برآمدے سے گزر کر باہر پورچ میں آگیا جہاں ایک بڑی سٹیشن ویگن پہلے سے موجود تھی۔ اور عمران کے تمام ساتھی اس میں سوار ہو چکے تھے۔ فرنٹ سیٹ خالی تھی اور عمران فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"چلو بھئی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلا کر گاڑی موڑی اور تیزی سے حویلی کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے سب سے پہلے پوچھا۔

"پروگرام کیا۔ سب تفریح کریں گے۔ گھومیں پھریں گے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور تنویر جو کھچا کھچا سا بیٹھا تھا عمران کی بات سن کر ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کے چہرے پر موجود تناؤ ختم ہو گیا۔

"اور یہ سنڈیکیٹ"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"سنڈیکیٹ سے ہمارا کیا تعلق۔ اس ملک کے لوگ جانیں اور سنڈیکیٹ جانے۔ ہم نے کوئی ساری دنیا کا ٹھیکہ لے رکھا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

"یہ اچھا فیصلہ ہے۔ ہم یہاں تفریح کے لئے آئے ہیں۔ سب تفریح کر کے چلے جائیں گے"۔۔۔۔۔۔ تنویر سے آخر نہ رہا گیا وہ بول پڑا۔

سٹیشن ویگن ابھی حویلی سے تھوڑی دور آئی ہو گی کہ اچانک عمران نے ڈرائیور کو ویگن روکنے کے لئے کہا اور ڈرائیور نے چونک کر بریک لگا دی۔

"تم واپس حویلی جاؤ۔ اور سر ہیمنگ سے کہو کہ ویگن انہیں شہر میں کسی جگہ چوک پر کھڑی مل جائے گی۔ وہ اسے وہاں سے حاصل کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم۔ مگر سر ہیمنگ نے تو۔۔۔۔۔۔" ڈرائیور نے بوکھلا کر کچھ کہنا چاہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں۔ وہ کرو"۔۔۔۔۔۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ڈرائیور بوکھلا کر دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ عمران نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور دوسرے لمحے ویگن ایک جھٹکا کھا کر آگے بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دور آگے جانے کے بعد عمران نے ویگن ایک سائیڈ میں کر کے روک دی اور پھر اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ڈبہ جو ڈیش بورڈ کے نیچے ٹیپ سے چپکا ہوا تھا۔ اتار لیا۔

"جو کوئی بھی میری بات سن رہا ہے۔ سنڈیکیٹ کے ڈیول کو بتا دو کہ اب پرنس آف ڈھمپ میدان میں آگیا ہے۔ اس لئے ہوشیار ہو جائے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے ڈبہ پوری قوت سے کھڑکی سے باہر اچھال دیا۔ اور ویگن تیزی سے آگے بڑھا دی

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے حویلی میں بھی سنڈیکیٹ کے آدمی موجود ہیں"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے جو اب فرنٹ سیٹ پر آگیا تھا حیرت بھرے لہجے کہا۔

"ہاں سر سیمینگ کا خانساماں ان کا آدمی ہے۔ اُسے میں نے ویگن کے قریب پُراسرار حالت میں دیکھا تھا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے اب تک تم نے جو کچھ کہا تھا۔ وہ سب غلط تھا"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو تنویر۔ ہم یہاں تفریح کے لئے یہاں آئے ہیں نا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں بالکل"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تفریح کے سینکڑوں طریقے ہو سکتے ہیں۔ کیا یہ تفریح کا اچھا انداز نہیں ہے۔ کہ پرنس آف ڈھمپ کے نام سے ہم ایک گروپ تشکیل دیں اور پھر سنڈیکیٹ پر ٹوٹ پڑیں۔ یقین کرو۔ یہ تفریح بے حد دلچسپ رہے گی"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مگر ہمیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے کہا۔

"سنو تنویر۔ عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ یہ مجرم ایک بار ہاتھوں زک اٹھا چکے ہیں اور تم نے خود دیکھ لیا کہ وہ ہماری نگرانی کر رہے ہیں۔ ظاہر ہے اگر ہم نے ان کا مقابلہ نہ کیا تو پھر یہ بھوکے کتوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔ کیا تم بے بسی کی موت مرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"مگر یہ سارا فساد عمران کا ڈالا ہوا ہے۔ وہی اسے چھگتے۔ نہ یہ مس پالی کے نقلی ہونے کا چکر چلاتا۔ نہ یہاں تک نوبت آتی"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تنویر۔ میں سوچ بھی نہ سکتی تھی۔ کہ تم ایسی بزدلی کی باتیں بھی کرو گے"۔۔۔۔۔۔ اچانک جولیا نے کہا اور تنویر یوں اُچھلا جیسے اُسے کرنٹ لگ گیا ہو۔

"میں اور بزدلی۔ یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔ یہ میری توہین ہے"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے سینہ پھلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ایسی باتیں بند کرو۔ عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہماری تفریح بھی مخصوص انداز کی ہونی چاہیے۔ اب تک ہم کسی خاص کیس کے لئے ہمیشہ کام کرتے رہے ہیں۔ اس بار ہم صرف تفریح کی خاطر کام کریں گے"۔ "خوب کھل کر"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"زندہ باد۔ آج مجھے پتہ چلا کہ جنس کی تبدیلی کسے کہتے ہیں۔ جولیا مردانگی کی باتیں کر رہی ہے اور تنویر۔۔۔۔۔"۔ عمران نے نسوانی آواز میں کہا اور صفدر سمیت سب لوگ بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ جولیا اور تنویر دونوں جھینپ گئے۔

"عمران صاحب۔ گروپ کا فیصلہ تو ہو گیا۔ اب مزید کیا پروگرام ہے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"وہ بھی ہو جائے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک تھی۔

سٹیشن ویگن اب شہر کی طرف جانے والے موڑ کے قریب پہنچنے والی تھی۔ لیکن موڑ پر پہنچنے سے۔۔۔۔۔۔ پہلے ہی عمران نے سٹیئرنگ کاٹا اور سٹیشن ویگن مین روڈ کو چھوڑ کر ایک کچی سڑک پر مڑتی چلی گئی عمران نے تھوڑی ہی دور جا کر سٹیشن ویگن روک دی۔

"سنو۔ ہوسکتا ہے اس چوک کے بعد سنڈیکیٹ کے آدمی ہمارے استقبال کے لئے موجود ہوں۔ یا پھر وہ نگرانی کرکے ہم تک آپہنچیں اس لئے اب یہاں سے ہم بکھر کر آگے بڑھیں گے۔ مجھے یقین ہے کہ جو لوگ ڈائیننگ روم میں آئے تھے۔ وہ سنڈیکیٹ میں خاصے اہم تھے۔ اس لئے کہ وہ سنڈیکیٹ کی طرف سے خود معلوم کر رہے تھے۔ یقیناً یہ لوگ سڑکوں پر بکھرے ہوئے نہیں ہونگے۔ اس لئے اگر ہم بکھر کر آگے بڑھیں تو ان کی نظروں سے بچ کر نکل جائیں گے۔ بہر حال تم سب حتی الوسع کوشش کرنا کہ کوئی تمہاری نگرانی نہ کرے۔ اور ایڈگر بلوتھر ٹین سٹریٹ پہنچ جانا۔ وہاں کاؤنٹر پر صرف پرنس آف ڈھمپ کہنا۔ وہ لوگ تمہیں مجھ تک پہنچا دیں گے بائی۔ بائی" ——— عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے بھاگتا ہوا درختوں کے پیچھے گم ہوتا چلا گیا۔ عمران کے جانے کے بعد وہ بھی بکھر کر علیحدہ علیحدہ سمتوں سے آگے بڑھنے لگے۔

جوئے خانے کی میزیں لوگوں سے بھری ہوئی تھیں۔ لاکھوں روپوں کا جوا بڑے دھڑلے سے ہو رہا تھا اور لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر بازیاں لگانے میں مصروف تھے۔ یہ سینڈ گیم کلب تھا۔ فارک کا مشہور گیم کلب۔ جہاں ہر قسم کا جوا ہوتا تھا اور ہر قسم کے لوگ یہاں جوا کھیلنے اور دل بہلانے کے لئے آتے تھے۔ اس جوا خانے کے بورڈ پر سنڈیکیٹ کا مشہور نشان موجود تھا۔ اور ہال میں بھی سنڈیکیٹ کے مشہور نشان کی بڑی سی تصویر موجود تھی۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں کوئی مسلح محافظ نظر نہ آ رہا تھا۔ کیونکہ سنڈیکیٹ کے گیم کلب میں کسی قسم کے جھگڑے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا۔ صرف چند لیم شحیم اور غنڈہ ٹائپ آدمی کاؤنٹر کے قریب بڑے اطمینان سے کھڑے ہوئے تھے۔ کاؤنٹر پر ایک خوبصورت سی لڑکی ——— بیٹھی ہوئی تھی۔
کھیل اپنے عروج پر تھا۔ کہ مین گیٹ سے ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان نے ٹیکنی کلر سا لباس پہنا ہوا تھا۔ نیلے رنگ کی پتلون سبز رنگ کی قمیض اور اسی پر گہرے سرخ کی ٹائی باندھی ہوئی تھی۔ کوٹ براؤن رنگ کا تھا۔ چہرے پر حماقتیں جلوہ آرا تھیں۔

وہ اندر داخل ہو کر یوں اِدھر اُدھر دیکھنے لگا جیسے یہ سب کچھ دیکھ کر
بے حد حیرت ہو رہی ہو۔

"کیا بات ہے" ——— اچانک ایک ویٹر نے اس کے قریب آتے
ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"یہاں کیا ہو رہا ہے۔ یہ نوٹ میزوں پر کیوں پڑے ہیں۔ کیا یہ بینک
ہے" ——— آنے والے نے معصوم سے لہجے میں ویٹر سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یہ بینک نہیں ہے بلکہ گیم کلب ہے۔ جوا رخانہ۔ تم نے جوا کھیلنا
ہے تو آگے بڑھ کر کوئی خالی جگہ ڈھونڈھ لو۔ ورنہ چلتے پھرتے نظر
آؤ" ——— ویٹر نے جواب دیا۔

"اچھا۔ اچھا۔ تو جوا ہو رہا ہے۔ توبہ۔ توبہ۔ کیا زمانہ آگیا ہے۔ اب لوگ
جوا کھیل رہے ہیں۔ بس قیامت آنے ہی والی ہے؟" ——— آنے
والے نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بڑے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"چلو نکلو یہاں سے۔ یہاں تم جیسے پادریوں کی ضرورت نہیں ہے" ———
——— ویٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"بھئی تم ناراض کیوں ہوتے ہو۔ پادریوں کو بھی دنیا داری کرنی پڑتی ہے
اچھا یہ بتاؤ کہ مسٹر ڈیول سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے" ———
نوجوان نے بڑے پُر اسرار انداز میں کہا۔

"مسٹر ڈیول۔ وہ کون ہے" ——— ویٹر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا
"ارے وہ سنڈیکیٹ کا سربراہ کہلاتا ہے۔ تم نہیں جانتے اُسے۔ کمال
ہے شیطان کو کون نہیں جانتا" ——— نوجوان نے بڑے بھولپن سے

کہا اور ویٹر اُسے یوں سر سے پیر تک دیکھنے لگا جیسے وہ اس دنیا کی
بجائے کسی اور سیارے کی مخلوق ہو۔

"تم اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو فوراً یہاں سے نکل جاؤ ورنہ......"
——— ویٹر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"واہ واہ۔ یہ کوئی چرچ تو نہیں ہے کہ جہاں شیطان سے ملنا ممنوع ہو
میں نے تو سنا ہے کہ شیطان جوا خانوں میں ضرور مل جاتا ہے اس
لئے تو یہاں آیا ہوں" ——— نوجوان نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"کیا بات ہے راکسی۔ کون ہے یہ" ——— اچانک کاؤنٹر کے
قریب کھڑے ہوئے ایک لحیم شحیم آدمی نے قریب آ کر ویٹر سے مخاطب
ہو کر کہا۔

"دیکھئے جناب۔ آپ خود انصاف کیجئے۔ میں شیطان سے ملنا چاہتا ہوں
یہ کہتا ہے چرچ میں جاؤ۔ آپ ہی بتائیے شیطان یعنی مسٹر ڈیول ان
جوا خانوں میں نہیں ملے گا تو اور کہاں ملے گا" ——— نوجوان
نے فوراً اس کو ثالث بناتے ہوئے کہا۔

"یہ باس مسٹر ڈیول سے ملنا چاہتا ہے۔ مجھے تو کوئی پاگل لگتا ہے"
——— ویٹر نے کہا۔

"تو کیا سنڈیکیٹ کے سربراہ سے صرف پاگل ہی مل سکتے ہیں۔ کیوں
جناب۔ کیا یہ صحیح کہہ رہا ہے" ——— عمران نے فوراً جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"مجھے پرنس آف ڈھمپ کہتے ہیں۔ آپ بھی کہہ سکتے ہیں۔ آپ کو
بھی اجازت ہے۔ ویسے ہم کسی کو اجازت تو نہیں دیتے لیکن تمہارے

منحنی سے جسم کو دیکھتے ہوئے تمہیں اجازت دی جا سکتی ہے اور جہاں تک تمہارے دوسرے سوال کا تعلق ہے تو میں نے ان سے انٹرویو کرنا ہے کہ انہیں اس جوار خانے سے روزانہ کتنی آمدنی ہوتی ہے بے ایمانی اور شارپنگ کر کے" ——— نوجوان نے جو یقیناً عمران تھا سنجیدہ ہو کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ آؤ میرے ساتھ" ——— آنے والے نے کچھ لمحے سوچنے کے بعد کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کاؤنٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ عمران نے ویٹر کو آنکھ ماری۔ اور آگے بڑھ گیا۔ ویٹر کے چہرے پر ایسے آثار ابھر آئے جیسے اس نوجوان کی موت پر رحم آ رہا ہو۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب یہ زندہ واپس نہ جا سکے گا۔ چیف کا نام زبان پر لانا بھی جرم تھا۔

کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اس لحیم شحیم آدمی نے اشارے سے دو اپنے جیسے آدمیوں کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور پھر کاؤنٹر کے قریب موجود ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازے پر منیجر کی تختی لگی ہوئی تھی۔ وہ دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گیا اور اس نے عمران کو اندر جانے کے لئے کہا اور عمران بڑے اطمینان سے قدم بڑھاتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ مگر کمرہ خالی پڑا تھا۔ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز پڑی تھی۔ جس کے پیچھے اونچی نشست والی ریوالونگ چیئر موجود تھی جبکہ دوسری طرف تین چار کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ عمران چند قدم آگے بڑھ کر واپس مڑا تو اس نے دروازے کے سامنے ان تینوں لحیم شحیم آدمیوں کو پیر پھیلائے کھڑے دیکھا۔ دروازہ بند ہو

چکا تھا۔

"آؤ۔ آؤ۔ تم وہاں کیوں رک گئے۔ کرسیاں موجود ہیں" ——— عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بڑھ کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اسے جھلانے لگا جیسے جھولنے کا لطف لے رہا ہو۔ وہ تینوں عمران کی یہ حرکت دیکھ کر یوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے انہیں یقین آگیا ہو کہ عمران کی دماغی صحت مشکوک ہو۔

"چلو اٹھو، دفع ہو جاؤ۔ اگر ہمیں یہ یقین نہ آجاتا کہ تم واقعی پاگل ہو تو تمہاری لاش ہی یہاں سے جاتی" ——— اس لحیم شحیم آدمی نے آگے بڑھ کر کرخت لہجے میں کہا جو عمران کو ساتھ لے آیا تھا۔

"ارے میں شارپنگ اور بے ایمانی کا حساب لیے بغیر نہیں جاؤں گا۔ اب تک تم نے سنڈیکیٹ کا رعب دے کر بے شمار لوگوں کو لوٹا ہے۔ لیکن پرنس آف ڈھمپ کے میدان میں آنے کے بعد یہ سب نہیں چلے گا۔ میں تمہارے حلق سے ایک ایک پائی اگلوا لوں گا" ——— عمران نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس بار اس کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ اور وہ لحیم شحیم آدمی ٹھٹھک کر غور سے دیکھنے لگا۔ جیسے اسے سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ آخر عمران کو کس خانے میں فٹ کرے۔

"تو ٹھیک ہے پھر۔ میں تمہیں دیتا ہوں حساب" ——— اس نے چند لمحوں بعد کہا اور تیزی سے کرسی کی طرف بڑھا۔

"ارے ارے تم تو واقعی مجھے مارنا چاہتے ہو۔ ارے بھائی کچھ خدا کا خوف کرو۔ قتل کرنا بہت بڑا جرم ہے" ——— عمران اچھل کر کرسی سے اٹھا۔ اور پھر بھاگ کر کمرے کے ایک کونے میں کھڑا ہو گیا۔ اس کے

چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے اور جسم یوں لرز رہا تھا جیسے اُسے جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

"جولین چھوڑو۔ یہ واقعی پاگل ہے۔ اسے گھسیٹ کر کلب سے باہر پھینک دو" ــــــــ دروازے کے قریب کھڑے ہوتے دونوں افراد میں سے ایک نے عمران کی طرف بڑھتے ہوئے لحیم شحیم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ یہ ایسے نہیں جائے گا۔ اور اب اگر ہم نے اسے باہر پھینکا تو یہ پھر گھس آئے گا۔ بہتر ہے اِسے ٹھکانے لگا دیا جائے" ــــــــ جولین نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے عمران کی طرف جھپٹا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ عمران کو دیوار کے ساتھ دھکیل کر کچل دینا چاہتا ہو۔ مگر عمران تیزی سے جھکائی دے کر پلٹا اور دوسرے لمحے وہ جولین کی پشت پر کھڑا تھا۔ جبکہ جولین کو اپنے آپ کو دیوار سے ٹکرانے سے بچانے کے لیے دونوں ہاتھ دیوار پر جمانے پڑ گئے۔

"اچھا تو اس دیوار میں کوئی خفیہ الماری ہے جس میں حساب موجود ہو گا۔ نکالو" ــــــــ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا۔ اور جولین دھاڑتا ہوا پلٹا۔ اسے اپنا وار خالی جانے پر شدید غصہ آ گیا تھا۔

"پاگل کے بچے، تم نے اپنی موت کو آواز دے دی ہے" ــــــــ جولین نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سُرخ پڑ گیا تھا۔

"اوہ۔ تم نے میرے باپ کو پاگل کہا ہے یعنی کنگ آف ڈھمپ کو۔ یہ بہت بڑا جرم ہے۔ ناقابل معافی جرم" ــــــــ عمران نے بھی جواب میں غراتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکدم بے پناہ سنجیدگی عود کر آئی تھی۔

"تیرے کنگ کی ایسی کی تیسی" ــــــــ جولین نے دھاڑتے ہوئے کہا اور اس نے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ عمران اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ اور پھر جیسے ہی جولین اس کے قریب آیا۔ عمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور جولین چیخ مار کر لٹو کی طرح گھومتا ہوا فرش پر جا گرا۔ عمران کی لات اس کی پسلیوں پر پوری قوت سے پڑی تھی۔ وہ دونوں آدمی جو دروازے کے قریب کھڑے تھے یہ صورت حال دیکھتے ہی تیزی سے آگے بڑھے لیکن جولین نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔

"ٹھہرو۔ میں غلط فہمی میں مار کھا گیا۔ میں اس کی ہڈیاں توڑ دوں گا" ــــــــ جولین نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک ایک قدم بڑھاتا عمران کی طرف بڑھنے لگا۔ اب اس کے انداز سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ خاصا محتاط ہو۔ عمران کے چہرے پر بڑی معنی خیز سی مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

"آؤ۔ آؤ۔ ڈرنے کیوں ہو۔ میں نے حساب ہی مانگا ہے۔ تمہاری جان تو نہیں مانگی" ــــــــ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور جولین نے زور سے چیختے ہوئے عمران پر چھلانگ لگا دی۔ اِس بار اس نے دو شو سٹائل میں چھلانگ لگائی تھی تاکہ عمران کسی طور پر بھی بچ کر نکل نہ سکے۔ یہ خاصا خطرناک داؤ تھا اور عمران جانتا تھا کہ اگر وہ اِس داؤ میں پھنس گیا تو اسے خاصا نقصان اٹھانا پڑے گا۔ اِس لیے جیسے ہی جولین قریب آیا۔ عمران یکدم نیچے بیٹھ گیا۔ جولین نے بھی اپنے جسم کو نیچے کی طرف جھکایا۔ مگر اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی

سے کھڑا ہوگیا۔ اور جولین اس کے ہاتھوں پر اٹھتا ہوا فضا میں بلند ہوتا چلا گیا۔ اور عمران نے اسے ایک بار چکر دے کر پوری قوت سے نیچے پھینک دیا۔ اور جولین کے حلق سے چیخیں نکلنے لگیں۔ وہ سر کے بل پوری قوت سے زمین سے ٹکرایا تھا۔ اور جولین زمین سے ٹکرا کر بُری طرح تڑپنے لگا۔

" اوہ۔ تم ایسے سیدھے نہیں ہو گے "———— اچانک دروازے کے پاس کھڑے ہوئے ایک آدمی نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکال لیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا، عمران اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی لات اس آدمی کے اس ہاتھ پر لگی اور ریوالور فضا میں اچھل کر سیدھا عمران کے ہاتھوں میں آگیا۔ عمران نے ریوالور پکڑتے ہی تیزی سے فائر کیا اور دوسرے آدمی کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اڑتا چلا گیا۔ عمران کے لات مارنے ریوالور چھیننے کے دوران ہی دوسرے نے ریوالور نکال لیا تھا۔ لیکن فائر کرنے کی حسرت اس کے دل میں ہی رہی اور عمران پھرتی سے فائر کر کے اس کے ہاتھ سے ریوالور نکال دیا۔ جولین اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

" چلو یہ ریوالور بازی تو ختم ہوئی۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ تمہارے پھولے ہوئے جسموں میں کتنے پونڈ طاقت بھری ہوئی ہے "———— عمران نے ریوالور ایک طرف اچھالتے ہوئے کہا اور اس ہاتھ سے ریوالور نکلتے ہی ان تینوں نے بیک وقت ہی اس پر چھلانگیں لگا دیں۔ ان کے چہرے غصے اور ندامت سے سیاہ پڑ گئے

اور پھر کمرے میں ایک خوفناک جنگ شروع ہو گئی۔ وہ تینوں ہی ماہر لڑاکے تھے اور اپنے آپ کو اس فن کا ماہر بھی سمجھتے تھے۔ لیکن انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ان کا مقابل عمران جیسا شخص ہے جو لڑائی کے فن میں موجد کا درجہ رکھتا ہے۔ اس فن میں سینکڑوں داؤ ایسے تھے جو اس کے اپنے ایجاد کردہ تھے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ جنگ جاری رہی اور چھٹے منٹ وہ تینوں ہی بیچ ہوتے فرش پر پڑے ہانپ رہے تھے۔ ان کے بازوؤں اور ٹانگوں کے جوڑ اتر چکے تھے اور عمران ان کے درمیان یوں کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہا تھا جیسے اسے ان کے فرش پر لیٹنے کی وجہ سمجھ نہ آ رہی ہو۔

" ارے کیا ہوا بھئی۔ تمہارے بیٹھنے کے لئے کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ فرش پر کیوں لیٹے ہوئے ہو۔ بیچ پچ کپڑے خراب ہو جائیں گے "———— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" تم۔ تم آدمی نہیں ہو۔ "———— جولین نے کراہتے ہوئے کہا۔

" بتاؤ۔ ڈیول کہاں ملے گا "———— اچانک عمران کا لہجہ بدل گیا اب اس کی آنکھیں شعلے برسا رہی تھیں۔

" ہمیں نہیں معلوم " جولین نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اچانک جھک کر اس کی لات پکڑی اور پھرتی سے اسے مروڑ دیا۔ جولین کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ اس کے چہرے پر شدید کرب کے آثار ابھر آئے۔

" میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم۔ ہم میں سے کسی کو نہیں معلوم "———— جولین نے چیختے ہوئے کہا اور عمران اس کے لہجے

سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

"اچھا سنو۔ میں جا رہا ہوں۔ ڈیول کو کہہ دینا کہ پرنس آف ڈھمپ اُسے ہر قیمت پر ڈھونڈھ نکالے گا" ——— عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک کی ٹائی کھول لی اور اس نے ان تینوں کی ایک ایک ٹانگ اکٹھی کر کے ٹائی سے باندھ دی اور پھر اس نے ایک طرف پڑا ہوا ریوالور اٹھایا اور ٹائی کا ایک سرا پکڑ کر وہ انہیں گھسیٹتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھول کر اس نے انہیں باہر گھسیٹا۔ جوڑ اتر جانے کی وجہ سے وہ حرکت کرنے سے معذور تھے۔ اس لئے مردہ کتوں کی طرح گھسٹتے چلے گئے۔ اور دروازے سے باہر نکل کر عمران نے جھٹکا دیکر انہیں فرش پر پھینکا اور پھر اس نے ریوالور کا رخ چھت کی طرف کر کے لگاتار تین چار فائر کر دیئے اور جوا خانے میں یکدم بھگدڑ مچ گئی۔ لوگ چیختے ہوئے دروازوں کی طرف بھاگنے لگے۔

"پرنس آف ڈھمپ سنڈیکیٹ کی تباہی بن کر آگیا ہے۔ یاد رکھو۔ پرنس آف ڈھمپ" ——— عمران نے پیشہ ور مجمع بازوں کی طرح چیختے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر لوگ چیختے ہوئے باہر بھاگتے چلے گئے۔ قوی ہیکل غنڈوں کی بے بسی اور اچانک فائرنگ نے لوگوں کے حواس گم کر دیئے تھے۔ سوائے کلب کے ملازمین کے باقی سب لوگ بھاگ چکے تھے۔ ملازمین بھی خوف زدہ ہو کر دیواروں سے لگے کھڑے تھے۔ سنڈیکیٹ کے کلب میں اس قسم کے ہنگامے نے ان کے ذہن مفلوج کر دیئے تھے۔

"راکسی۔ یہ میزوں پر پڑے ہوئے تمام نوٹ اکٹھے کر کے ہال کے

درمیان میں رکھ دو۔ جلدی کرو۔ ورنہ گولی مار دوں گا" ——— عمران نے کونے میں کھڑے ہوئے اس ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا جس سے وہ کلب میں داخل ہوتے وقت ٹکرایا تھا۔

اور راکسی عمران کا حکم ملتے ہی چابی بھرے کھلونے کی طرح حرکت میں آگیا اور پھر چند ہی لمحوں بعد وہ تمام نوٹ اکٹھے کر کے درمیان میں فرش پر ڈھیر کر چکا تھا۔

"اب انہیں آگ لگا دو۔ جلدی کرو" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ اور راکسی نے جلدی سے جیب سے ماچس نکال کر نوٹوں کو آگ لگا دی۔

"یہ وہ سرمایہ تھا جو لوگوں کی جیبوں میں فالتو پڑا ہوا تھا۔ اس لیے اسے جل جانا چاہیے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی نوٹوں نے پوری طرح آگ پکڑ لی۔ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا پچھلے دروازے کی طرف نکلتا چلا گیا۔ اس دروازے کو وہ اندر داخل ہوتے ہی تاڑ چکا تھا۔ اور چند لمحوں بعد وہ پچھلی گلی میں سے ہوتا ہوا عقبی سڑک پر پہنچ چکا تھا۔ سڑک پر آنے سے قبل اس نے پھرتی سے کوٹ اتار کر اُسے الٹا کر پہن لیا۔ سر پر موجود وگ اتار کر جیب میں ڈال۔ نتھنوں سے سپرنگ اتار لیئے اور مصنوعی مونچھیں بھی اس کی جیب میں منتقل ہو گئیں۔ اب نہ صرف اس کا حلیہ مکمل طور پر بدل چکا تھا بلکہ کوٹ کا رنگ اور ڈیزائن بھی بدلا ہوا تھا۔ اور پھر اس حلیہ میں وہ اطمینان سے چلتا ہوا عمارت کے ساتھ مڑ کر گیم کلب کے سامنے کے دروازے کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سامنے کی طرف جا کر تماشہ دیکھے۔ لیکن مین روڈ پر پہنچتے ہی اس نے اپنا ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ پولیس کی گاڑیوں اور فائر بریگیڈ کی گاڑیوں کے سائرن تیزی سے چیختے ہوئے قریب آتے جا رہے تھے۔ شاید نوٹل سے نکلنے والی آگ نے دوسری چیزوں کو بھی اپنی گرفت میں لے لیا تھا۔ اور عمران تیز تیز قدم اٹھاتا کلب سے دور ہٹتا چلا گیا۔ وہ اپنا مقصد پورا کر چکا تھا۔

"یہ سب کیسے ہو سکتا ہے۔ اتنی جرأت۔ اتنی بے عزتی۔ یہ سب کچھ ناقابل برداشت ہے۔ قطعاً ناقابل برداشت"—— جے فیلے نے غصے سے چیختے ہوئے میز پر زور سے مکّہ مارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب کی شدت سے بُری طرح بگڑ گیا تھا۔ اور میز کے گرد بیٹھے ہوئے چار افراد خوف سے سفید پڑتے گئے۔ یہ چاروں جے فیلے کے اسسٹنٹ تھے۔

"مگر باس......"—— ان میں سے ایک نے ہمت کر کے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ۔ میں کوئی بہانہ نہیں سننا چاہتا۔ میں صرف لاشیں چاہتا ہوں۔ پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں۔ ہر قیمت پر اور فوراً"—— جے فیلے نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"مگر باس ہمیں ان کا پتہ معلوم نہیں ورنہ......" ایک اور نے بات کی لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ جے فیلے کا ہاتھ پوری قوت سے گھوما اور وہ شخص اچھل کر فرش پر جا گرا۔ اس کے منہ سے خون کی دھار نکلنے لگی۔ اس کا جبڑا پھٹ گیا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ انہیں ڈھونڈھو۔ وہ زمین میں گھسے ہوئے ہوں یا آسمان پر چڑھ گئے ہوں۔ انہیں ڈھونڈھو میں ان کی لاشیں چاہتا ہوں۔ صرف لاشیں"—— جے فیلے نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس"—— کرسیوں پر بیٹھے ہوئے باقی تین افراد نے تیزی سے اٹھتے ہوئے کہا اور فرش پر گرا ہوا بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور پھر وہ مڑ کر کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ان کے انداز میں اتنی تیزی تھی کہ جیسے اگر وہ ایک لمحے کے لئے بھی رُک گئے تو موت ان پر جھپٹ پڑے گی۔

جے فیلے ان کے جانے کے بعد چند لمحے غصے سے مٹھیاں بند کرتا اور کھولتا رہا۔ پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازے میں ایک مسلح نوجوان نمودار ہوا۔

"میکسن کو بلاؤ۔ فوراً۔ میں زیادہ سے زیادہ دس منٹ میں اسے یہاں دیکھنا چاہتا ہوں"—— جے فیلے نے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور نوجوان نے ادب سے سر جھکایا اور غائب ہو گیا۔

جے فنیلے کا خون بُری طرح کھول رہا تھا۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ شہر میں اس کے چھ اڈوں پر پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں نے زبردست اُودھم مچایا تھا۔ پرنس آف ڈھمپ خود سینڈو گیم کلب پہنچا تھا اور اس نے وہاں اس کے تین لڑاکوں کو بیکار کر کے فائرنگ کی اور تمام نوٹوں کو آگ لگا دی اور نکل گیا آگ ویٹروں سے بروقت نہ بجھ سکی اور نتیجہ یہ کہ پورا کلب ہی جل کر راکھ ہو گیا۔ اسی طرح شوکارا ہوٹل۔ بوجانی بار۔ مستو گیم کلب اور دو اور اڈوں میں پرنس آف ڈھمپ کے ساتھیوں نے زبردست فائرنگ کر کے غنڈوں کو ہلاک کر دیا۔ اور ان اڈوں میں آگ لگانے والے بم پھینک کر تباہی مچا دی اور وہ سب صحیح سلامت نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان میں سے ایک کو بھی خراش نہ آئی تھی۔

جے فنیلے یہ رپورٹیں ملنے کے بعد ذہنی طور پر پاگل پن کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس پرنس اور اس کے ساتھیوں کو کہاں سے ڈھونڈھے۔ اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ ان کی بوٹیاں اپنے ہاتھوں سے نوچ ڈالے لیکن وہ بے بس تھا۔ وہ سارے اس طرح غائب تھے جیسے زمین پر رہتے ہی نہ ہوں۔

"میں حاضر ہوں باس"——— اچانک دروازے سے میکسن کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"میکسن یہ پرنس اور ساتھی سدہمینگ کی حویلی سے کیسے نکل گئے تم کیا کرتے رہے۔ میں نے کہا تھا کہ ان کی مکمل نگرانی کی جائے"——— جے فنیلے نے میکسن کو دیکھتے ہی غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"باس یہ لوگ بے حد چالاک اور عیار ہیں۔ میں نے ان کی سٹیشن ویگن میں ٹرانسمیٹر مائیک فٹ کر دیا تھا تاکہ ان کی بات چیت اور نقل و حرکت کا پتہ لگ جائے۔ لیکن انہوں نے مائیک نکال کر پھینک دیا۔ پھر میں نے جاگیر کے باہر اپنے آدمی تعینات کر دیئے تھے تاکہ سٹیشن ویگن کو روک کر انہیں اغوا کر کے آپ کے پاس بھیجا جا سکے۔ لیکن سٹیشن ویگن باہر نہ آئی۔ میرے آدمی انتظار کرتے رہے۔ بعد میں چیکنگ سے پتہ چلا کہ انہوں نے تھوڑی دیر پہلے ہی ویگن چھوڑ دی تھی۔ اور بکھر کر ایک ایک دو دو کر کے نکل گئے ہیں۔ اب میرے آدمی انہیں تلاش کر رہے ہیں"——— میکسن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"میکسن میرا جی چاہ رہا ہے کہ تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دوں۔ تمہاری وجہ سے یہ لوگ نکل جانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ لیکن چونکہ تم میرے خاص ساتھی ہو اس لیے میں پہلی بار اپنے اصولوں کو چھوڑ کر تمہیں معاف کر رہا ہوں۔ تمہیں رپورٹیں مل چکی ہوں گی۔ پورے ناراک میں ایک شور سا مچا ہوا ہے۔ ہر شخص کے منہ پر پرنس آف ڈھمپ کا نام ہے۔ اور اگر پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پوری طور پر سڑکوں پر نہ پھینکی گئیں تو سنڈیکیٹ کو لوگ کچا چبا جائیں گے۔ بولو مجھے بتاؤ۔ اب کیا کریں"——— جے فنیلے نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"باس مجھے سب علم ہوگیا۔ لیکن یہ موقع غصے میں آنے کا نہیں ان لوگوں کو عقل سے قابو کیا جاسکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ میکسن نے جواب دیا۔

"تم مجھے عقل کی بات سمجھا رہے ہو۔ میرا جی چاہ رہا ہے۔ پورے قافلے کو آگ لگا دوں۔ ایک ایک آدمی کو گولی مار دوں۔ میں صبر نہیں کرسکتا میں ہر قیمت پر فوراً ان کی لاشیں چاہتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ جے فنلے نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"آپ کے جذبات میں سمجھتا ہوں۔ ایسا ہی ہوگا۔ آپ ایسا کریں کہ باقی ماندہ اڈوں پر مخصوص آدمی تعینات کردیں۔ یہ لوگ یقیناً باقی اڈوں پر بھی حملے کریں گے اور اس طرح انہیں آسانی سے گولی ماری جاسکتی ہے"۔۔۔۔۔۔ میکسن نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تمہاری بات واقعی سمجھ میں آتی ہے۔ ٹھیک ہے۔ ان لوگوں کو بل سے نکالنے کا یہی طریقہ ہے۔ لیکن اس بار ان میں سے ایک بھی بچ کر نہیں جانا چاہیے۔ کسی قیمت پر نہیں"۔۔۔۔۔۔ جے فنلے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کا چہرہ آہستہ آہستہ معمول پر آتا جارہا تھا۔ چند لمحوں بعد پہلی بار اس کے چہرے پر مسکراہٹ کی لکیریں ابھر آئیں۔

"بیٹھو میکسن، واقعی میں بے حد جذباتی ہوگیا تھا۔ اور جذبات ہمیشہ نقصان پہنچاتے ہیں۔ دراصل میں تصور بھی نہیں کرسکتا تھا کہ سنڈیکیٹ کے ساتھ ایسا بھی ہوسکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ جے فنلے نے نرم لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتا ہوں باس، میں نے بھی جب رپورٹیں سنی تھیں۔ مجھے

بھی یہی حشر ہوا تھا۔ لیکن میں ان کی عیاری دیکھ چکا ہوں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ ان لوگوں کا مقابلہ ہوش سے کیا جائے"۔۔۔۔۔۔ میکسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جے فنلے نے میز کی دراز کھولی اور اس میں پڑا ہوا ایک بڑا ٹرانسمیٹر اٹھاکر میز پر رکھا اور اسے آن کردیا۔

"ییس ایڈیسن سپیکنگ اوور"۔۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز ابھری۔

"ڈیول اسپیکنگ اوور"۔۔۔۔۔۔ جے فنلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس اوور"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مودبانہ ہوگیا۔

"پرنس آف ڈھمپ اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی نئی رپورٹ۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ جے فنلے نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ پورے شہر میں ہمارے آدمی پھیل چکے ہیں۔ ان کی تلاش جاری ہے۔ اور تو کوئی واضح رپورٹ نہیں ملی۔ البتہ اتنی رپورٹ ملی ہے کہ ایڈگر بار میں۔۔۔ آج دوپہر کو ایک عورت اور چھ آدمی ایڈگر سے ملے ہیں۔ اور وہ انہیں اپنے ساتھ لے کر کہیں چلا گیا ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو ایڈگر سے پوچھ گچھ کی جائے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ایڈیسن نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ میں اس سے خود معلوم کرلیتا ہوں۔ تم میری نئی ہدایات سنو۔ سنڈیکیٹ کے تمام اڈوں میں دس مسلح افراد تعینات کردو۔ ان کے ذمے یہ ڈیوٹی ہوگی کہ جیسے ہی پرنس آف ڈھمپ

یا اس کا کوئی ساتھی وہاں داخل ہوا نہوں نے اسے ہر قیمت پر مار گرانا ہے اوور" ——— جے فنلے نے کہا۔

"مگر باس دس آدمی اتنے زیادہ اڈوں پر کیسے قابو پا سکتے ہیں اوور" ——— دوسری طرف سے ایڈلین کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"یو فول۔ باسٹرڈ۔ میں کہہ رہا ہوں۔ ہر اڈے پر دس مسلح آدمی۔ ہمارے پاس لڑاکوں کی کوئی کمی نہیں سمجھے اوور" ——— جے فنلے نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"یس۔ یس۔ باس۔ یس باس۔ سمجھ گیا ہوں اوور" ——— ایڈلین نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ سنو۔ اگر مجھے رپورٹ ملی کہ کسی اڈے پر کوتاہی ہوئی ہے تو اس اڈے کے ہر آدمی کو جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ یہ انہیں بتا دینا۔ اوور" ——— جے فنلے نے کہا

"یس باس سمجھ گیا اوور" ——— ایڈلین نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ اوور اینڈ آل" ——— جے فنلے نے کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے ٹرانسمیٹر واپس میز کی دراز میں رکھ دیا۔

"باس، یہ ایڈگر والی بات سمجھ میں آئی ہے۔ ایڈگر بے حد اکھڑ آدمی ہے اور اس کا گروپ خاصا طاقتور ہے اور اس نے سنڈیکیٹ میں شامل ہونے سے بھی انکار کر دیا تھا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ پرنس آف ڈھمپ سے ملا ہوا ہوگا" ——— میکسن نے کہا۔

"میں نے اسے آج تک نظر انداز کیا ہے کیونکہ میں اُسے کوئی اہمیت نہ دینا چاہتا تھا۔ لیکن اگر اس نے پرنس کا ساتھ دیا ہے تو اسے اس کی عبرتناک سزا بھگتنی پڑے گی" ——— جے فنلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تو کیا اُسے اغوا کرا لیا جائے" ——— میکسن نے کہا۔

"نہیں میں خود اس کے اڈے پر جاؤں گا۔ میں اسے وہیں ماروں گا" ——— جے فنلے نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے باس۔ ہمارے آدمی اُسے یہیں اغوا کر کے لے آسکتے ہیں" ——— میکسن نے بھی اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں، یہ بزدلانہ کام ہے کہ کسی کو اپنے اڈے پر بلا کر اس پر تشدد کیا جائے۔ میں وہیں جاؤں گا۔ ابھی اور اسی وقت۔ تم میرے ساتھ جاؤ گے۔ تم دیکھنا کہ میں ایڈگر کا کیا حشر کرتا ہوں۔ میں اپنے ہاتھوں سے اس کی بوٹیاں اڑاؤں گا" ——— جے فنلے کا چہرہ ایک بار پھر غصے سے بگڑتا جا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے باس" ——— میکسن نے خوفزدہ لہجے میں فوراً تائید کرتے ہوئے کہا۔

"جاؤ۔ اور چار آدمی تیار کر کے سٹیشن ویگن کے پاس پہنچو۔ میں آ رہا ہوں" ——— جے فنلے نے کہا اور میکسن سر ہلاتا ہوا تیزی سے کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد جے فنلے نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر دیا۔

"ایڈلین سپیکنگ اوور" ——— ایک بار پھر ایڈلین کی کرخت آواز گونجی۔

"ڈیول سپیکنگ اوور" ——— جے فنلے نے جواب دیا۔

"یس باس اوور" ——— ایڈلین نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہدایات پر عمل ہو گیا اُوور" ——— جے فنلے نے پوچھا۔
"یس باس اوور" ——— ایڈلین نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
"گڈ شو۔ میں ایسی ہی تیزی چاہتا ہوں۔ اچھا سنو۔ میں ایڈگر کے اڈے پر جا رہا ہوں۔ تم ایسا کرو بیس مسلح آدمیوں کو حکم دو کہ وہ اڈے کو خفیہ طور پر گھیر لیں۔ ضرورت پڑنے پر میں انہیں کال کر لوں گا۔ اُوور" ——— جے فنلے نے کہا۔
"بہتر باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی اوور" ——— ایڈلین نے جواب دیا۔
"اُوور اینڈ آل" ——— جے فنلے نے کہا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر بند کر کے واپس دراز میں رکھ دیا۔ پشت کی دیوار پر موجود الماری کھول کر اس میں سے ایک ریوالور نکال جیب میں منتقل کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"واہ واہ مزہ آ گیا جب میں نے جا کر بار میں للکارا مارا تو یقین کرو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں اپنے ملک کی پنجابی فلموں کا ہیرو ہوں" ——— تنویر نے قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔
"تم تو کہہ رہے تھے یہ تفریح ہی نہیں ہے" ——— جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ میں تو اس لئے گھبرا رہا تھا کہ پھر وہی تعاقب۔ نگرانی اور بوریت والا کام شروع ہو جائیگا۔ اس قسم کی تفریح تو انتہائی لاجواب ہے" ——— تنویر نے ہنستے ہوتے جواب دیا۔
وہ سب کوٹھی کے بڑے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے ایڈگر سے کہہ کر اس کوٹھی کا بندوبست کیا تھا۔ اور پھر یہاں سے وہ سب میک اپ کر کے علیحدہ علیحدہ مشنوں پر نکلے تھے اور اب سب وہ اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کو اپنے کارنامے سنوا رہے تھے۔ عمران ابھی تک واپس نہ لوٹا تھا۔
"شکر ہے کہ ہمارا کوئی آدمی زخمی نہیں ہوا" ——— نعمانی نے کہا۔
"زخمی کیسے ہو سکتا تھا۔ وہاں کسی نے مقابلہ کرنے کی کوشش ہی نہیں

کی۔ کسی کے ذہن میں آج تک یہ تصور ہی نہیں آیا تھا کہ سنڈیکیٹ کو اِس طرح بھی چیلنج کیا جاسکتا ہے"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"عمران ابھی تک نہیں پہنچا۔ کہیں پھنس ہی نہ گیا ہو"۔۔۔۔۔۔ اچانک جولیا نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

"تمہیں عمران کی کیوں فکر ہو رہی ہے۔ آجائیگا"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واہ کیسے نہ فکر ہو۔ آخر وہ ہمارا ساتھی ہے"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے تنک کر جواب دیا۔

"وہ کب اپنے آپ کو ساتھی سمجھتا ہے۔ وہ تو بس حکم چلانا جانتا ہے خواہ مخواہ ہر موقع پر رنگ لیڈر بن جاتا ہے"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم کیوں مرچیں چبا رہے ہو تنویر۔ اگر جولیا نے پوچھ ہی لیا ہے تو حرج ہی کیا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"تنویر تو جولیا کے منہ سے صرف اپنا ہی نام سننا چاہتا ہے۔ کسی دوسرے کا نام جولیا کی زبان پر آیا اور تنویر کا موڈ آف ہوا"۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"صدیقی پلیز۔ آپ تو کم از کم ایسی باتیں نہ کیا کریں"۔۔۔۔۔۔ جولیا نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جولیا۔ پھر تم صدیقی کا نام لے رہی ہو۔ تنویر اب صدیقی سے الجھ پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم نے مجھے پاگل سمجھ رکھا ہے جو ایسی باتیں کر رہے ہو"۔۔۔۔۔۔

تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر سمجھ بھی رکھا ہے تو غلط تو نہیں سمجھا"۔۔۔۔۔۔ اچانک دروازے میں سے عمران کی آواز سنائی دی اور سب بے اختیار چونک پڑے۔

"عمران! آخر تم اپنے آپ کو سمجھتے کیا ہو۔ ہم لوگوں نے خواہ مخواہ تمہیں اپنے سر چڑھا رکھا ہے۔ ورنہ تمہاری حیثیت ہی کیا ہے"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"سر پر تو پھول چڑھا کرتے ہیں۔ تمہاری طرح کے کانٹے تو پاؤں میں چبھا کرتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تنویر نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"میں بتاتا ہوں تمہیں ابھی کہ کون پھول ہے اور کون کانٹا"۔۔۔۔۔۔ تنویر نے ریوالور کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے دھاڑ کر کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اسے روکتا تنویر نے فائر کر دیا۔ اور دوسرے لمحے عمران کے حلق سے ایک کربناک چیخ نکلی اور وہ پشت کے بل زمین پر گر کر بُری طرح تڑپنے لگا۔

"ارے یہ کیا کیا تم نے"۔۔۔۔۔۔ تمام ممبر عمران کو اس طرح گر کر تڑپتے دیکھ کر بڑی طرح بوکھلا کر اس کی طرف دوڑ پڑے۔ جب کہ تنویر کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کی روح کھنچ کر اس کے حلق میں آگئی ہو۔ اس نے غصے سے فائر تو کر دیا تھا۔ لیکن اب اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے اپنی زندگی کی سب سے بھیانک غلطی کی ہے۔ ایسی غلطی جس کی تلافی نہ ہو سکتی تھی۔

گولی کہاں لگی ہے۔ کہاں لگی ہے" ـــــــ جولیا نے بری طرح تڑپتے ہوئے عمران کو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ سخت گلوگیر تھا "کہیں نہ کہیں تو لگی ہی ہوگی۔ آخر تنویر نے چلائی ہے" ـــــــ اچانک عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور اس پر جھکے ہوئے اور پریشانی کی شدت سے لٹکے ہوئے چہرے یکدم کھل اٹھے

"ارے خوب ایکٹنگ کی ہے" ـــــــ صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"ایکٹنگ، کمال ہے۔ مجھے گولی لگ گئی ہے اور تمہیں ایکٹنگ کی سوجھ رہی ہے" ـــــــ عمران نے یکدم اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنے جسم کو دونوں ہاتھوں سے ٹٹولنے لگا جیسے دیکھ رہا ہو کہ کس جگہ گولی لگی ہے۔

"تم نے میری روح نکال دی ہے" ـــــــ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لو گولی مجھے لگی ہے اور روح تمہاری نکل گئی ہے۔ جلدی بھاگ کر پکڑو اسے کہیں باہر کسی کار کی زد میں آکر کچلی گئی تو پھر لوگ کہیں گے کچلی ہوئی روح لئے پھرتی ہو" ـــــــ عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے بے نیازانہ انداز میں کپڑے جھاڑ رہا تھا۔

تنویر پھٹی پھٹی آنکھوں سے اٹھ کر کھڑے ہوئے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ پہلے تو اس کا دماغ یہ سوچ کر بھک سے اڑ گیا تھا کہ اس نے عمران کو واقعی گولی مار دی ہے لیکن اب اسے یقین نہ آرہا تھا۔ کہ واقعی گولی عمران کو نہیں لگی اس نے تو ٹھیک عمران کے سینے پر گولی ماری تھی۔ اور اسے ہمیشہ اپنے نشانے پر ناز رہا تھا لیکن یہاں عمران یوں اٹھ کھڑا ہوا تھا جیسے گولی بجائے فولاد کے کپاس کی بنی ہوئی ہو۔

"تنویر! تم اپنے غصے پر قابو پانے کی کوشش کرو۔ کسی دن تمہارا یہ غصہ تمہیں لے ڈوبے گا" ـــــــ صفدر نے غصیلے انداز میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آئی ایم سوری۔ میں کوشش کروں گا کہ آئندہ ایسا نہ ہو" ـــــــ تنویر نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"یعنی گولی آئندہ ضرور لگے گی اگر اس بار نہیں لگی تو" ـــــــ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ تنویر بھی پھیکی سی ہنسی ہنس رہا تھا۔

عمران اب کرسی پر آکر بیٹھ گیا اور پھر اس نے سنڈیکیٹ کا موضوع چھیڑ دیا۔ سب کی رپورٹیں سن کر اس نے اطمینان کا سانس لیا۔

"بہت خوب۔ اس کا مطلب ہے پرنس آف ڈھمپ گروپ کی کارکردگی خاصی اچھی رہی ہے۔ ڈیول اب یقیناً غصے سے پاگل ہوا ناچ رہا ہوگا" ـــــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب مزید کیا پروگرام ہے۔ کیا دوسرے اڈوں کو بھی اسی طرح نشانہ بنایا جائے" ـــــــ چوہان نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"یعنی دوسرے لفظوں میں خودکشی کی کامیاب کوشش کی جائے" ـــــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کیوں اس میں خودکشی کہاں سے گھس آئی" ـــــــ چوہان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ارے مسٹر چوہان۔ تمہارا کیا خیال ہے۔ اب وہ اطمینان سے بیٹھے رہیں گے بھائی انہوں نے اب تک تمام اڈوں پر مسلح آدمی پھیلا دیئے

ہونگے تاکہ جیسے ہی ہم اندر داخل ہوں وہ ہمیں نشانہ بنا سکیں۔ اور ظاہر ہے وہ سنڈیکیٹ کے نشانہ باز ہوں گے۔ سیکرٹ سروس کے تنویر نہیں کہ چار فٹ چوڑی چھاتی پر ایک گولی بھی نہ مار سکے" ——— عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جوہان کو سمجھاتے ہوئے کہا اور تنویر کے ساتھ ساتھ سب لوگ بے اختیار مسکرا دیئے۔

" ویسے مجھے اب تک حیرت ہے کہ آخر گولی گئی کہاں" ——— تنویر نے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

" بڑی مشکل سے تو وہ ریوالور کی قید سے آزاد ہوئی ہے۔ پھرتی ہوگی کہیں سیر کرتی۔ آجائے گی واپس۔ گھبراؤ نہیں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا

" اب کیا پروگرام ہے۔ عمران صاحب۔ کیا اتنا ایکشن ہی کافی تھا" ——— کیپٹن شکیل نے دوبارہ اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

" ارے یہ تو آغاز تھا۔ اب ہم دوسرے پہلو سے وار کریں گے" ——— عمران نے جواب دیا۔

" کون سے پہلو سے" ——— سب نے اشتیاق آمیز لہجے پوچھا۔

" صبح شہر کے بڑے بڑے چوکوں میں اشتہار چسپاں ہوں گے۔ جس میں سنڈیکیٹ کو باقاعدہ چیلنج کیا جائے گا" ——— عمران نے کہا۔

" اشتہار۔ کیسے اشتہار" ——— جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

" یہ دیکھو نمونے کے طور پر میں ایک لے آیا ہوں" ——— عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک تہہ کیا ہوا کاغذ نکالا اور اسے کھول کر درمیانی میز پر رکھ دیا۔ اور سب جھک کر اُسے پڑھنے لگے۔

"سنڈیکیٹ کے ڈیول (شیطان) کے نام پرنس آف ڈھمپ کا پیغام۔

ہوشیار ہو جاؤ۔ پرنس آف ڈھمپ تمہیں چیلنج کرتا ہے کہ تمہاری شیطانیت کا خاتمہ قریب آگیا ہے۔ آج شام چار بجے تمہارے ہر اڈے کو بم سے اڑا دیا جائے گا۔ یاد رکھو۔ ہر اڈے کو۔ چاہے وہ پاتال میں کہیں بھی ہو۔ ٹھیک شام چار بجے"

اشتہار دیکھ کر ان سب کی آنکھوں میں حیرت کی جھلکیاں نمایاں ہوگئیں۔

" یہ کیسا اشتہار ہے۔ سنڈیکیٹ کے تو بے شمار اڈے ہونگے۔ ان سب اڈوں کو بیک وقت کیسے تباہ کیا جا سکتا ہے" ——— کیپٹن شکیل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ضرورت ہے تباہ کرنے کی۔ جب اڈے ہی نہ ہونگے تو تباہ کیسے ہونگے" ——— عمران نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

" اڈے نہ ہوں گے۔ کیا مطلب" ——— سب نے چونکتے ہوئے کہا

"سنو میرے برادران و بہن تنویر ......" عمران نے جان بوجھ کر بہن کے ساتھ تنویر کا نام لے دیا اور تنویر کے نتھنے ایک بار پھر غصے سے پھڑپھڑانے لگے۔

" اچھا اچھا بھئی معاف کر دو تنویر۔ تو سنو میرے برادران و تنویر کی بہن جولیا ......" اس بار عمران نے بہن سے پہلے کہہ دیا البتہ بات ویسی کی ویسی رہی۔

" تم باز نہیں آؤ گے؟ صفدر اسے سمجھا لو۔ پھر تم مجھے گلہ کرو گے" ——— تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" عمران صاحب پلیز" ——— صفدر نے عمران کی منت کرتے ہوئے کہا

" یار میں نے غلط بات کہہ دی ہے۔ اچھا جولیا سے پوچھ لیتے ہیں۔

کر وہ تنویر کی کیا کہلانا چاہتی ہے۔ کیوں جولیا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ تو گے بولو"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس بھئی۔ اب بولو۔ میں کوئی جھوٹ بولیا۔ میں کوئی زہر تو لیا۔ یار یہ تولیہ بنانے کس کارخانے کا بنا ہوا ہے۔ اس سے منہ صاف کرو تو یوں لگتا ہے جیسے ریگمال پھیر دیا ہو"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران کا چہرہ چل پڑا۔

"تم اڈوں کی بات کر رہے تھے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے اسے اصل موضوع کی طرف موڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اڈے۔ ہاں۔ دراصل اس ملک میں اڈوں کی بڑی کمی ہے بیچارے جہاز گھنٹوں گھنٹہ ہوا میں گھومتے رہتے ہیں۔ انہیں اڈے ہی نہیں ملتے۔ کیوں نہ یہاں ایسے اڈے بنائے جائیں جو خود اڑ کر ہوائی جہاز کے پاس پہنچ جائیں اب دیکھو نہ اڈے تو زمین پر بنائے جاتے ہیں اور کہا انہیں ہوائی اڈہ جاتا ہے۔ کتنی غلط زبان بولتے ہیں لوگ"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہاری زبان رکتی بھی ہے یا اسے میں بریک لگاؤں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے غصیلے انداز میں اپنی جوتی کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے

"ارے پیروں میں تمہاری بریکیں ہونگی۔ ہم مردوں کی بریکیں تو جیبوں میں ہوتی ہیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ جولیا نے خفیف ہو کر ہاتھ کھینچ لیا۔ اس بار سب ہی خاموش رہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جو فقرہ بھی وہ بولیں گے عمران اسے یقیناً مذاق میں ہی لے جائے گا۔ اس لئے عمران

کی زبان روکنے کا واحد طریقہ یہی تھا کہ خاموشی اختیار کی جائے۔

"تو بھئی سب ہی خاموش ہو گئے ہو۔ اچھا میں ہی بولتا ہوں میری زبان میں دراصل طاقتور بیٹری نصب ہے۔ بات یہ ہے کہ اس اشتہار کے بعد یقیناً بوکھلاہٹ میں وہ یہی کریں گے کہ اپنے ہر اڈے سے اپنا نشان ہٹا دیں گے۔ اس طرح نہ اڈہ رہے گا اور نہ ہمیں بم مارنے کی ضرورت رہے گی۔ دوسری بات یہ کہ وہ یقیناً اپنے ہر اڈے شام تک خالی کر دیں گے۔ اس طرح ان کے اڈے ہماری نظروں میں بھی آجائیں گے۔ تیسری بات یہ کہ وہ یقیناً اپنے اڈوں کی نگرانی کریں گے اور اس طرح ہم انہیں پہچان لیں گے اور پھر میرا پروگرام ہے کہ ان میں سے کسی امیر آدمی کو اغوا کر لیا جائے اور پھر اس سے ان کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ پوچھا جائے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے پورا پروگرام از خود تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

"بہت خوب۔ اچھا نفسیاتی وار ہے"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"خواہ مخواہ اچھا وار ہے۔ بس بیٹھے سوچتے رہو۔ یوں ہو جائے گا تو پھر یوں ہو جائے گا اور پھر یوں ہو جائیگا۔ ہونہہ"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اسے شاید یہ بغیر مار دھاڑ والا خیال قطعاً پسند نہ آیا تھا۔

"تنویر کی بات درست ہے۔ سنڈیکیٹ کے لوگ نفسیات کی بجائے تشدد کی زبان سمجھتے ہیں۔ کیوں نہ ان کے دو چار اڈے بم سے اڑا دیئے جائیں"۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جولیا نے تنویر کی حمایت

کرتے ہوئے کہا اور تنویر کا چہرہ اتنی سی بات سے کھل اٹھا

"مجھے بھی جولیا سے اتفاق ہے۔ آخر دو چار اڈے اڑا دینے میں حرج ہی کیا ہے"۔۔۔۔۔۔۔ صدیقی نے بھی اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

"حرج تو کوئی نہیں صرف اتنی سی بات ہوگی کہ دو چار آدمی سنڈیکیٹ کے ہاتھ میں چلے جائیں گے اور تم جانتے ہو کہ ہمارا جو آدمی سنڈیکیٹ کے ہتھے چڑھ گیا اس کا حشر کیا ہوگا"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اب ہم اتنے بھی اناڑی نہیں ہیں کہ سنڈیکیٹ کے ہتھے چڑھ جائیں تم میں صرف یہی بری عادت ہے کہ تم اپنے علاوہ کسی کی صلاحیت کا اعتراف ہی نہیں کرتے"۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے بناتے ہوئے کہا۔

"چلو ٹھیک ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو اس آزمائش میں ڈالنا چاہتے ہیں وہ تیار ہو جائیں"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے فوراً حامی بھرتے ہوئے کہا

"میں تیار ہوں"۔۔۔۔۔۔۔ تنویر نے سب سے پہلے اپنا نام لیتے ہوئے کہا۔

"میں بھی"۔۔۔۔۔۔۔ جولیا بھی فوراً تیار ہوگئی۔ اور پھر صدیقی اور نعمانی بھی تیار ہو گئے۔ جبکہ چوہان۔ صفدر اور کیپٹن شکیل عمران کے حامی تھے۔ چنانچہ عمران نے ان چاروں کا ایکشن گروپ قائم کر دیا

"آپ لوگوں کو ضروری اسلحہ مل جائیگا۔ آپ ایک گھنٹے بعد ایکشن میں آسکتے ہیں۔ اپنا پروگرام آپ خود بنائیں گے اور اس گروپ کی لیڈر جولیا ہوگی"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"۔۔۔۔۔۔۔ تنویر۔ صدیقی اور نعمانی نے سر ہلاتے ہوئے کہا

"جولیا تم اسلحہ کی فہرست مجھے دے دو۔ اپنا پروگرام بے شک علیحدہ کمرے میں بیٹھ کر طے کر لو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے کھلے دل سے کہا اور تنویر فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور پھر جولیا۔ صدیقی اور نعمانی بھی اٹھ کر دوسرے کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے

"مسٹر صفدر سنڈیکیٹ کے لوگ بے حد ہوشیار اور محتاط ہوں گے اس لئے مجھے یقین ہے۔ کہ یہ لوگ مصیبت میں ضرور پھنسیں گے اس لئے ہم لوگوں نے اب یہی کرنا ہے کہ ان کی خفیہ نگرانی کرنی ہے اگر یہ گروپ کی صورت میں کام کریں گے تو ہم بھی گروپ کی صورت میں ان کی نگرانی کریں گے اور اگر یہ علیحدہ علیحدہ کام کریں تو پھر ہم میں سے ہر آدمی ایک ایک کی علیحدہ نگرانی کریں گے۔ بی۔ ٹو ٹرانسمیٹر ہمارے پاس ہونگے۔ اور ہمارا ایک دوسرے سے رابطہ قائم رہے گا۔

"پھر ایسا ہے کہ جولیا کی نگرانی آپ کریں۔ تنویر کی میں۔ صدیقی کی نگرانی کیپٹن شکیل اور نعمانی کی نگرانی چوہان کرے گا"۔۔۔۔۔۔۔ صفدر نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل ٹھیک ہے آپ لوگ محتاط رہیں۔ میں ایڈگر سے بات کر کے کاریں ضروری سامان اور اسلحہ منگوا لیتا ہوں۔ بی۔ ٹو ٹرانسمیٹر بھی یہیں مل جائیں گے اور ہم میں سے ہر شخص میک اپ میں ہوگا"۔۔۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آپ کو ایڈگر کے بارے میں بھی محتاط رہنا چاہیے ایسا نہ ہو کہ

سنڈیکیٹ والے ایڈگر سے ہمارے رابطے کا پتہ چلا لیں۔ پھر ظاہر ہے ایڈگر اتنے بڑے سنڈیکیٹ کے سامنے نہیں ٹھہر سکے گا"۔۔۔۔ صفدر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

تم اس کی فکر نہ کرو۔ ایڈگر کو میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کی ایک ایک بوٹی بھی علیحدہ کر دی جائے تب بھی وہ ہمارے متعلق زبان نہیں کھولے گا۔ ویسے تمہاری بات درست ہے۔ میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی انتظام کر لیا ہے۔ ایڈگر کے ساتھ جو کچھ بھی ہوا ہمیں اس کی پیشگی رپورٹ مل جائے گی"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے میں ایک طرف رکھے ہوئے ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ایڈگر بار شہر کے مضافات میں ایک خاصی بڑی عمارت میں قائم تھا۔ اس کا ہال کسی بڑے ہوٹل کے ہال جتنا وسیع تھا۔ اور اس بار میں ہر قسم کے لوگوں کی آمد و رفت رہتی تھی۔ جس میں شرفا بھی ہوتے تھے اور زیر زمین دنیا سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی تھے۔ بار کا مالک ایڈگر زیر زمین دنیا میں خاصا طاقتور اور باثر سمجھا جاتا تھا۔ چونکہ اس کی تمام تر سرگرمیاں صرف بار تک ہی محدود تھیں اس لئے وہ سنڈیکیٹ میں شامل نہ ہوا تھا اور نہ ہی سنڈیکیٹ والوں نے اسے اپنے میں شامل کرنے پر زور دیا تھا۔ کیونکہ انہیں ایڈگر کو شامل کرنے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی تھی۔

ایڈگر نے اپنا ایک طاقتور گروپ بنا رکھا تھا۔ جو لڑائی بھڑائی کے فن میں بے حد ماہر تھے۔ لیکن ان کی سرگرمیاں بھی بار میں امن و امان قائم رکھنے کی حد تک محدود تھیں۔ البتہ ایڈگر نایاب اور قیمتی شرابوں کی سمگلنگ بھی کرتا رہتا تھا اور نارک میں وہ اس سلسلے کا سب سے بڑا سمگلر سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اس کے آدمی بار میں امن و امان قائم رکھنے کے ساتھ ساتھ اس سمگلنگ کے کاروبار کی دیکھ بھال بھی کرتے

رہتے تھے۔

ایڈگر بذاتِ خود بھی لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر اور خاصا پھرتیلا اور طاقتور سمجھا جاتا تھا۔ نشانے بازی میں اس کی مثال دی جاتی تھی۔ خنجر زنی کا اسے استاد تسلیم کیا جاتا تھا۔

ایڈگر۔۔۔ بار کی بالائی منزل میں اپنے شاندار دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے ایک چھوٹے سے ٹرانسیٹر میں سے کوں کوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور ایڈگر نے چونک کر اس کا بٹن دبا دیا۔

"راجرز سپیکنگ باس۔ ابھی ابھی ایک جیپ بار کے سامنے رکی ہے۔ یہ جیپ سنڈیکیٹ کی ہے۔ اور اس میں سے اترنے والوں کے ارادے اچھے نظر نہیں آتے۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک پریشان سی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ میری سنڈیکیٹ سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ وہ شاید کسی کام کے لئے آئے ہوں گے۔ انہیں میرے دفتر تک پہنچا دینا۔ اوور"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر نے مطمئن لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے وہ دوبارہ فائل کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اسی لمحے میز پر پڑا ٹیلی فون تیز آواز سے بج اٹھا اور ایڈگر نے ناگوار سے انداز میں ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ اس کے انداز سے لگتا تھا کہ اسے اس وقت ٹیلی فون کی مداخلت ناگوار گذری ہے۔

"یس ایڈگر سپیکنگ"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر نے کرخت لہجے میں بولتے ہوئے کہا

"ارے بھائی مرچیں کیوں چبا رہے ہو۔ کیا اس ملک میں مرچیں مفت

ملتی ہیں"۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

"اوہ پرنس آف ڈھمپ، آپ۔ آپ کے ہوتے ہوئے مرچیں نہیں شکر چبائی جاتی ہے"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے۔ پرنس آف ڈھمپ تمہارا ساتھی ہے"۔۔۔۔۔۔ اچانک دروازے سے انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور ایڈگر نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

"جے فنلے آپ اور یہاں۔ آئیے۔ میں تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ مسٹر ڈیوول خود آرہے ہیں ورنہ میں آپ کا۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر نے چونکتے ہوئے کہا۔ مگر جے فنلے اور اس کے دو ساتھیوں کے چہروں پر موجود بگاڑ کے آثار دیکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"یہ ڈیوول تمہاری بار میں کیسے پہنچ گیا۔ ہوشیار رہنا۔ یہ میرے متعلق پوچھیں گے۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔ اچانک عمران کی آواز رسیور سے ابھری۔ لیکن ایڈگر نے فنلے کے ساتھیوں کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر تیزی سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ لوگوں کے چہرے بگڑے ہوئے کیوں ہیں"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر کے لہجے میں تشویش کے آثار نمایاں تھے۔

"تم نہیں جانتے ایڈگر کہ پرنس آف ڈھمپ نے مجھے کتنا نقصان پہنچایا ہے اور یہ سب کچھ تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔ تم نے انہیں پناہ دے رکھی ہے اور یہ بہت بڑا جرم ہے۔ ایڈگر اب تمہاری بچت صرف اس بات میں ہے کہ تم مجھے اس پناہ گاہ کا پتہ بتا دو۔ جہاں یہ لوگ موجود ہیں ورنہ۔۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔۔ جے فنلے نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے انتہائی سخت

لہجے میں کہا۔

"مسٹر ڈلیل۔ یہ بات درست ہے کہ تم سنڈیکیٹ کے سربراہ ہو۔ لیکن میری بات کان کھول کر سن لو۔ کہ میں تمہارا ماتحت نہیں ہوں۔ دوسری بات یہ کہ تم میری چھت کے نیچے کھڑے ہو۔ اور یہاں گستاخی سے بات کرنے والے ہمیشہ کیلئے اپنی زبان سے محروم ہو جاتے ہیں"۔۔۔۔۔ اچانک ایڈگر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ تو تم سنڈیکیٹ کا مقابلہ کرو گے۔ اس چوہے پرنس کی خاطر۔ تم جانتے ہو کہ ہمارے ہاتھ کتنے لمبے ہیں۔ اس لیے میں آخری بار تمہیں وارننگ دے رہا ہوں۔ کہ اپنی جان بچالو اور مجھے اس کا پتہ بتا دو"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے بگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ورنہ تم کیا کر لو گے"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے بھی بگڑتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"ورنہ میں تمہاری ایک ایک بوٹی علیحدہ کر ڈالوں گا۔ تمہاری اس بلڈنگ کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائیگی۔ یہ کان کھول کر سن لو کر اس وقت بار کو سنڈیکیٹ کے آدمیوں نے پوری طرح گھیرا ہوا ہے اور تمہارا ایک آدمی بھی اس کمرے تک زندہ نہیں پہنچ سکتا"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ سے تمہاری لڑائی ہو گی۔ تم اپنی لڑائی خود کرو۔ میرا اس لڑائی سے کوئی تعلق نہیں۔ پرنس آف ڈھمپ کے مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں اس لئے میں اس کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بتاؤں گا۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ پرنس آف ڈھمپ تمہارے بس کا روگ نہیں۔ البتہ تم اپنے سنڈیکیٹ کے ایک ایک آدمی کی گردن تڑوا بیٹھو

گے"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے دونوں ہاتھ میز کے کناروں پر رکھ کر قدرے آگے کی طرف جھکتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم مجھے یعنی جے فنلے کو دھمکیاں دے رہے ہو۔ تمہاری یہ جرأت"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ہاں تمہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ تم کیا کر سکتے ہو"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"گولی مار دو۔ اس کی بوٹیاں اڑا دو"۔۔۔۔۔ اچانک جے فنلے نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھیوں نے ٹریگروں پر موجود انگلیوں کو حرکت دی اور پھر جیسے ہی ریوالور سے گولیاں نکل کر ایڈگر کی طرف بڑھیں۔ اچانک سرر کی تیز آواز گونجی اور دوسرے لمحے گولیاں شفاف شیشے کی ایک دیوار سے ٹکرا کر نیچے گر پڑیں۔ یہ دیوار اچانک زمین سے نکل کر چھت تک پہنچ گئی تھی اور اس دیوار کی وجہ سے ہی ایڈگر گولیوں کی زد سے بچ گیا تھا۔

"باہر نکلو جلدی"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے دیوار دیکھتے ہی چیخ کر کہا۔ مگر اسی لمحے ان کی پشت پر موجود دروازے پر فولاد کی ایک مضبوط شیٹ گرتی چلی گئی۔ اور اب وہ اس چھوٹے سے کمرے میں مقید ہو کر رہ گئے تھے۔

"اب میں دیکھوں گا کہ تم کیا کرتے ہو"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگے ہوئے کئی بٹنوں میں سے ایک کو انگلی سے دبا دیا۔ دوسرے لمحے وہ جگہ جہاں جے فنلے اور اس کے دو ساتھی موجود تھے۔ یکلخت ہٹ گئی جیسے

تحریر چلپتا ہے اور ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں جے فنیلے اور اس کے دو ساتھی کمرے سے غائب ہو چکے تھے۔ وہ فرش پلٹتے ہی کہیں نیچے جا گرے تھے۔
ایڈگر نے طویل سانس لیتے ہوئے دوسرا بٹن دبایا۔ جسے اس نے پہلے دبا کر شیشے کی دیوار قائم کی تھی اور شیشے کی دیوار بٹن کو دوبارہ دباتے ہی غائب ہو گئی۔ البتہ دروازے پر موجود فولادی شیٹ ویسے ہی موجود تھی۔
ایڈگر نے فوراً ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔ تو ٹرانسمیٹر سے زوں زوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔
"یس راجوری سپیکنگ اوور" ——— چند لمحوں بعد دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
"راجوری سنو۔ میں نے سنڈیکیٹ کے سربراہ اور اس کے دو ساتھیوں کو بلیو روم میں قید کر دیا ہے۔ اس کے دو مسلح ساتھی میرے دفتر کے دروازے پر موجود ہیں انہیں خاموشی سے ہلاک کر کے گٹر میں پھینک دو بلیو روم کی حفاظت پر آدمی لگا دو اور اپنے آدمی باہر بھیجو۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ سنڈیکیٹ کے آدمیوں نے بارش کو گھیرے میں لے رکھا ہے ان سب کو اغوا کر کے ہلاک کر دو۔ اور یہ سب انتظامات کرنے کے بعد مجھے اطلاع دو۔ سب کام انتہائی احتیاط اور مہارت سے ہونا چاہیے۔ اوور" ——— ایڈگر نے کہا۔
"بہتر باس اوور" ——— دوسری طرف سے راجوری نے کہا۔ اور ایڈگر نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔ وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔
اس نے بہت بڑا رسک لیا تھا۔ جے فنیلے کو قید کرنا اتنا بڑا اقدام تھا کہ ایڈگر اس کے نتائج کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس نے

بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈال دیا ہے۔ لیکن وہ اپنی جگہ مطمئن تھا۔ کہ بہر حال وہ اسے سنبھال لے گا۔

جے فنیلے اور اس کے دونوں ساتھیوں کے قدموں تلے سے زمین اچانک غائب ہو گئی اور وہ سر کے بل نیچے گرتے چلے گئے۔ لیکن وہ زیادہ گہرائی میں نہ گئے بلکہ چند ہی لمحوں بعد وہ تینوں ایک دبیز قالین کے اوپر جا گرے۔ اچانک گرنے سے گو انہیں خاصی چوٹیں آئیں لیکن کوئی چوٹ ایسی نہ تھی جس سے وہ بے کار ہو جاتے۔ اسی لئے گرتے ہی وہ تیزی سے اُٹھ کھڑے ہوئے یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ جس میں کسی طرف بھی دروازہ نہ تھا۔ چاروں طرف سے کنکریٹ کی ٹھوس دیواریں تھیں۔ چھت لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ کمرے میں اس قالین کے علاوہ اور کوئی سامان سرے سے موجود نہ تھا۔ چھت کے قریب ایک چھوٹا سا روشن دان تھا۔ جس کے اندر سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی۔
"اب کیا ہوگا باس۔ اس طرح تو ہم چوہے دان میں پھنس گئے ہیں" ——— میکسن نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" میں اس کی بوٹیاں نوچ ڈالوں گا۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ اس نے اپنے دفتر میں اس قسم کے میکنزم قائم کر رکھے ہیں "۔۔۔۔۔ جے فنلے نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا اور پھر اس نے تیزی سے کلائی کی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا۔ اور اُسے دو تین بار کھینچ کر دوبارہ دبا دیا۔ آخری بار جیسے ہی ونڈ بٹن دبایا۔ ڈائل پر سبز رنگ کا ایک نقطہ جل اٹھا۔

" یس ایڈلسن سپیکنگ اوور "۔۔۔۔۔ سبز رنگ کا نقطہ چمکتے ہی ایڈلیسن کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

" تم خود ایڈگر بار میں آئے ہو اوور "۔۔۔۔۔ جے فنلے نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" یس باس۔ آپ کی موجودگی کی وجہ سے میں خود آگیا ہوں۔ میرے ساتھ بیس مسلح افراد ہیں۔ اور ہم نے ایڈگر بار کو پوری طرح گھیرا ہوا ہے۔ اوور "۔۔۔۔۔ ایڈلیسن نے جواب دیا۔

" اوہ۔ تو سنو۔ ایڈگر نے دھوکا دے کر ہمیں اپنے دفتر سے نیچے ایک کمرے میں قید کر دیا ہے۔ تم فوراً اس کی بار پر حملہ کر دو۔ جو نظر آئے۔ گولیوں سے اڑا دو۔ اور ہمیں یہاں سے آزاد کراؤ۔ فوراً "۔۔۔۔۔ جے فنلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

" بہتر باس۔ میں ایڈگر بار کی اینٹ سے اینٹ بجا دیتا ہوں۔ اوور "۔۔۔۔۔ ایڈلیسن نے تیز لہجے میں جواب دیا۔

" بس خیال رکھنا۔ میں۔ میکسن اور راجر۔ ایڈگر کے دفتر کے عین نچلے کمرے میں ہیں۔ ہمارے دو ساتھی اس کے کمرے کے دروازے پر تھے۔ اوور "۔۔۔۔۔ جے فنلے نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

" میں خیال رکھوں گا باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ اوور "۔۔۔۔۔ ایڈلیسن نے جواب دیا۔

" اوور اینڈ آل "۔۔۔۔۔ جے فنلے نے کہا اور ونڈ بٹن کو کھینچ کر دبا دیا۔ ڈائل پر چمکنے والا نقطہ غائب ہو گیا۔

اب جے فنلے کے ساتھ ساتھ میکسن کے چہرے پر بھی اطمینان کے آثار ابھر آئے۔ انہیں اطمینان تھا کہ ایڈلیسن خود ہی سب کچھ سنبھال لے گا۔ کمرہ چونکہ چاروں طرف سے بند تھا۔ اس لئے انہیں قطعاً کوئی آواز نہ آئی کہ باہر کیا صورت حال ہے۔ اور وقت گزرتا چلا گیا۔ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔ جے فنلے اور میکسن کے چہروں پر بے چینی کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو گئے تھے۔ انہیں خیال آ رہا تھا کہ کہیں ایڈلیسن اور اس کے آدمی ایڈگر کے آدمیوں کے مقابلے میں ناکام نہ ہو گئے ہوں۔ ایسی صورت میں تو ایڈگر ان کی بوٹیاں نوچ ڈالے گا۔

ادھر جے فنلے کو اب احساس ہو رہا تھا کہ اس سے واقعی خود ان کی حماقت ہوئی ہے۔ اُسے چاہیے تھا کہ ایڈگر کو اغوا کر کے اپنے ہیڈ کوارٹر میں منگوا لیتا اور پھر اس سے آسانی سے سب کچھ معلوم کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اب بہرحال پچھتانے سے کچھ نہ ہو سکتا تھا۔ اور پھر پندرہ منٹ کے بعد اچانک چھت کا ایک حصہ تیزی سے ایک طرف کھسکتا چلا گیا۔ جے فنلے اور اس کے ساتھیوں نے فوراً اپنے ریوالور کا رخ چھت کی طرف کر دیا۔ مگر دوسرے لمحے ایڈلیسن کی آواز سنائی دی۔

" باس۔ کیا آپ خیریت سے ہیں "۔۔۔۔۔ ایڈلیسن کے لہجے میں موجود اطمینان بتا رہا تھا کہ اس نے حالات پر قابو پا لیا ہے۔

"ہاں۔کیا ہوا۔ کیا ایڈگر قابو میں آگیا"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے چیخ کر پوچھا۔
"نہیں باس۔ وہ فرار ہو گیا ہے۔ البتہ اس کے باقی آدمی مارے جا چکے ہیں مجھے اس کمرے کا دروازہ نہیں مل سکا۔ اس لئے میں رسی نیچے پھینک رہا ہوں۔ آپ اس کی مدد سے اوپر آ جائیں"۔۔۔۔۔ ایڈلیسن نے جواب دیا۔ اور چند لمحوں بعد ایک مضبوط سی رسی نیچے گری۔ اور جے فنلے سب سے پہلے اس رسی کی مدد سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اس کے بعد میکسن اور آخر میں ان کا تیسرا مسلح ساتھی بھی اوپر آ گیا۔

کمرے کی حالت بے حد ابتر تھی۔ بیرونی دروازہ بم سے اڑا دیا گیا تھا کیونکہ اس پر موجود فولادی شیٹ اب بھی مڑی تڑی حالت میں موجود تھی۔

"ہمارے دو ساتھی جو دروازے سے باہر موجود تھے وہ مارے جا چکے ہیں۔ ایڈگر کے دس آدمی ہلاک ہوئے ہیں جب کہ ان کے علاوہ ہمارے پانچ آدمی ہلاک اور چودہ شدید زخمی ہوئے ہیں۔ ایڈگر کے آدمیوں نے جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ لیکن جب میں نے بم برسائے تب جا کر قابو پایا جا سکا"۔۔۔۔۔ ایڈلیسن نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے تفصیلی رپورٹ دینی شروع کر دی۔

"ایڈگر کہاں گیا"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے کمرے سے باہر نکل کر نیچے جانے کے لئے سیڑھیاں اترتے ہوئے کہا۔

"وہ اسی کمرے میں تھا۔ لیکن جب ہم نے کمرے کو بم سے اڑایا تو وہ غائب تھا۔ شاید کسی خفیہ دروازے سے نکل گیا ہوگا"۔۔۔۔۔ ایڈلیسن نے کہا۔

اسی اثنا میں وہ ہال میں پہنچ گئے۔ جہاں ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلی ہوئی تھی۔ ہال میں بیس پچیس کے قریب ان افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں جن میں دس کے قریب عورتوں کی لاشیں تھیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو حملے کے وقت ہال میں موجود تھے۔ اور اندھا دھند حملے کی زد میں آ گئے تھے۔ ایڈگر کے ساتھیوں کی لاشیں بھی ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔

"ہمارے زخمی کہاں ہیں"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
"انہیں میں نے ہیڈ کوارٹر کے ہسپتال بھجوا دیا ہے باس"۔۔۔۔۔ ایڈلیسن نے جواب دیا۔

"او۔کے۔ اب ہم واپس ہیڈ کوارٹر چلتے ہیں۔ تم بھی اپنے آدمیوں کو واپس لے جاؤ۔ ہو سکتا ہے پولیس پہنچنے والی ہو۔ ایسی صورت میں ہمارے کسی آدمی کو سامنے نہیں آنا چاہیے۔ اور سنو! پورے ملک میں اپنے ساتھیوں کو پیغام دے دو کہ ایڈگر کو فوری طور پر تلاش کیا جائے اور جہاں بھی ہے اسے زندہ اغوا کر کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے ہال کے مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے ایڈلیسن کو ہدایات دیں۔ اور ایڈلیسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ہال سے باہر وہ جیپ بھی موجود تھی۔ جس میں وہ آئے تھے چنانچہ ایڈلیسن کو وہیں چھوڑ کر جے فنلے اور میکسن جیپ میں سوار ہو گئے۔ ان کا تیسرا مسلح ساتھی بھی پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔ میکسن نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔ اور پھر جیپ تیزی سے ہیڈ کوارٹر کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

"اب یہ بات ترطے ہوگئی ہے کہ پرنس آف ڈھمپ کو ایڈگر نے پناہ دی ہے۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ ہم عین اس موقع پر پہنچ گئے جب ایڈگر پرنس سے ٹیلیفون پر باتیں کر رہا تھا ورنہ شاید وہ زندگی بھر اس بات کا اقرار نہ کرتا" ——— میکسن نے جیب چلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب پرنس میرے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکتا۔ اوّل تو وہ جیسے ہی کسی اڈے کا رخ کرے گا۔ اُسے مار گرایا جائے گا۔ اور اگر وہ اڈے پر نہ آیا تو پھر ایڈگر کے ہاتھ لگتے ہی اس کا پتہ معلوم ہو جائیگا"

——— جے فنلے نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک اور تجویز آئی ہے باس" ——— میکسن نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کہا۔

"وہ کیا" ——— جے فنلے نے چونک کر پوچھا۔

"پرنس اور اس کے ساتھی مجھے عام آدمی نہیں لگتے۔ عام آدمی کبھی اس طرح غنڈوں سے ٹکرانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اور پھر ایڈگر نے بھی کہا تھا کہ پرنس کے اس پر بے پناہ احسانات ہیں اور وہ پرنس کی خاطر سنڈیکیٹ کے چیف پر ہاتھ ڈالنے سے نہیں چوکا" ——— میکسن نے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا" ——— جے فنلے نے منہ ٹیڑھا کرتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے باس۔ یہ پرنس اور اس کے ساتھی کسی خاص تنظیم کے اشارے پر ہم سے ٹکرائے ہیں۔ اور یہ سب پانی والے واقعے کو باقاعدہ منصوبے کے تحت بنیاد بنایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے ایسا بلیک جارج کی طرف سے کیا گیا ہو۔ اس نے اس پرنس کی خدمات حاصل کی ہوں"

——— میکسن نے کہا۔

"بلیک جارج۔ اوہ مگر وہ اس طرح کسی کو درمیان میں ڈال کر کیا فائدہ حاصل کر سکتا ہے" ——— جے فنلے نے چونکتے ہوئے کہا۔

"آپ کو اچھی طرح معلوم ہے باس۔ بلیک جارج فاراک کے تمام زیر زمین اڈوں پر اپنا قبضہ جمانا چاہتا ہے۔ لیکن سنڈیکیٹ نے آج سے ایسا نہ کرنے دیا۔ اور بلیک جارج کو روپوش ہونا پڑا۔ اس کے متعلق اطلاع ملی تھی کہ وہ مستقل طور پر ایشیا کی طرف کوچ کر گیا ہے جب کہ یہ پرنس اور اس کے ساتھی بھی ایشیائی ہی ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ گروہ ایشیا کے کسی ہمارے جیسے سنڈیکیٹ کے ممبر ہوں۔ اور بلیک جارج نے انہیں اس لئے یہاں بھیجا ہو کہ ان کی مدد سے فاراک سے سنڈیکیٹ کا خاتمہ کیا جا سکے۔ یا اُسے شدید ترین نقصان پہنچایا جائے اور پھر بلیک جارج آکر تمام اڈوں پر قابو پا لے" ——— میکسن نے پوری تفصیل سے اپنے خیالات کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن بلیک جارج اس سے کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ بلیک جارج کو ہمارے مقابلے میں فاراک سے کوئی مؤثر مدد نہیں مل سکتی" ——— جے فنلے نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"باس آپ غنڈوں اور بدمعاشوں کی ذہنیت کو اچھی طرح جانتے ہیں یہ لوگ ہمیشہ طاقت کے پجاری رہتے ہیں۔ آج سے قبل یہ لوگ سنڈیکیٹ کا ممبر ہونا فخر سمجھتے تھے۔ لیکن ہمارے چند اڈوں کی تباہی کے بعد ان میں کھسر پھسر شروع ہو گئی ہے اور اگر اسی طرح دو چار اڈوں پر مزید حملے ہو گئے تو سنڈیکیٹ کی سپر پاور

ہونے کا طلسم ٹوٹ جائے گا اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ایک مؤثر گروپ ہمارے خلاف ہو جائیگا"۔۔۔۔۔۔ میکسن نے کہا۔

"او ہ تمہاری بات واقعی درست ہے لیکن تمہاری تجویز کیا تھی۔ وہ تو تم نے بتائی ہی نہیں"۔۔۔۔۔۔ جے تنلے نے کہا۔

"باس میری تجویز یہ تھی کہ بجائے پرنس اور اس کے ساتھیوں کو فوری طور پر ہلاک کرنے کے کیوں نہ انہیں زندہ پکڑ لیا جائے اس طرح ہم ان کے دوسرے ساتھیوں کا بھی پتہ چلا سکتے ہیں اور اس بات کا بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے کہ وہ کس کے اشارے پر ایسا کر رہے ہیں۔ اور پھر ان سے پوچھ گچھ کے نتیجے میں آئندہ کے لئے مؤثر اقدامات کئے جا سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ میکسن نے اپنی تجویز بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ واقعی تمہاری تجویز درست ہے۔ ضروری نہیں کہ بیک وقت پرنس کے سارے ساتھی مارے جائیں۔ ایک دو مارے بھی گئے تو باقی محتاط ہو جائیں گے۔ اس لئے اگر ایک بھی آدمی ہمارے ہتھے چڑھ گیا تو اس کے ذریعے نہ صرف ان کے سارے آدمی قابو میں کئے جا سکتے ہیں بلکہ ان سے پوچھ گچھ بھی کی جا سکتی ہے۔ اور سب سے اہم بات یہ کہ میں اس پرنس سے اپنی مرضی سے انتقام بھی لے سکتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ جے تنلے نے فوراً میکسن کی تجویز پر رضامند ہوتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں باس اس طرح تمام لیس منظر ہمارے سامنے آ جائے گا"۔۔۔۔۔۔ میکسن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اسے خوشی اس

بات کی تھی کہ اس کی تجویز جے تنلے نے منظور کر لی تھی۔ اور یہ اس کے خیال کے مطابق اس کی بہت بڑی کامیابی تھی۔

"میں ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی نئی ہدایات جاری کر دیتا ہوں"۔۔۔۔۔۔ جے تنلے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

اور تھوڑی دیر بعد جیپ ایک بڑی سی عمارت کے کمپاؤنڈ میں گھستی چلی گئی۔ یہ عمارت سنڈیکیٹ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ بظاہر یہ ایک بہت بڑا کمرشل سنٹر تھا۔ لیکن یہ سب کچھ عمارت کے سامنے کی طرف تھا۔ اس کے عقب میں موجود کمرے ہیڈ کوارٹر کے طور پر کام آتے تھے۔ اور اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں صرف مخصوص لوگوں کو ہی علم تھا۔ عام غنڈے اس عمارت کے اصل مصرف سے واقف ہی نہ تھے۔ میکسن جیپ کو گھما کر پچھلی طرف لے گیا اور وہاں پہنچتے ہی بڑی سی دیوار میں ایک خفیہ دروازہ خود بخود کھلتا گیا۔ اور میکسن جیپ اندر لیتا چلا گیا۔ ان کے اندر جاتے ہی دیوار خود بخود برابر ہو گئی اب کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یہاں بھی دروازہ ہو سکتا ہے۔

عمران نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھا اور پھر اس صفدر اور کیپٹن شکیل کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور بھاگتا ہوا کوٹھی کے پورچ میں کھڑی ہوئی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی دوسرے لمحے کار کے پاس پہنچ گئے۔ ویسے ان کے چہروں پر حیرت تھی کیونکہ انہوں نے عمران کو کبھی اس طرح تیزی سے حرکت میں آتے نہ دیکھا تھا۔

"بیٹھو جلدی کرو" ——— عمران نے سٹیرنگ سنبھالتے ہوئے کہا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل کے پیچھے بیٹھتے ہی عمران نے کار کو انتہائی تیزی سے گیٹ کی طرف دوڑا دیا۔ اور چند لمحوں بعد کار سڑک پر اڑی چلی جا رہی تھی

"ہوا کیا عمران صاحب" ——— صفدر نے سب سے پہلے سکوت توڑتے ہوئے کہا۔

"سنڈیکیٹ کا چیف اس وقت ایڈگر بار میں موجود ہے میں چاہتا ہوں کہ اسے وہیں پکڑ لوں" ——— عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے میرا اندیشہ درست تھا۔ وہ ایڈگر تک پہنچ گیا ہے" ——— صفدر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں وہ پہنچ گیا ہے اور اب یہ موقع ہے کہ ہم اسے ٹریپ کریں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر ہمارے پاس اسلحہ تو نہیں ہے۔ بس ریوالور ہیں" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"فکر نہ کرو۔ یہ کار بارود گھر ہے۔ اس میں ضرورت کی ہر چیز موجود ہے" ——— عمران نے کہا اور کار کی رفتار مزید بڑھا دی۔

"ایڈگر کلب چونکہ فارک شہر کے مضافات میں واقع تھا۔ اس لیے ظاہر ہے انہیں پورا شہر کراس کرنے کے بعد ہی ایڈگر کلب پہنچنا تھا۔ اور اس وسیع و عریض شہر کو کراس کرنے میں کم از کم آدھا گھنٹہ تو ضرور ہی لگ جانا تھا۔ عمران حتی الوسع کوشش کر رہا تھا۔ کہ جلد از جلد ایڈگر کلب پہنچ جائے۔ اس لئے رفتار قانونی طور پر مقررہ رفتار سے زیادہ کر دی۔ اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی اچانک سائیڈ سے ایک موٹر سائیکل تیزی سے ان کا تعاقب کرنے لگا۔ اس کا سائرن تیزی سے بج رہا تھا۔ یہ ٹریفک پولیس کا سپاہی تھا جو زیادہ رفتار کی وجہ سے انہیں چیک کر رہا تھا۔

"اوہ یہ مصیبت کہاں سے نازل ہو گئی" ——— عمران نے کار ایک طرف کر کے آہستہ کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ فارک میں ٹریفک پولیس کے اشارے پر کار نہ روکنا اتنا سنگین جرم تھا کہ اس کی سزا قتل سے بھی زیادہ تھی۔

ٹریفک پولیس کے سپاہی نے قریب آ کر اپنا موٹر سائیکل سٹینڈ کیا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس نے

بڑی پھرتی سے جیب سے ایک کاپی نکالی اور اس پر کار کا نمبر نوٹ کرنے لگا۔ پھر اس نے اس پر دستخط کئے اور کاغذ عمران کی طرف بڑھا کر کہنے لگا " دس ڈالر جرمانہ تیز رفتاری"۔۔۔۔۔ سپاہی کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

عمران نے بڑے اطمینان سے کاغذ لیا۔ اسکی پشت پر سپاہی کے موٹر سائیکل کا نمبر لکھا اور پھر نیچے دستخط کر کے سپاہی کو لوٹاتے ہوئے کہا " دس ڈالر جرمانہ تیز رفتاری اور حساب برابر"۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بڑا سنجیدہ تھا۔

"کیا مطلب"۔۔۔۔۔ سپاہی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب بتانے کے دس ڈالر مزید ہونگے مسٹر کانسٹیبل، میرا وقت بے حد قیمتی ہے۔ میں نے اگر کار مقررہ رفتار سے زیادہ پر چلائی ہے تو تم نے بھی تو موٹر سائیکل مقررہ رفتار سے زیادہ پر بھگائی ہے۔ اس لئے دس ڈالر تم بھی بھرو اور مطلب کے دس ڈالر مزید۔ پچھلا حساب صاف۔ دس ڈالر قرض رہے باقی باقی"۔۔۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ یہ کیا مذاق ہے"۔۔۔۔۔ سپاہی نے کرخت اور تیز لہجے میں کہا۔

"اچھا بھائی مزید دس ڈالر معاف کئے اب پیچھا بھی چھوڑو"۔۔۔۔۔ عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم میرے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلو۔ تم نے سرکاری آدمی سے مذاق کیا ہے"۔۔۔۔۔ سپاہی نے فوراً ہولسٹر سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"تمہیں کار پر سنڈیکیٹ کا نشان نظر نہیں آیا اب تک۔ اب اگر مجھے روکا تو کار کے نیچے کچل دوں گا سمجھے"۔۔۔۔۔ عمران نے اچانک غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور سپاہی سنڈیکیٹ کا نام سنتے ہی یوں جھٹکے سے پیچھے ہٹا جیسے اسے ہزاروں وولٹیج کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

"سنڈیکیٹ۔ اوہ سوری۔ میں دس ڈالر خود ادا کر دوں گا"۔۔۔۔۔ سپاہی کے چہرے پر پریشانی کے آثار ابھر آئے تھے

"تمہارے اس خوف نے ان مجرموں کو سر پر بٹھا رکھا ہے۔ یہ لو دس ڈالر"۔۔۔۔۔ عمران نے جیب سے دس ڈالر نکال کر باہر پھینکتے ہوئے بڑے طنزیہ لہجے میں کہا اور کار تیزی سے آگے بڑھا دی۔

"بڑا خوف ہے سنڈیکیٹ کا"۔۔۔۔۔ صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں یہاں سنڈیکیٹ ہَوّا بنا ہوا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اب وہ کار مقررہ رفتار کے اندر ہی چلا رہا تھا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ وقت ضائع ہو۔

پھر اسے ایڈگر کلب پہنچتے پہنچتے چالیس منٹ لگ ہی گئے۔ مگر عمران نے دور سے کلب کی صورت حال دیکھ کر ایک طویل سانس لیا۔ کلب کے گرد پولیس کی کاریں موجود تھیں اور ایمبولینس کاریں بھی کھڑی تھیں

"اس کا مطلب ہے چڑیا اڑ چکی ہے۔ ہمیں دیر ہو گئی ہے"۔۔۔۔۔

——— عمران نے کہا اور اس نے گاڑی کمپاؤنڈ میں روک دی اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔ مگر دوسرے لمحے پولیس کے ایک سپاہی نے انہیں روک لیا
"آپ اندر نہیں جا سکتے۔ کلب بند ہے" ——— سپاہی نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا
"مگر کیوں بھائی۔ کیا آج پولیس والوں کے لئے پینے پلانے کا دن ہے" ——— عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔
ایسی بات نہیں ہے جناب۔ کلب پر سنڈیکیٹ والوں نے حملہ کر دیا ہے۔ چالیس پچاس آدمی قتل ہو گئے ہیں اور کلب بھی تباہ ہو گیا ہے۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے" ——— سپاہی نے اسے مختصراً سارا واقعہ بتاتے ہوئے کہا
مگر ہمیں تو کلب کے مالک ایڈگر سے ملنا تھا۔ انتہائی ضروری کام تھا" ——— عمران نے کہا۔
"کلب کے مالک ایڈگر غائب ہیں۔ ان کا کہیں پتہ نہیں چل رہا۔ وہ شاید حملے کے وقت موجود ہی نہ تھے" ——— سپاہی نے جواب دیا۔
"اور کے۔ تھینک یو" ——— عمران نے کہا اور واپس کار کی طرف پلٹ پڑا۔
"چلو ایڈگر تو بچ نکلا" ——— صفدر نے کار میں بیٹھتے ہوئے کہا۔
"میرا خیال ہے اس نے ڈیول پر قابو پالیا ہوگا اس لئے سنڈیکیٹ کو کلب پر حملہ کرنا پڑا۔ بہر حال ایک فائدہ ہوا کہ ڈیول کا اصل نام معلوم ہو گیا اور حتیٰ کہ میں اُسے پہچان بھی گیا ہوں" ——— عمران نے کار واپس شہر کی طرف موڑتے ہوئے کہا۔
"کیا نام ہے اس کا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔
"جے فنلے اور جہاں تک میں اس کی آواز پہچانتا ہوں۔ یہ وہی آدمی ہے جو

سمہ ہینگ کی حویلی میں انچارج بنا ہوا تھا" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر کار میں خاموشی طاری ہو گئی۔
عمران کار بھگاتا ہوا ایک گھنٹے بعد واپس اپنی کوٹھی میں پہنچ گیا۔ لیکن یہاں پہنچ کر انہیں حیرت کا مزید جھٹکا لگا۔ کیونکہ جولیا اور اس کے ساتھی کوٹھی سے غائب تھے۔ البتہ انہوں نے ایک رقعہ چھوڑا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہ چار بجے پہلے ہی سنڈیکیٹ کے چند اڈے تباہ کرنے جا رہے ہیں۔ انہیں چند بم سٹور سے مل گئے ہیں۔
"اوہ یہ کام بالکل غلط ہو گیا۔ اب معلوم نہیں یہ لوگ کہاں گئے ہوں گے۔ تنویر نے جلد بازی سے کام لیا ہوگا" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔
"اگر آپ کہیں تو ہم کار میں ان کے اڈے چیک کریں شاید کچھ پتہ چل جائے" ——— صفدر نے کہا۔
"ہاں تم لوگ جاؤ اور انہیں چیک کرو۔ ریسٹ واچ ٹرانسمیٹر پر مجھے اطلاع دیتے رہنا۔ میں ذرا جے فنلے کو تلاش کر لوں" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر ان دونوں کے باہر جانے کے بعد وہ ٹیلیفون کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ چوہان بھی کوٹھی میں موجود نہیں تھا۔ چنانچہ عمران نے یہی سمجھا کہ وہ بھی جولیا کے ساتھ ہی چلا گیا ہوگا۔
عمران نے ٹیلیفون کے ساتھ پڑی ہوئی ڈائریکٹری اٹھائی اور اس میں سے جے فنلے کے نام کے ٹیلیفون نمبر ڈھونڈھنے شروع کر دیئے اسے یقین تھا کہ جے فنلے نے پرائیویٹ حیثیت سے ضرور فون لگوایا ہوا ہوگا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ڈائریکٹری میں

سے جج فنلے نام کے کم از کم ایک سو پچاس آدمی موجود تھے۔ اب ظاہر ہے ان سب کو چیک کرنا ناممکن تھا۔ اور اگر وہ چیک بھی کرتا تو یہ کیسے معلوم ہوتا کہ ان میں سے کون اس کا مطلوبہ جج فنلے ہے کیونکہ یہ ضروری نہ تھا کہ وہ خود ہی براہ راست جواب دے اور اس طرح وہ اسے آواز سے پہچان لے۔ لیکن پھر اس نے اس میں کانٹ چھانٹ شروع کر دی۔ جج فنلے جو ڈاکٹر تھے وہ اس نے کاٹ دیئے۔ پھر اسی طرح جج فنلے نام کے وکیل بھی اس نے چھوڑ دیئے۔ جج فنلے نام کی فرمیں بھی اس نے نظر انداز کر دیں۔ اس ساری کانٹ چھانٹ کے بعد دس جج فنلے نام کے ایسے آدمی بچ گئے جو بس عام سے آدمی تھے۔ عمران نے سوچا کہ ان دسوں کو باری باری چیک کیا جائے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹیلی فون کا رسیور اٹھاتا۔ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اور عمران نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔۔۔ عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ سے بات کرائیں۔ میں ایڈگر بول رہا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایڈگر کی آواز سنائی دی۔

"اوہ ایڈگر میں پرنس بول رہا ہوں۔ میں ابھی تمہارے کلب گیا تھا مگر وہاں پولیس والوں نے ڈیرے جما رکھے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ دراصل واقعہ یہ ہوا کہ میں نے سنڈیکیٹ کے ڈیول کو اس کے ساتھیوں سمیت قید کر لیا تھا۔ مگر ڈیول پہلے سے بندوبست کر کے آیا تھا۔ اس کے بے شمار ساتھیوں نے پہلے سے ہی کلب کو گھیر رکھا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حملہ کر دیا اور مجھے جان بچا کر وہاں سے نکلنا پڑا"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے جواب دیا۔

"وہ ڈیول چاہتا کیا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا

"وہ تمہارا پتہ پوچھ رہا تھا۔ لیکن تم جانتے ہو۔ ایڈگر ایسا نہیں کر سکتا۔ اس لئے مجھے اس پر ہاتھ ڈالنا پڑا"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے جواب دیا۔

"اوہ تمہارا میری وجہ سے بے حد نقصان ہوا۔ مجھے اس پر افسوس ہے۔ ایڈگر اگر تم کہو تو میں اپنے طور پر کہیں شفٹ ہونے کا بندوبست کر لوں تاکہ تم پر زور نہ پڑے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پرنس ایسی کوئی بات نہیں۔ ایڈگر دوستی کے لئے جان تک دے سکتا ہے۔ اور اب تو سنڈیکیٹ والوں کے ساتھ کھل کر مقابلہ شروع ہو گیا ہے۔ اس لئے اب مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میرے آدمی جلد ہی ڈیول کو گولی مار دیں گے"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے کہا۔

"سنو ایڈگر۔ اگر تم چاہو تو اس سلسلے میں میرا گروپ تمہاری بھرپور امداد کر سکتا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہو گیا ہو گا کہ ہم نے ان کے کئی اڈے تباہ کر دیئے ہیں اور میرے ساتھی اس کے مزید اڈوں کی تباہی کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ لیکن میں ایسی کارروائیوں سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوں۔ کیونکہ اس طرح ہم کوئی دیرپا اور قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کر سکتے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ملک سے ہمیشہ کے لئے سنڈیکیٹ کا کانٹا نکال دوں"۔۔۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ایسا ناممکن ہے پرنس۔ اس ملک کے اعلیٰ ترین حکام بھی سنڈیکیٹ سے خوفزدہ ہیں۔ سنڈیکیٹ نے ان سب کی ایسی ایسی فلمیں تیار کر رکھی ہیں اور ان کی کمزوریوں کے ایسے حتمی ثبوت جمع کر رکھے ہیں کہ وہ لوگ اس کی مخالفت کا تصور بھی نہیں کر سکتے"۔۔۔۔۔ ایڈگر نے جواب دیا

"یہ سب بلیک میلنگ اسٹف اس نے ہیڈ کوارٹر میں محفوظ رکھا ہوگا۔ اگر ہم وہ اسٹف ہی ضائع کر دیں تب تو اعلیٰ حکام حرکت میں آ سکتے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ہاں۔ ایسا ہو تو سکتا ہے مگر عملی طور پر ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ سنڈیکیٹ کا ہیڈ کوارٹر ایک راز ہے۔ ڈیول کو بھی چند ہی لوگ اس کی حیثیت سے جانتے ہیں جن میں سے ایک میں بھی ہوں۔ ورنہ تو لوگ اس کی شکل تک سے واقف نہیں ہیں"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں اس کے ہیڈ کوارٹر کو تلاش کر لوں گا۔ یہ میری ذمہ داری اور میں وہ اسٹف بھی حاصل کر لوں گا۔ لیکن حکام کو کس طرح یقین دلایا جائے کہ ان کے خلاف تمام ثبوت ختم ہو گئے ہیں تاکہ وہ قانونی طور پر حرکت میں آ سکیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اگر آپ ایسا کر لیں تو باقی کام کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔ اعلیٰ حکام در پردہ سنڈیکیٹ سے بے حد تنگ ہیں۔ وہ صرف موقع کے انتظار میں ہیں"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر نے عمران کو یقین دلاتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ ایسا کرو۔ تم اپنا فون نمبر مجھے دے دو۔ جیسے ہی ہیڈ کوارٹر کا مجھے پتہ چلا۔ میں تمہیں مطلع کر دوں گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں خود آپ سے رابطہ قائم کرتا رہوں گا۔ کیونکہ جس جگہ میں چھپا ہوا ہوں۔ وہاں ٹیلیفون نہیں ہے۔ اب بھی میں ایک پبلک فون بوتھ سے آپ کو فون کر رہا ہوں۔ ویسے پرنس یہ سنڈیکیٹ بے حد منظم تنظیم ہے۔ اس کے وسائل بے پناہ ہیں اور ان کے پاس آدمیوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ اس لئے آپ ہر ممکن احتیاط کریں"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر

نے عمران کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ پرنس نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔ ہمیشہ پکا کر کھیلتا ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ سوری پرنس واقعی مجھے آپ کو یہ الفاظ نہیں کہنے چاہئے تھے۔ سنڈیکیٹ آپ کو نہیں جانتا لیکن میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے فون کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ آپ کو جس چیز کی بھی ضرورت ہو۔ آپ اپنے لیٹر بکس میں اس کی فہرست ڈال دیا کیجئے۔ آپ تک مطلوبہ چیزیں خود بخود پہنچ جایا کریں گی"۔۔۔۔۔۔ ایڈگر نے معذرت بھرے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"شکریہ"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ دوسری طرف سے ایڈگر نے گڈ بائی کہہ کر فون رکھ دیا۔ اور عمران نے مسکراتے ہوئے کریڈل دبایا۔ اور پھر سامنے رکھی ہوئی ڈائریکٹری میں سے نمبر دیکھ کر گھمانے لگا۔ ابھی اس نے دو نمبر سے ہی گھمائے ہونگے کہ اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور چوہان بڑی پریشانی کے عالم میں اندر داخل ہوا۔

"عمران صاحب غضب ہو گیا۔ تنویر۔ صدیقی۔ اور نعمانی ہلاک ہو چکے جبکہ جولیا کو سنڈیکیٹ والے اغوا کر کے لے گئے ہیں۔ وہ بھی شدید زخمی تھی۔ سنڈیکیٹ والے تنویر۔ صدیقی اور نعمانی کی لاشیں بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہیں"۔۔۔۔۔۔ چوہان کے لہجے میں شدید گھبراہٹ تھی

"کیا کہہ رہے ہو۔ ہلاک ہو چکے ہیں"۔۔۔۔۔۔ عمران نے رسیور کریڈل پر تیزی سے پھینک کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ سب لوگ فوری طور پر پارک ہوٹل پر حملہ کرنے چل پڑے تھے

جب ہ کہ میں نے انہیں روکا بھی لیکن تنویر نہ مانا۔ انہیں سٹور میں سے چند بم مل گئے تھے۔ وہ انہیں فوری استعمال کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو میں نے اپنے طور ان کی نگرانی کی۔ اور ٹیکسی پر ان کے پیچھے گیا۔ یہ لوگ سیدھے یہاں سے پارک ہوٹل گئے۔ میں باہر رک گیا۔ انہوں نے اندر جاتے ہی اودھم مچا دیا۔ بے تحاشا فائرنگ کی۔ اور پھر بم پھینک دیئے۔ لیکن بم ناکارہ نکلے۔ وہ شاید زائد المیعاد ہو چکے تھے۔ وہاں۔۔۔ سنڈیکیٹ والے پہلے سے ہوشیار تھے۔ چنانچہ انہوں نے چاروں طرف سے انہیں گھیر لیا۔ اور پھر یہ سب شدید زخمی ہو کر گر گئے۔ جیسے ہی فائرنگ شروع ہوئی۔ میں بھی ان کی مدد کے لئے اندر گیا۔ لیکن اس وقت حالات بدل چکے تھے۔ تنویر نعمانی اور صدیقی بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے جبکہ جولیا شدید زخمی حالت میں تڑپ رہی تھی۔ پھر وہاں غنڈوں نے بے تحاشا فائرنگ کر کے سب کو باہر نکال دیا۔ مجھے بھی مجبوراً باہر نکلنا پڑا۔ اس کے بعد ایک بند گاڑی ہوٹل کے اندر گئی اور جب وہ باہر نکلی تو میں نے اس کا تعاقب کرنا چاہا مگر بروقت مجھے کوئی سواری نہ مل سکی۔ اس کے بعد ہوٹل کھل چکا تھا۔ جب میں اندر تصدیق کے لئے گیا تو معلوم ہوا کہ مطلع صاف تھا۔ تنویر صدیقی۔ نعمانی کی لاشیں اور جولیا بھی غائب تھی۔ یقیناً انہیں اُسی بند گاڑی میں لے جایا گیا ہوگا۔ اس گاڑی کا پہ کوئی نمبر پلیٹ نہ تھی۔ میں وہاں سے بھاگا۔ بڑی مشکل سے ایک ٹیکسی ملی ہے اور میں یہاں پہنچا ہوں"

——— چوہان نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"عمران نے تیزی سے ہاتھ پر بندھی ہوئی کلائی کی گھڑی کا ونڈ بٹن کھینچا اور پھر اسے مخصوص انداز میں دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ عمران کالنگ اوور"——— عمران نے تیز لہجے میں بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

"یس صفدر سپیکنگ اوور"——— چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔

"تم کہاں موجود ہو اوور"——— عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"ہم رائل پیلس کے قریب ہیں کیوں اوور"——— صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پارک ہوٹل میں سنڈیکیٹ والوں نے تنویر۔ صدیقی اور نعمانی کو ہلاک کر دیا ہے۔ اور جولیا کو شدید زخمی کر دیا ہے اور وہ ان سب کو ایک بغیر نمبر کی بند گاڑی میں ڈال کر کہیں لے گئے ہیں۔ ہم نے انہیں فوری تلاش کرنا ہے۔ اوور"——— عمران نے کہا

"اوہ ویری سیڈ۔ گاڑی کی ساخت کیا ہے۔ کیا وہ ٹیوٹا مرکری جیپ ہے۔ سرخ رنگ کی۔ اوور"——— صفدر نے پوچھا۔

"ہاں۔ بالکل یہی ہے"——— چوہان نے فوراً جواب دیا۔ وہ عمران کے قریب ہی کھڑا تھا۔

"ہاں کیوں تم نے اسے چیک کیا ہے اوور"——— عمران نے تیز لہجے میں پوچھا

"جی ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے میں چوک ریسٹن کی زیبرا کراسنگ پر ٹریفک کی سرخ بتی کی وجہ سے رکا ہوا تھا کہ مجھے دائیں طرف ایک بڑی سی عمارت کے کمپاؤنڈ میں یہ گاڑی کھڑی نظر آئی تھی۔ مجھے یہ یاد اس لیے رہ گیا کہ اس پر نمبر پلیٹ نہ تھی۔ اور میں سوچنے لگا کہ ایسے ملک میں جہاں ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی سنگین ترین جرم ہے۔ یہ جانے کس طرح لوگ بغیر نمبر کی گاڑیاں لئے پھرتے ہیں اوور"———

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"عمارت کی نشانی بتاؤ۔ جلدی اوور" ـــــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
"سرخ رنگ کی اینٹوں سے بنی ہوئی بہت بڑی عمارت ہے۔ چار منزلہ زیبرا کراسنگ کے بالکل دائیں ہاتھ پر اوور" ـــــــ صفدر نے جواب دیا
"تم فوراً اس عمارت کے قریب رکو۔ اگر یہ گاڑی کہیں جائے تو اس کا تعاقب کرنا۔ میں اور چوہان وہاں پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل" ـــــــ عمران نے کہا اور ونڈ بٹن دبا کر وہ تیزی سے باہر کی طرف بھاگا۔ چوہان بھی اس کے پیچھے تھا۔ عمران کے چہرے پر چٹانوں کی سی سختی تھی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔ چوہان سمجھ گیا کہ عمران پر دحشت سوار ہو چکی ہے اور اب جو بھی ہو جائے کم ہے۔
عمران اور چوہان آگے پیچھے بھاگتے ہوئے کوٹھی سے باہر نکلے۔ اور پھر ان کی خوش قسمتی کہ چند ہی لمحوں بعد انہیں خالی ٹیکسی مل گئی۔
"چوک ریسٹن جلدی۔ ڈبل معاوضہ" ـــــــ عمران نے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے گاڑی آگے بڑھا دی۔ وہ واقعی اُسے انتہائی سپیڈ پر دوڑانے لگا تھا۔ چوہان پچھلی نشست پر خاموش بیٹھا تھا۔

ایڈگر نے مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے جان بوجھ کر پرنس کو ٹیلیفون نمبر نہ بتایا تھا۔ سنڈیکیٹ سے ٹکرانے کے بعد اب وہ بے حد محتاط رہنا چاہتا تھا۔ اُسے خطرہ تھا کہ کسی بھی وقت پرنس کا کوئی آدمی پکڑا گیا تو سنڈیکیٹ والے اس سے اس کا نمبر معلوم کر کے اس پر دھاوا بول دیں گے۔ یہ تو اسے معلوم تھا کہ پرنس اگر سنڈیکیٹ کے پیچھے پڑ گیا ہے تو اب سنڈیکیٹ والوں کے دن گنے جا چکے ہیں۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ ڈیول سے بھی ٹکرا گیا تھا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سنڈیکیٹ کے خاتمے کے بعد پورے ناراک پر اس کا تسلط قائم ہو جائیگا۔ اُسے پرنس کے آدمیوں کا سنڈیکیٹ کے اڈوں پر حملوں کی رپورٹ پہلے ہی مل چکی تھی۔ وہ پاکیشیا میں چار سال رہا تھا اور وہاں ایک بار ایک جھگڑے میں شدید زخمی ہوا تو پرنس جو وہاں سے گزر رہا تھا۔ اس نے اس کی مدد کی اور اُسے نہ صرف ہسپتال پہنچایا بلکہ اس کے دشمنوں سے جو ایک غیر ملکی تنظیم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان سے انتقام لینے میں بھی اس کی مدد کی تھی۔ تب سے اس کی دوستی پرنس سے ہو

گئی تھی اور پھر اُسے آہستہ آہستہ پرنس کی صلاحیتوں کا علم ہوتا گیا
ایک بار ایڈگر ایک سمگلنگ میں ملوث ہو کر گرفتار ہو گیا۔ اس وقت
بھی پرنس نے ہی آزاد کرایا۔ اور ساتھ ہی اسے یہ ملک چھوڑنے کیلئے
بھی کہہ دیا۔ وہ پرنس کی عادت جانتا تھا۔ چونکہ جس کیس میں وہ
گرفتار ہوا تھا دراصل وہ جھوٹا تھا۔ اور رشوت نہ دینے کے سلسلے
میں کسٹم والوں نے اسے پھنسا دیا تھا۔ اس لیے پرنس نے اُسے
چھڑوا بھی لیا تھا ورنہ شاید وہ اس کے خلاف خود گواہی دینے سے
بھی نہ چوکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی پرنس نے صاف کہہ دیا تھا کہ اب بہتر
یہی ہے کہ وہ اس ملک کو چھوڑ دے کیونکہ اگر اس نے یہاں واقعی کوئی
جرم کیا ہے۔ تو پرنس خود اُسے سزا دے گا۔ جس پر ایڈگر وہاں سے
فاراک چلا آیا تھا۔

یہاں جب پرنس اپنے ساتھیوں سمیت اس سے ملا تو وہ سمجھ گیا
کہ وہ یہاں کسی مخصوص مقصد کیلئے آیا ہوگا۔ گو پرنس نے تو یہی کہا تھا
کہ وہ سیر و تفریح کے لئے آئے ہیں لیکن ایڈگر جانتا تھا کہ وہ سیر
و تفریح میں وقت ضائع کرنے کا عادی نہیں ہے۔ اور پھر جب اُسے
رپورٹ ملی کہ پرنس آف ڈھمپ نامی کسی گروہ نے سنڈیکیٹ کے اڈوں
پر دن دہاڑے حملہ کر دیا ہے۔ تو وہ سارا پروگرام سمجھ گیا۔ اور اسی وقت
اس نے سوچ لیا تھا کہ سنڈیکیٹ کا پتہ صاف ہوتے ہی وہ فاراک
کی زیر زمین دنیا پر قبضہ جما لے گا۔ لیکن پھر نہ جانے کسی طرح ڈیلول
کو معلوم ہو گیا کہ اس نے پرنس کی مدد کی ہے اور اس طرح وہ اس
پر چڑھ دوڑا۔ اور نتیجے میں وہ اس وقت چھپا ہوا تھا۔ لیکن وہ جانتا

تھا کہ اب جلد ہی سنڈیکیٹ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس لئے اس نے پرنس
کی امداد جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اور اس وجہ سے اس نے پرنس
کو فون کیا تھا۔ اس نے اپنے تمام ساتھیوں کو کال کر لیا تھا۔ چونکہ فی
الحال بار میں نہ جا سکتا تھا۔ اس لئے اس نے یہاں خفیہ جگہ پر اپنا اڈہ
بنا لیا تھا۔ البتہ اس نے اپنے ساتھیوں کو شہر میں پھیلا دیا تھا کہ
سنڈیکیٹ اور پرنس کے بارے میں اسے تازہ ترین اطلاعات
ملتی رہیں۔

وہ ریسور رکھ کر ابھی بیٹھا اپنے آئندہ کے پروگرام کے بارے
میں سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ ایڈگر نے
چونک کر ریسور اٹھا لیا۔

"یس ہائی سکائی سپیکنگ" ——— ایڈگر نے اپنا نیا کوڈ نام دھراتے
ہوئے کہا۔ اس نے یہ نام سنڈیکیٹ سے بچنے کے لئے عارضی طور پر
اختیار کیا تھا۔

"باس، ماسٹر ٹرونی بول رہا ہوں۔ ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پرنس
کے ساتھیوں نے پارک ہوٹل پر حملہ کر دیا ہے۔ انہوں نے وہاں بے تحاشا
فائرنگ کی ہے۔ اور کچھ ناکارہ بم بھی پھینکے ہیں۔ لیکن سنڈیکیٹ والے
پہلے سے ہوشیار تھے۔ انہوں نے انہیں گھیر کر مار دیا۔ وہ سب شدید
زخمی ہو گئے ہیں۔ سنڈیکیٹ والے ان زخمیوں کو اٹھا کر ایک سرخ
گاڑی کے ذریعے ریشم چوک والے اڈے پر لے گئے ہیں" ———
دوسری طرف سے کہا گیا۔

"وہ کتنے آدمی تھے" ——— ایڈگر نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"تین مرد اور ایک عورت یہ سب یا تو ختم ہو چکے ہیں یا شدید زخمی ہیں"۔
——— ماسٹر ٹروئی نے جواب دیا۔

"یہ یقیناً زخمی ہونگے اس لئے تو سنڈیکیٹ والے انہیں اٹھا کر لے گئے ہیں اگر یہ مر چکے ہوتے تو وہ انہیں اٹھا کر باہر سڑک پر پھینک دیتے۔ اس وقت یہ لوگ ریسٹن چوک والے اڈے پر ہیں" ——— ایڈگر نے پوچھا

"جی ہاں۔ یہ وہیں ہیں۔ ہمارا ایک آدمی اس اڈے پر ہے۔ اس سے میں نے رابطہ قائم کیا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ڈولوں کو اطلاع دی ہے۔ ان کے متعلق وہی فیصلہ کرے گا۔ اُسے ویسے یہ معلوم نہیں کہ جو لوگ لائے گئے وہ زندہ ہیں یا مردہ ہیں" ——— ماسٹر ٹروئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں انہیں چھڑانا ہوگا۔ ان کی مدد کرنی ہوگی۔ تم ایسا کرو اپنے تمام مسلح ساتھیوں کو وہاں اکٹھا کرو۔ پانچ منٹ کے اندر۔ گاڑیاں بھی ہوں۔ میں چلیں میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ ہمیں اڈے پر حملہ کر کے انہیں وہاں سے اُڑانا ہوگا اور اگر یہ زخمی ہوں تو پھر انہیں ڈاکٹر باورڈ کے ہسپتال پہنچانا ہوگا۔ وہی ایک جگہ ایسی ہے جہاں ان کا علاج بھی ہو سکتا ہے اور سنڈیکیٹ والے بھی انہیں تلاش نہیں کر سکتے" ——— ایڈگر نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے جناب پانچ منٹ میں حملے کا انتظام ہو جائیگا" ——— ماسٹر ٹروئی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں پہنچ رہا ہوں" ——— ایڈگر نے کہا اور پھر رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور عمارت کے باہر پورچ میں کھڑی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ کیونکہ وہ تیا میک اپ پہلے ہی کر چکا تھا۔ اس لئے اُسے پہچان

لیے جانے کا خطرہ نہ تھا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار تیزی سے اڑتی ہوئی ریسٹن چوک کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اور پھر پانچ منٹ ابھی پورے نہ ہوئے تھے کہ اس کی کار ریسٹن چوک پر پہنچ گئی۔ اس نے کار تیزی سے ایک طرف پتلی سی گلی میں روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔ اسی لمحے ایک نوجوان دوڑتا ہوا اس کے پاس پہنچ گیا۔ یہ ماسٹر ٹروئی تھا ایڈگر کا دست راست۔

"کیا پوزیشن ہے ماسٹر" ——— ایڈگر نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا۔

"ہمارے ساتھی حملے کے لئے پوری طرح تیار ہیں باس" ——— ماسٹر ٹروئی نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔ آؤ پھر دیر کس بات کی" ——— ایڈگر نے کہا اور اس نے کار کی سیٹ کے نیچے پڑی ہوئی جدید ترین سٹین گن اٹھا کر کوٹ کے اندر چھپا لی۔ اور پھر وہ تیزی سے سڑک کراس کر کے بلڈنگ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جیسے ہی دروازے پر پہنچے۔ ماسٹر ٹروئی نے جیب میں ہاتھ ڈال کر تیزی سے باہر نکالا اور دوسرے لمحے اس نے ہاتھ گھما کر کوئی چیز کمپاؤنڈ کے اندر اس جگہ پھینک دی جہاں وہ بند گاڑی موجود تھی۔ ایک کان پھاڑ دینے والا دھماکہ ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی عمارت میں ماسٹر ٹروئی اور ایڈگر کے ساتھ ساتھ دس مزید افراد بھی مختلف سمتوں سے داخل ہو گئے۔ اور پھر ان سب نے بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی۔ فائرنگ کرتے ہوئے وہ بجلی کی سی تیزی سے کوٹھی کے اندر داخل ہوتے چلے گئے

اچانک اندر سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی اور ایڈگر اور اس

کے ساتھیوں نے بجلی کی سی تیزی سے پوزیشنیں سنبھال لیں۔ ماسٹر ٹرو لی بار بار دستی بم پھینک رہا تھا۔ اور اس کے دستی بموں نے پوری عمارت کے پرخچے اڑانے شروع کر دیئے۔ ان بموں کی تباہی سے اندر کے لوگ موثر جواب نہ دے پا رہے تھے اور پھر ایڈگر اور اس کے ساتھی بڑی ہوشیاری سے عمارت پر قابض ہوتے چلے گئے۔ اور زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ بعد وہ اندر موجود چند نوکروں سے ہتھیار ڈلوا چکے تھے۔ ان میں سے دو ہلاک ہوئے تھے۔

"وہ آدمی کہاں ہیں جنہیں تم پارک ہوٹل سے لے آئے تھے"——— ایڈگر نے ایک آدمی کے جبڑے پر سٹین گن کا دستہ مارتے ہوئے کہا

"وہ نیچے تہہ خانے میں"——— اس آدمی نے خوفزدہ لہجے میں کہا کیونکہ ایڈگر کی آنکھوں میں چھایا ہوا خون اسے صاف نظر آ رہا تھا۔

اور چند ہی لمحوں بعد اس آدمی کی نشاندہی پر وہ تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ جہاں فرش پر تنویر، صدیقی، نعمانی اور جولیا پڑے ہوئے تھے۔ ایڈگر نے تیزی سے انہیں چیک کیا اور پھر اس کی آنکھوں میں امیدوں کے چراغ جل اٹھے۔ وہ سب زندہ تھے۔ گو ان سب کی حالت انتہائی خطرناک تھی۔ اور وہ بظاہر چند لمحوں کے مہمان نظر آ رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود ان کے سینے میں رک رک کر آتا جاتا سانس امید کی روشنی بنا ہوا تھا۔

"جلدی کرو۔ انہیں اٹھاؤ اور باہر لے چلو۔ شاید یہ بچ جائیں"——— ایڈگر نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھیوں نے پھرتی سے آگے بڑھ کر ان چاروں کو اٹھا کر کندھوں

پر لادا اور باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔

لیکن ابھی وہ عمارت سے باہر نہ نکلے تھے کہ اچانک پولیس گاڑیوں کے سائرن عمارت کے قریب بگل طرح چیخنے لگے

"پچھلی طرف سے جلدی کرو جلدی"——— ایڈگر نے چیخ کر کہا اور وہ سب تیزی سے عمارت کی پشت کی طرف دوڑتے چلے گئے عمارت کی پچھلی دیوار کچھ اونچی نہ تھی اس لئے وہ زخمیوں سمیت آسانی سے دیوار پھلانگ گئے۔ اسی لمحے پچھلی طرف بھی پولیس گاڑی کا سائرن قریب آتا سنائی دیا۔ اور انہوں نے تیزی سے اپنی کاروں کی طرف دوڑ لگا دی۔ زخمیوں کو انتہائی عجلت میں کاروں میں منتقل کیا گیا۔ اور دوسرے لمحے کاریں انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئیں۔

جے فنلے جیسے ہی ہیڈکوارٹر میں اپنے مخصوص کمرے میں پہنچا۔ اس نے سامنے والی دیوار پر ایک سُرخ رنگ کے بلب کو جلتے ہوئے پایا۔ یہ اس بات کی نشانی تھی کہ اس کی عدم موجودگی میں کوئی کال آئی تھی۔ اُس نے پھرتی سے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور ٹیلیفون کے نیچے لگا سفید رنگ کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو چیف۔ باس مُور سپیکنگ"۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"یس مُور۔ کیا بات ہے"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے بڑے پرسکون لہجے میں پوچھا۔

"باس۔ ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ پارک ہوٹل میں پرنس آف ڈھمپ کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا ہے۔ یہ تینوں مرد اور ایک عورت پر مشتمل گروپ تھا۔ اس نے وہاں زبردست فائرنگ کی۔ لیکن ہمارے آدمی پوری طرح ہوشیار تھے۔ انہوں نے انہیں گھیر لیا اور یہ چاروں شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں فوری طور پر بند گاڑی میں لاد کر ریشین چوک کے اڈے پر پہنچا دیا گیا ہے۔ ابھی یہ چاروں وہیں ہیں۔ آپ

سے مزید ہدایات طلب کرنی تھیں کہ ان کا کیا کرنا ہے"۔۔۔۔۔ مُور نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ زندہ ہیں یا مر چکے ہیں"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"عورت تو شاید اگر فوری طبی امداد مل جائے تو بچ جائے۔ باقی تینوں کے بارے میں کوئی امید نہیں۔ اور ہو سکتا ہے۔ اب تک مر بھی چکے ہوں"۔۔۔۔۔ مور نے جواب دیا۔

"اوکے۔ اس عورت کو یہاں ہیڈکوارٹر لے آؤ اور اسے طبی امداد دو۔ جب وہ بات چیت کرنے کے قابل ہو جائے تو مجھے اطلاع دی جائے اور سنو۔ تمام اڈوں پر ہدایات بھیج دو کہ اب اگر پرنس آف ڈھمپ کا حملہ ہو تو انہیں ختم کرنے کی بجائے زندہ گرفتار کیے جانے کی کوشش کی جائے۔ اور جو لوگ گرفتار ہوں۔ انہیں فوری طور پر ہیڈکوارٹر بھجوا دیا جائے"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ اس عورت کے سوا باقی مردوں کا کیا کیا جائے۔ اگر وہ زندہ ہوں"۔۔۔۔۔ مور نے پوچھا۔

"اگر وہ زندہ ہوں تو انہیں گولی مار کر باہر سڑک پر ڈال دو۔ اور ان کی لاشوں پر سنڈیکیٹ کا نشان بنا دو۔ اور ساتھ ہی یہ لکھ دینا کہ یہ لوگ پرنس آف ڈھمپ کے ساتھی ہیں جنہوں نے سنڈیکیٹ کے اڈے اڑانے کی کوشش کی تھی"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے کہا۔

"بہتر باس"۔۔۔۔۔ مور نے کہا اور جے فنلے نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن

دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سامنے والا دروازہ کھلا اور ایک مسلح شخص نے اندر جھانکا۔

"یس باس" ـــــــ آنے والے کا لہجہ بڑا مؤدبانہ تھا

"فلپ سے کہو کہ وہ سرہیننگ کے جنگل والی فائل لے کر فوراً آئے" ـــــــ جج فنلے نے اس سے مخاطب ہو کر تحکمانہ لہجے میں کہا اور دربان سر جھکا کر واپس مڑ گیا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد ایک گنجے سر والا شخص ہاتھ میں ایک فائل دبائے اندر داخل ہوا۔

"جنگل کی ٹرانسفر ڈیڈ کی پوزیشن کیا ہے فلپ" ـــــــ جج فنلے نے اس گنجے سر والے شخص سے پوچھا۔

"باس ابھی ٹرانسفر مکمل نہیں ہوئی۔ اس میں قانونی طور پر ایک اعتراض ہوا ہے۔ جسے دور کرنا ضروری ہے" ـــــــ فلپ نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائل بڑے مودبانہ انداز میں جج فنلے کے سامنے رکھ دی۔

"قانونی اعتراض اور سنڈیکیٹ کے کام میں۔ کیا اعتراض ہے" ـــــــ جج فنلے نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ غصہ بھی تھا۔

"باس۔ قانون کے مطابق ٹرانسفر ڈیڈ پر صرف فروخت کرنے والے کے دستخط ہی ضروری نہیں ہیں بلکہ اس کا رجسٹرار کے سامنے خود پیش ہونا بھی ضروری ہے۔ چونکہ سرہیننگ پیش نہیں ہوئے اس لئے جب تک وہ خود رجسٹرار کے سامنے پیش نہ ہوں ٹرانسفر ڈیڈ

رجسٹری نہیں ہو سکتی" ـــــــ فلپ نے جواب دیا۔

"اوہ یہ قانونی پہلو کا تو مجھے علم ہی نہ تھا۔ اور نہ اب تک کسی نے بتایا یہ کام فوری ہونا چاہیے۔ ایسا کرو کہ لیگل ایڈوائزر کو میرا حکم دے دو کہ وہ رجسٹرار کو ساتھ لے کر فوری طور پر سرہیننگ کی حویلی میں جائیں اور وہاں جا کر رجسٹری کر دیں" ـــــــ جج فنلے نے کہا۔

"باس ایسا ہو تو سکتا ہے۔ لیکن ایسی صورت میں آپ کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ قانون یہ ہے کہ رجسٹرار اگر اپنی عدالت سے ہٹ کر کہیں جا کر رجسٹری کرتا ہے۔ تو ایسی صورت میں خریدنے والے کی موجودگی بھی ضروری ہے" ـــــــ فلپ نے جواب دیا۔

"کیا بکواس قانون بنا رکھا ہے حکومت نے۔ تم رجسٹرار کو ساتھ لے کر جاؤ اور رجسٹری کرا لاؤ۔ میں دستخط بعد میں بھی کر سکتا ہوں" ـــــــ جج فنلے نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا۔

"ایسی صورت میں باس۔ یہ دستاویز ہمیشہ کے لئے مشکوک ہو کر رہ جائیگی۔ اور کسی وقت بھی اسے چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ سرہیننگ کو زبردستی اٹھا کر رجسٹرار کی عدالت میں لے جایا جائے۔ اور اس سے وہاں دستخط کرا لیے جائیں ایسی صورت میں آپ کی وہاں موجودگی کی ضرورت نہ رہے گی" ـــــــ فلپ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔ ویسے بھی سرہیننگ انکار نہیں کر سکتا۔ تم فون کر کے پتہ کرو کہ سرہیننگ حویلی میں موجود ہے تو میکسن یہاں موجود ہے اُسے ساتھ لے جا کر حویلی چلے جاؤ اور اسے وہاں سے اٹھا کر رجسٹرار کے پاس لے جاؤ۔ یہ ٹرانسفر آج ہر صورت میں مکمل ہو

جانی چاہیے"۔۔۔۔ جے فنلے نے کہا۔

"بہتر باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی"۔۔۔۔ فلپ نے کہا اور فائل اٹھا کر واپس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ دروازے سے باہر گیا ہی تھا کہ اچانک ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ جے فنلے نے رسیور اٹھایا

"یس"۔۔۔۔ جے فنلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ مورڈ بول رہا ہوں۔۔۔۔ ریشمی چوک کے اڈے پر چند نامعلوم افراد نے حملہ کر دیا ہے۔ ہمارے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔ تمام زخمیوں کو وہاں سے نکال کر وہ لوگ لے گئے ہیں اور اب عمارت پر پولیس نے قبضہ کر لیا ہے اور انہوں نے پانچ افراد کو بھی گرفتار کر لیا ہے۔ عمارت تقریباً تباہ کر دی گئی ہے"۔۔۔۔ مورڈ نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا سنڈیکیٹ اتنا بے بس ہو چکا ہے کہ چند لوگ اسے مسلسل شکستیں دیتے چلے جا رہے ہیں۔ ان زخمیوں کو ضرور کسی ہسپتال یا ڈاکٹر کے پاس لے جایا جائے گا۔ تم اپنے آدمیوں کو شہر میں پھیلا دو۔ تمام پرائیویٹ ڈاکٹر اور ہسپتال۔ سرکاری ہسپتال اور مراکز صحت کو فوراً چیک کراؤ۔ جہاں یہ زخمی موجود ہوں۔ اس ہسپتال کو ہی بموں سے اڑا دو۔ اور ساتھ فوری طور پر گرفتار شدہ پانچ افراد کو ہلاک کروا دو۔ پولیس کے پاس ہمارا کوئی آدمی نہیں ہونا چاہیے"۔۔۔۔ جے فنلے نے چیختے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں"۔۔۔۔ مورڈ نے جواب دیا۔

"ہدایات دے دیتا ہوں۔ کیا بکواس ہے۔ تم خود جاؤ اور انہیں ہلاک

کر دو۔ ایک آدمی بھی زندہ نہ بچے۔ اور واپس آ کر مجھے فوری رپورٹ کرو"۔۔۔۔ جے فنلے کا غصہ پورے عروج پر تھا۔

"بہتر باس۔ حکم کی تعمیل ہوگی"۔۔۔۔ مورڈ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ اور جے فنلے نے رسیور کریڈل پر زور سے پٹخ دیا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بری طرح بگڑا ہوا تھا۔

اسی لمحے دروازہ کھلا اور میکسن اندر داخل ہوا۔

"پورا سنڈیکیٹ نکما ہو گیا ہے۔ سب حرام خور جمع ہو گئے۔ کھلے عام سنڈیکیٹ پر حملے ہو رہے ہیں اور یہ صرف مجھے رپورٹیں دینے کے اور کچھ بھی نہیں کر پا رہے"۔۔۔۔ جے فنلے نے میکسن کو دیکھتے ہی غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا باس۔ کوئی نیا حملہ ہوا ہے"۔۔۔۔ میکسن نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ اور جے فنلے نے منہ سے کف بہاتے ہوئے تمام واقعات سنا دیئے۔

"واقعی باس۔ حالات تیزی سے بدلتے جا رہے ہیں۔ ہمیں اس سلسلے میں کوئی منظم پلاننگ کرنی چاہیے۔ یہ لوگ بے حد خطرناک ثابت ہو رہے ہیں"۔۔۔۔ میکسن نے جواب دیا۔

"پلاننگ۔ منصوبے۔ پلان۔ یہ سب بکواس ہے۔ مجھے پرنس اور اس کے ساتھیوں اور ایڈگر کی لاشیں چاہیں۔ پلان۔ منصوبے نہیں چاہیں۔ سنا تم نے۔ دفع ہو جاؤ۔ اور لاشیں لے کر میرے پاس آؤ۔ گٹ آؤٹ"۔۔۔۔ جے فنلے نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

اور میکسن تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بھاگتا چلا گیا۔ وہ جلد از جلد جے فنلے کی نظروں کے سامنے سے ہٹ جانا چاہتا تھا۔ اس نے دروازے کے قریب ذرا مڑ کر دیکھا تو جے فنلے غصے کی شدت سے اپنے سر کے بال نوچنے میں مصروف تھا۔ اور میکسن تیزی سے دروازہ کراس کر گیا۔

عمران کا چہرہ غصے اور انتقام کی شدت سے بُری طرح بگڑ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں وحشیانہ چمک اُبھر آئی تھی۔ اس کے جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔ اُسے تنویر۔ صدیقی اور نعمانی تینوں کی موت کا شدید دھچکا لگا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کاش یہ لوگ بغیر کسی پلاننگ کے وہاں نہ جا گھستے۔ ویسے بھی اسے اس میں سراسر اپنا ہی قصور نظر آ رہا تھا۔ کیونکہ کوئی سرکاری کیس تو نہ تھا۔ بلکہ خواہ مخواہ تفریح تفریح میں ہی یہ چکر شروع ہو گیا تھا اس کا جی چاہ رہا تھا کہ وہ ایک لمحے میں پورے سنڈیکیٹ کے پرخچے اڑا دے۔ اسے ٹیکسی رینگتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ حالانکہ ٹیکسی ڈرائیور اُسے خاصی تیز رفتاری سے اڑائے لیے جا رہا تھا۔

"اور تیز چلاؤ۔ اور تیز" ——— اچانک عمران نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب۔ اس سے زیادہ تیز رفتاری تکالونا ممنوع ہے۔ وہ لائسنس ضبط کر لیں گے" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے دھیمے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔ کیونکہ وہ ٹیکسی ڈرائیور کی مجبوری کو سمجھتا تھا۔

ایک چوک مڑتے ہی اچانک عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ آگے ٹریفک چیکنگ ہو رہی تھی۔ اور کاروں کی ایک طویل قطار موجود تھی۔ وہ صرف ایک سائیڈ کی چیکنگ کر رہے تھے۔ اور بدقسمتی سے یہ وہی سائیڈ تھی۔ جس سائیڈ پر عمران کی ٹیکسی جا رہی تھی۔ ڈرائیور نے کندھے اُچکاتے ہوئے ٹیکسی طویل قطار کے عقب میں لگا دی۔

"یہ سب کچھ آج اور ابھی ہی ہونا تھا" ——— عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجبوری ہے صاحب" ——— ڈرائیور نے ایک بار پھر کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ اب شاید زیادہ جلدی قدرت کو بھی پسند نہیں آ رہی" ——— چوہان نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ پر پھیلی ہوئی وحشت کی چادر تیزی سے سرکتی چلی گئی ہو۔ اس کے ذہن میں پہلی بار یہ خیال آیا کہ واقعی اُسے پرسکون رہنا چاہیے۔ پرسکون رہ کر ہی وہ انتقام لے سکتا ہے۔

"چلو ایک مسئلہ تو حل ہوا۔ کہ تنویر اور جولیا دونوں اکٹھے ہی جنت میں پہنچ گئے۔ اور درمیان میں عمران کا کانٹا نکل گیا"——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور چوہان اس کے چہرے کا بدلا ہوا رنگ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ شخص کتنی جلدی رنگ بدل لیتا ہے۔

"خدا کرے وہ زندہ ہوں عمران صاحب۔ آدمی بے ہوش ہو کر بھی تو بے حس و حرکت ہو سکتا ہے"——— چوہان نے عمران کی سرد مہری پر احتجاج کرتے ہوئے کہا

"بھئی زندہ ہوں گے تو اکٹھے اور مر گئے ہوں گے تو اکٹھے۔ وہ کیا کہتے ہیں ہمارا مرنا جینا ایک ہوگا۔ اسی کو تو کہتے ہیں"——— عمران نے جواب دیا اور چوہان نہ چاہتے ہوئے بھی مسکرا دیا۔

"ٹیکسی آہستہ آہستہ آگے رینگتی چلی جا رہی تھی۔ اب ان کے پیچھے بھی ایک طویل قطار موجود تھی۔ اور پھر چیکنگ سے فارغ ہونے میں انہیں پندرہ منٹ لگ ہی گئے۔

چیکنگ سے فارغ ہوتے ہی ٹیکسی ڈرائیور نے گاڑی کو پھر قانونی طور پر انتہائی حد تک چلانا شروع کر دیا۔ اور جب وہ ریسٹن چوک کے قریب پہنچے تو عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سرخ رنگ کی عمارت کے گرد پولیس کی گاڑیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور ایک ایمبولینس بھی کھڑی تھی۔ عمران نے کرایہ ادا کر کے ٹیکسی چھوڑ دی۔ اور ابھی وہ دونوں حیرت بھرے انداز میں کھڑے عمارت کو دیکھ رہے تھے کہ اچانک ایک کار آہستہ سے رینگتی ہوئی عمران کے قریب آ پہنچ گئی۔ سٹیئرنگ پر صفدر موجود تھا۔ اس کا چہرہ بھی اُترا ہوا تھا۔

"ہم چیکنگ میں پھنس گئے تھے عمران صاحب۔ ابھی چند لمحے پہلے پہنچے ہیں میرے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہیں تھا۔ اس لیے چالان بننے اور جرمانہ دینے میں کافی دیر لگ گئی"——— صفدر نے نیچے اترتے ہوئے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ پولیس یہاں کیسے آگئی اور ایمبولینس"——— عمران نے اس کی بات سُنی ان سُنی کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے دور کھڑے ایک سپاہی سے معلوم کیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ چند لمحے پہلے کچھ لوگوں نے اس عمارت پر حملہ کر دیا تھا۔ بے تحاشا فائرنگ بھی ہوئی ہے۔ اور کم بھی مارے گئے ہیں۔ لیکن پولیس کو اندر سے پانچ افراد زندہ اور دو لاشیں دستیاب ہوئی ہیں۔ اعلیٰ افسران نے آنا ہے۔ اس لئے پولیس ابھی تک رکی ہوئی ہے"——— صفدر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"دو افراد کی لاشیں مگر......"——— عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"میں نے یہ بھی پوچھ لیا ہے۔ سپاہی کے مطابق مردہ افراد مقامی لوگ ہیں۔ غیر ملکی یعنی ایشیائی نہیں ہیں۔ حملہ آوروں کے مطابق شبہ کیا جا رہا ہے کہ وہ ایڈگر کی پارٹی کے لوگ ہیں۔ کیونکہ ایک سپاہی نے انہیں پہچان لیا تھا"——— صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایڈگر کی پارٹی نے حملہ کیا ہے۔ اوہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایڈگر کو ہمارے آدمیوں کے بارے میں کیسے معلوم ہوا"——— عمران نے اور زیادہ حیرت زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

ابھی وہ دونوں کھڑے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک دونوں اطراف سے

دس کاریں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس عمارت کے قریب پہنچ کر رُک گئیں اور پھر ان میں سے مسلح افراد نے نکل کر عمارت پر حملہ بول دیا۔ انہوں نے بے تحاشا بم پھینکنے شروع کر دیئے اور مسلسل فائرنگ کر رہے تھے۔ اس لئے ٹریفک دور دور تک رک گئی۔ پولیس نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن حملہ آور بُری طرح بپھرے ہوئے تھے۔ انہوں نے چند ہی لمحوں میں پوری عمارت کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

"سنڈیکیٹ۔ یہ گاڑیاں سنڈیکیٹ کی ہیں۔ ان پر مخصوص نشان موجود ہیں"۔ ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ فائرنگ شروع ہوتے ہی وہ سب کار کی آڑ میں ہو گئے تھے۔

اور پھر چند ہی لمحوں بعد فائرنگ رُک گئی۔ اور مسلح افراد انتہائی تیزی سے کاروں میں سوار ہوئے اور کاریں فائرنگ کرتی ہوئیں مختلف سمتوں میں دوڑتی چلی گئیں۔

"جلدی کرو۔ بیٹھو"۔ ——— عمران نے تیزی سے سٹیئرنگ کی طرف کا دروازہ کھول کر اچھل کر سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ وہ ایک نوجوان کو تاڑ چکا تھا جو اس مہم کی رہنمائی کر رہا تھا۔ وہ نوجوان نیلے رنگ کی کار میں سوار ہو کر گیا تھا۔ عمران نے ان سب کے بیٹھتے ہی کار تیزی سے اس نوجوان کی کار کے پیچھے دوڑا دی۔ نوجوان کے ساتھ چار کاریں اور آگے پیچھے تھیں۔ لیکن آگے جاکر وہ مختلف سمتوں میں بکھرتی چلی گئیں۔ لیکن عمران نے اسی نیلی کار کا تعاقب جاری رکھا۔ وہ بڑی احتیاط سے اس کا تعاقب کر رہا تھا۔ تاکہ انہیں تعاقب کا بھی احساس نہ ہو اور وہ نظروں سے اوجھل بھی نہ ہو جائیں۔ طویل سڑک پر وہ کبھی کبھی

اس نیلی کار سے آگے بھی ہو جاتا اور کبھی پیچھے۔ اس طرح مسلسل تعاقب کرتے ہوئے وہ اسپاٹن روڈ تک پہنچ گئے۔ نیلی کار ایک بڑی سی عمارت کے کمپاؤنڈ میں گھستی چلی گئی۔ عمارت میں ایک بڑا سا کمرشل سنٹر تھا۔ کار نے نوجوان کو عمارت کے پورچ میں اتارا۔ اور پھر مڑ کر واپس سڑک پر آگئی۔ عمران نے کار ذرا سی پیچھے کر کے روک دی تھی۔ جب نیلی کار باہر نکل کر آگے بڑھ گئی۔ تو عمران نے کار آگے بڑھائی۔ اور پھر اُسے کمرشل سنٹر کے پورچ میں لے گیا۔ یہاں اور بھی بہت سی کاریں موجود تھیں۔ عمران نے کار ایک طرف روکی اور پھر وہ نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی یعنی صفدر، کیپٹن شکیل اور جوہان بھی نیچے اتر آئے۔ اور عمران اس کمرشل سنٹر میں داخل ہو گیا۔ سنٹر بہت بڑا تھا۔ اور اس کی چار منزلیں تھیں۔ ہر منزل میں علیحدہ علیحدہ قسم کے کاروبار کی دکانیں تھیں عمران اور اس کے ساتھیوں نے چاروں منزلیں چیک کرلیں۔ وہاں بے شمار افراد خریداری میں مصروف تھے۔ لیکن وہ نوجوان کہیں نظر نہ آرہا تھا۔

"شاید ان میں سے کسی دکان میں کوئی خفیہ راستہ ہو"۔ ——— صفدر نے کہا۔

"ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن اب اُسے چیک کیسے کیا جائے۔ بہر حال آؤ ایک اور زاویے سے چیک کرتے ہیں"۔ ——— عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ سنٹر سے باہر نکل آیا۔ اب اس کا رُخ سنٹر کی پشت کی طرف تھا۔ عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ لیکن پچھلی طرف قلعہ نما اونچی دیوار تھی۔ اور کوئی دروازہ یا کھڑکی تک موجود نہ تھی۔

"دکانیں تو اتنی بڑی نہیں ہیں۔ ضرور پیچھے کوئی اور عمارت ہے"۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"صفدر۔ کار کی پچھلی سیٹ اٹھا کر اس کے نیچے سے رسی اٹھا لاؤ۔ میں اندر جاؤں گا۔"۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور صفدر سر ہلاتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا واپس کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کیا یہ عمارت سنڈیکیٹ کا ہیڈ کوارٹر ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"معلوم ایسے ہی ہوتا ہے۔ تم نے اس نوجوان کو نہیں پہچانا۔ یہ سر ہیمنگ کی حویلی میں حملہ کرنے والوں میں شامل تھا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"اوہ پھر تو واقعی ایسا ہی ہو گا۔ لیکن تنویر۔ نعمانی۔ صدیقی اور جولیا کے متعلق کیا ہو گا"۔۔۔۔ چوہان نے کہا۔

"ایڈگر ضرور انہیں نکال کر لے گیا ہو گا۔ ورنہ کم از کم ان کی لاشیں ضرور ملتیں۔ بہر حال چوہان تم کار لے کر کوٹھی واپس جاؤ۔ اور ایڈگر کے فون کا انتظار کرو۔ وہ ضرور مجھ سے رابطہ قائم کرے گا"۔۔۔۔ عمران نے چوہان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مگر آپ کو میں کیسے اطلاع دوں گا"۔۔۔۔ چوہان نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔

"ہم خود تھوڑی دیر میں وہاں پہنچ جائیں گے۔ بس تم اطلاع کلیکٹ کرو"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور چوہان واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے صفدر واپس آ گیا۔ وہ رسی کے ساتھ ساتھ چار آٹومیٹک پستول بھی لے آیا تھا۔ عمران نے دو پستول لے کر جیب میں ڈالے اور ایک ایک پستول کیپٹن شکیل اور صفدر کے پاس رہ گیا۔

عمران نے کمند کا سرا گھما کر دیوار پر پھینکا اور پھر جیسے ہی وہ دوسری طرف اٹک گیا۔ عمران کسی بندر کی طرح اوپر چڑھتا چلا گیا۔ چند لمحے وہ دیوار پر رکا اور پھر دوسری طرف غائب ہو گیا۔

"آؤ ہمیں اکٹھا رہنا چاہیے"۔۔۔۔ صفدر نے رسی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی دیوار پر چڑھ کر دوسری طرف کود گیا۔ اس کی پیروی کیپٹن شکیل نے کی۔

جس جگہ وہ کودے تھے۔ یہاں ایک خاصہ بڑا صحن سا تھا۔ جس کے بعد سپاٹ دیوار تھی۔ اس دیوار میں صرف ایک دروازہ نظر آ رہا تھا۔ جو بند تھا۔ عمران اس دروازے تک پہلے ہی پہنچ چکا تھا۔ اور صفدر اور کیپٹن شکیل بھی وہاں پہنچ گئے۔ عمران نے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اسے نیچے کی طرف کیا۔ تاکہ اگر دروازہ کھلا ہوا ہو تو پتہ لگ جائے۔ مگر ہینڈل نیچے ہوتے ہی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور دروازے کی اوپر سے کسی زود اثر گیس کی بوچھاڑ ان تینوں پر پڑی۔ اور انہیں سنبھلنے کا بھی موقع نہ ملا اور ان کے دماغ پر اندھیرے چھاتے چلے گئے۔ اور وہ مردہ چھپکلیوں کی طرح نیچے گرتے چلے گئے۔ عمارت کے اندر تیز گھنٹیوں کی آوازیں گونجنے لگی تھیں۔

"باس حکم کی تعمیل کر دی گئی ہے" ——— دروازہ کھلتے ہی نوجوان نے کمرے کے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کس حکم کی مور" ——— میز کے پیچھے بیٹھے ہوئے جے فنلے نے چونک کر پوچھا۔ وہ آنکھیں بند کیے کرسی کی پشت سے سر ٹکائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

"آپ نے حکم دیا تھا کہ ریسٹن چوک والے اڈے کو مع پولیس اور اپنے آدمیوں کے تباہ کر دیا جائے۔ میں ابھی وہیں سے آ رہا ہوں" ——— مور نے مودبانہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ہاں تو کیا کوئی آدمی بچا تو نہیں" ——— جے فنلے نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"نہیں باس۔ تقریباً بیس بائیس پولیس والے بھی مارے گئے ہیں اور عمارت بھی مکمل طور پر تباہ کر دی گئی ہے" ——— مور نے جواب دیا

"اوہ ویری گڈ۔ اب انہیں پتہ چلے گا کہ سنڈیکیٹ کتنی طاقت کا مالک ہے۔ ان زخمیوں یا ان کے ساتھیوں کا پتہ چلا" ——— جے فنلے نے کہا۔

"میں ابھی واپس آیا ہوں۔ اب رپورٹ لوں گا" ——— مور نے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ اور رپورٹ حاصل کر کے مجھے اطلاع کرو" ——— جے فنلے نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مور مڑتا۔ اچانک پوری عمارت گھنٹیوں کی تیز آواز سے گونج اٹھی۔

"ارے خطرے کی گھنٹیاں۔ کوئی غلط آدمی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا ہے" ——— جے فنلے نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور پھر وہ اور مور تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر راہداری میں آ گئے۔

"کیا ہوا" ——— جے فنلے نے راہداری سے آنے والے آدمی سے پوچھا۔

"باس۔ تین آدمی بیک ڈور سے اندر داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ ان پر آٹومیٹک گیس اٹیک ہوا اور وہ بے ہوش ہو گئے۔ انہیں جیو روم میں پہنچایا جا رہا ہے" ——— اس آدمی نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ۔ کیا یہ ایشیائی ہیں یا مقامی" ——— جے فنلے نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"جی تینوں ایشیائی ہیں" ——— آنے والے نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ پھر یہ ضرور پرنس اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ مگر یہ یہاں پہنچ کیسے گئے۔ اوہ مور یہ یقیناً تمہارے پیچھے آئے ہوں گے" ——— جے فنلے نے اچانک مور کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نہیں باس۔ میں نے تو تعاقب کو اچھی طرح چیک کیا تھا" ——— مور نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یک دم زرد پڑ گیا تھا۔

"اور کوئی ذریعہ نہیں ہو سکتا ان کے یہاں پہنچنے کا اور تم جانتے ہو میں ایسی کوتاہی کبھی برداشت نہیں کر سکتا" ——— جے فنلے نے انتہائی کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مور کوئی جواب

دیتا۔ جے فنلے کا ہاتھ تیزی سے کوٹ کی جیب سے باہر آیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے دھماکا ہوا اور مور چیخ مار کر پشت کے بل فرش پر گر پڑا۔ اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ختم ہو گیا۔ جے فنلے نے بڑے مطمئن انداز میں ریوالور کی نال سے نکلنے والی دھوئیں کی لکیر کو پھونک مار کر اڑایا اور ریوالور کو جیب میں رکھتے ہوئے دوسرے آدمی سے مخاطب ہوا۔

"سنو۔ مور کی لاش اٹھا کر گٹر میں پھینک دو۔ ہیڈ کوارٹر سے باہر چیک کر و کوئی اور مشکوک آدمی تو موجود نہیں ہے۔ اور جب وہ تینوں ایشیائی بلیو روم میں پہنچ جائیں تو مجھے اطلاع دو" ——— جے فنلے نے سرد لہجے میں احکامات دیئے اور مڑ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی میکسن کمرے میں داخل ہوا۔

"باس۔ یہ تینوں حملہ آور ایشیائی بلیو روم میں پہنچ چکے ہیں۔ وہ ابھی تک بیہوش پڑے ہیں۔ باہر ان کا کوئی ساتھی موجود نہیں ہے" ——— میکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا چلو آج میں ان ایشیائیوں کا وہ حشر کروں گا کہ ان کی لاشیں بھی قیامت تک تڑپتی رہیں گی" ——— جے فنلے نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ اور پھر اٹھ کر کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازے کے باہر دو مسلح افراد موجود تھے۔ انہوں نے جے فنلے کو دیکھتے ہی آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا اور جے فنلے میکسن کے ہمراہ کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔

کمرے کے درمیان میں عمران۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان کے پیر مضبوط رسیوں سے باندھ دیئے گئے تھے۔ اور ہاتھوں کو بھی پشت کی طرف کر کے باندھ دیا گیا تھا۔

"ان کی تلاشی لے لی ہے" ——— جے فنلے نے کمرے میں اپنے ساتھ آنے والے دونوں مسلح آدمیوں میں سے ایک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"لیس باس۔ ان سے آٹومیٹک پستول برآمد ہوئے ہیں" ——— اس نے جیبوں سے ریوالور نکال کر باس کو دکھاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ اب انہیں ہوش میں لے آؤ" ——— جے فنلے نے کمرے میں پڑی ہوئی ایک بڑی سی کرسی پر بیٹھتے ہوئے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ دوسری کرسی پر میکسن بھی بیٹھ چکا تھا۔

"بہتر باس" ——— انچارج نے کہا اور پھر اس نے کمرے کی دیوار میں نصب ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک بڑی سی بوتل اٹھائی اور اسے لا کر اس نے سب سے پہلے عمران کی ناک کے قریب بوتل کا منہ کر کے اس کا ڈھکن کھولا اور اسے عمران کی ناک سے لگا دیا۔ ایک لمحے بعد اس نے عمران کی ناک سے بوتل ہٹا کر اسے صفدر اور پھر کیپٹن شکیل کی ناک سے لگا دیا۔ اور پھر اس نے ڈھکن بند کیا اور بوتل واپس الماری میں رکھ دی۔ الماری بند کر کے وہ ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا۔

جے فنلے اور میکسن بغور ان تینوں کو دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد سب سے پہلے عمران کو ایک زبردست چھینک آئی۔ اور اس نے پٹپٹا کر آنکھیں کھول دیں۔ دوسرے لمحے باری باری صفدر اور کیپٹن شکیل نے بھی چھینکیں ماریں اور ان دونوں نے بھی آنکھیں کھول دیں

وہ تینوں آنکھیں کھولے چند لمحے لاشعوری کی کیفیت میں پڑے رہے پھر سب سے پہلے عمران اٹھ کر بیٹھ گیا۔ لیکن پیر بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اپنی ٹانگوں کو نہ سمیٹ سکا۔ اور پھر جیسے ہی اس کی نظریں سامنے بیٹھے ہوئے جے فنلے اور میکسن پر پڑیں۔ اس کے حلق سے طویل سانس نکل گئی۔ صفدر اور کیپٹن شکیل بھی اٹھ کر بیٹھ گئے تھے۔

"السلام علیکم یا حضرات کرسی نشیناں۔ اوہ پہلے تو پردہ نشیناں ہوتے تھے۔ اب کرسی نشیناں بھی وجود میں آگئے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے اپنے آپ ہی بات کر کے اس پر تبصرہ کرنا شروع کر دیا۔

"تم لوگ پرنس آف ڈھمپ کے گروپ سے تعلق رکھتے ہو۔ اس بات کا تو ہمیں ثبوت مل گیا ہے۔ اب میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پرنس آف ڈھمپ کہاں ہے"۔۔۔۔ جے فنلے نے سرد اور کرخت لہجے میں کہا۔

"پرنس آف ڈھمپ وہ سڑکوں پر مارا مارا پھر رہا ہے۔ اسے ڈیول سے عشق ہو گیا ہے اور اس عشق نے اسے مجنوں بنا کر رکھ دیا ہے۔ بچے اسے پتھر مارتے ہیں۔ لیکن وہ ڈیول ڈیول پکارتا۔ گلی گلی۔ سڑک سڑک آوارگی کرتا پھر رہا ہے۔ اگر تم اس سے ملنا چاہتے ہو تو کہیں سے ڈیول کو لے آؤ۔ یقین رکھو ڈیول کے سامنے آتے ہی پرنس آف ڈھمپ خود بخود آجائے گا۔ اس کا عشق واقعی سچا ہے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ ڈیول سے کیوں ملنا چاہتا ہے"۔۔۔۔ جے فنلے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عاشق اپنے محبوب سے کیوں ملنا چاہتا ہے۔ اگر تم میں حسن عشق موجود

ہے تو تم خود سمجھ سکتے ہو"۔۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ۔ بکواس کی ضرورت نہیں ہے۔ فوراً اس کا پتہ بتاؤ ورنہ میں تمہارا وہ حشر کر دوں گا کہ تمہاری لاشیں بھی قیامت تک تڑپتی رہیں گی"۔۔۔۔ جے فنلے نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یار تم بھی ضدی آدمی ہو۔ کہہ تو دیا کہ کہیں سے ڈیول کو ڈھونڈھ لاؤ۔ بہرحال۔ اوہ سوری پرنس بھی خود بخود پہنچ جائیگا"۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تم باز نہیں آؤ گے"۔۔۔۔ جے فنلے غصے سے بھڑک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"باس۔ ہو سکتا ہے۔ یہ خود پرنس ہو۔ مجھے اس کی آواز سے شبہ ہوتا ہے"۔۔۔۔ اچانک میکسن نے کھڑے ہو کر جے فنلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ۔ ہاں واقعی مجھے اب تک اس کا خیال نہیں آیا"۔۔۔۔ جے فنلے نے غور سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"یار۔ اتنا گھور کر نہ دیکھو۔ مجھے شرم آنے لگتی ہے"۔۔۔۔ عمران نے اچانک شرماتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے لڑکیاں اپنے ہونے والے شوہروں کو اچانک دیکھ کر بری طرح شرماتی ہیں۔

"اوہ۔ تو تم ہو پرنس آف ڈھمپ۔ جس نے سنڈیکیٹ کے آڑے آنے کی کوشش کی ہے۔ ہونہہ۔ اب دیکھنا تمہارا حشر کیا ہوتا ہے"۔۔۔۔ جے فنلے کا لہجہ یکدم چٹانوں کی طرح سخت ہو گیا۔ آنکھوں سے سرد مہری جھلکنے لگی۔

"اور مسٹر جے فنلے تو تم ہو۔ وہ ڈیول جس نے حضرت آدم کو جیکر

دے کر جنت سے نکلوایا اور اب پوری نسل آدم کو مسلسل چکر دینے میں مصروف ہو۔ بڑی خوشی ہوئی تم جیسی اہم ترین شخصیت سے مل کر۔ مگر دیری سوری میں تم سے مصافحہ نہیں کر سکتا۔ میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں"۔۔۔۔۔ عمران نے بھی اچانک لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے"۔۔۔۔۔ اچانک جے فنلے نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تمہارے آدمی اٹھا کر لاتے ہیں۔ خواہ مخواہ تم نے دروازے پر گیس اٹیک لگا رکھا ہے۔ خواہ مخواہ وقت اور پیسہ ضائع کیا۔ تم مجھے ٹیلیفون کر دیتے۔ میں سر کے بل چل کر آجاتا"۔۔۔۔۔ عمران نے پہلے سے زیادہ مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم جس آدمی کا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آئے ہو۔ اسے میں نے موت کی سزا دے دی ہے۔ اور اس بات سے سمجھ لو کہ میں حکم عدولی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے جو کچھ میں پوچھ رہا ہوں۔ سچ سچ بتا دو۔ میرا وعدہ ہے کہ تمہاری موت آسان کر دوں گا"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے سرد لہجے میں کہا۔

اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ آسان موت کے الفاظ استعمال کر کے عمران پر بڑا احسان کر رہا ہو۔

"پوچھو یار۔ تم بھی پوچھ لو۔ اب مرنا تو ہے ہی اس لئے جھوٹ بولنے کا کیا فائدہ"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سمجھدار ہو۔ بتاؤ۔ تمہارے کل کتنے ساتھی ہیں"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے پوچھا۔

"میرے ساتھ چھ ساتھی تھے۔ تم نے سر ہیمنگ کی حویلی میں دیکھے ہوئے ہیں جن میں سے چار کو تم نے پارک ہوٹل میں ہلاک کر دیا ہے اور ان کا انتقام لینے

کے لئے ہم باقی تین یہاں آئے تھے لیکن اب ہماری بدقسمتی کہ ہم اتنی آسانی سے تمہارے ہاتھ آگئے"۔۔۔۔۔ عمران نے یوں جواب دیا جیسے واقعی اس نے سچ بولنے کا فیصلہ کر لیا ہو۔

"اس کا مطلب ہے اب تمہارا اور ساتھی موجود نہیں ہے۔ مگر ریسٹن چوک والی عمارت پر حملہ کس نے کیا تھا"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ کام ایڈگر نے سرانجام دیا ہے۔ وہ بیچارہ ہمارے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر لے گیا ہے۔ تاکہ انہیں عزت مندانہ طریقے سے دفن کیا جا سکے"۔۔۔۔۔ عمران نے مدد دینے والے انداز میں کہا۔

"ہونہہ۔ ایڈگر نے اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ اور اب تم بھی مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"دیکھو جے فنلے۔ میں نے سب کچھ سچ سچ بتا دیا ہے۔ اور ظاہر ہے ہم تینوں تمہارے سامنے بے بس بیٹھے ہوئے ہیں۔ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے تمہیں ہم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لیکن اگر تم وعدہ کرو کہ ہماری جانیں محفوظ رہیں گی تو میں تمہیں ایک ایسا راز بتا سکتا ہوں کہ جس کے پتہ چلنے کے بعد تمہارا سنڈیکیٹ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ سنڈیکیٹ ویسے بھی محفوظ ہے۔ تم مجھے بے وقوف سمجھتے ہو"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا۔

"تمہاری مرضی نہ سنو اور مار دو ہمیں گولیاں بعد میں تمہیں خود ہی احساس

ہوگا کہ تم سے غلطی ہوئی ہے۔ اشارتاً بتا دوں کہ جس بلیک میلنگ اسٹف کی بنیاد پر تم نے یہاں کے اعلیٰ حکام کو قابو میں کر رکھا ہے۔ اس کے۔۔۔
۔۔۔" ——— عمران بات کرتے کرتے اچانک خاموش ہو گیا اور بلیک میلنگ اسٹف کے بارے میں سن کر جے فنلے چونکے بغیر نہ رہ سکا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو" ——— جے فنلے نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"تم بس یہیں مار دو۔ تمہارا سنڈیکیٹ تو محفوظ ہے" ——— عمران نے کسی ضدی بچے کی طرح اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"بکواس بند کرو وہ راز بتاؤ ورنہ میں تم پر تشدد کر کے اگلوا لوں گا" ——— جے فنلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔ عمران نے بڑا نفسیاتی وار کیا تھا اور اس کی توقع کے عین مطابق جے فنلے اس کے وار کا شکار ہو گیا تھا۔

"خواہ مخواہ تشدد کرو گے میں تو خود وہ راز بتانا چاہتا تھا۔ لیکن یہ راز صرف تمہارے لئے ہے۔ تم اپنے تمام ساتھیوں کو کمرے سے باہر بھجوا دو اور راز سن لو" ——— عمران نے جواب دیا۔

"نہیں یہ یہیں رہیں گے۔ تم انہیں باہر بھجوا کر کوئی چال کھیلنا چاہتے ہو" ——— جے فنلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یار تم تو بے حد بزدل آدمی ہو۔ بھلا ایک آدمی جس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہوں۔ پیر بھی بندھے ہوئے ہوں۔ وہ تم سے کیا چال کھیل سکتا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"بس میں نے کہہ دیا کہ یہ باہر نہیں جائیں گے۔ تم وہ راز بتاؤ" ——— جے فنلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھا بھائی اگر تمہیں اکیلے میں ڈر لگتا ہے تو ایسا ہی سہی۔ پھر اتنا کرو

کہ انہیں ذرا فاصلے پر اکٹھا کر لو تاکہ یہ میری بات نہ سن سکیں۔ اور تم خود اٹھ کر میرے پاس آ جاؤ۔ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے" ——— عمران نے کہا۔

جے فنلے چند لمحے سوچتا رہا۔ اس کے چہرے پر تذبذب کے آثار تھے۔

"آپ سُن لیجئے باس۔ ہم لوگ یہیں موجود ہیں۔ اگر اس نے کوئی شرارت بھی کی تو ہم اسے ایک لمحے میں گولیوں سے بھون ڈالیں گے" ——— میکسن نے کہا اور جے فنلے سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں مسلح افراد کو میکسن کے پاس اکٹھے ہونے کے لئے کہا اور وہ دونوں وہاں سے ہٹ کر میکسن کے قریب کھڑے ہو گئے۔ اور جے فنلے قدم بڑھاتا ہوا عمران کے قریب پہنچ گیا۔

"اب بتاؤ جلدی کرو۔ مجھے تمہارے اس ڈرامے سے اکتاہٹ ہو رہی ہے" ——— جے فنلے نے عمران کے قریب جا کر رکتے ہوئے کہا۔

"یار ایک بندھے ہوئے آدمی سے ڈرتے ہو اتنے بڑے سنڈیکیٹ کے سربراہ ہو کر۔ جھک کر اپنا کان میرے منہ کے قریب لاؤ" ——— عمران نے اسے چڑھاتے ہوئے کہا اور جے فنلے نے جھک کر کان عمران کے چہرے کے قریب کیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ عمران کے دونوں ہاتھ اچانک سانپوں کی طرح اس کے گلے سے چمٹ گئے۔ اور جے فنلے اس کے جسم کے سامنے گر پڑا۔ اس کے حلق سے چیخ نکل گئی۔

"خبردار۔ اگر کسی نے حرکت کی تو۔۔۔" ——— عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ میکسن اور اس کے ساتھی صورت حال کو سمجھ کر کوئی حرکت کرتے۔ اچانک صفدر اور کیپٹن شکیل کے جسموں نے

جھٹکے کھائے اور یہ دونوں نہ صرف اٹھ کر کھڑے ہوئے بلکہ کمان سے نکلے ہوئے تیروں کی طرح اڑتے ہوئے میکسن اور اس کے ساتھیوں پر جا گرے جو حیرت سے آنکھیں پھاڑے اس بدلتی ہوئی صورت حال کو دیکھ رہے تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل نے دونوں مسلح افراد سے پہلے ہی ہاتھ میں مشین گنیں چھین لیں۔ میکسن نے پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالنے کی کوشش کی لیکن صفدر نے نیچے گرتے ہی تیزی سے کروٹ بدلی اور دوسرے لمحے کمرہ مشین گن کی آواز سے گونج اٹھا۔ میکسن کے جسم میں گولیاں آبشار کی صورت میں گھستی چلی گئیں۔ باقی دو مسلح افراد نے اچھل کر ان دونوں سے لپٹنا چاہا۔ مگر اسی اثنا میں کیپٹن شکیل کی مشین گن نے گولیاں اگل دیں۔ اور وہ دونوں لٹو کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

ادھر جے فنلے عمران کے ہاتھوں میں اسی بری طرح جکڑا ہوا تھا کہ اس کا جسم تک حرکت کرنے سے معذور تھا۔

"ہاں تو مسٹر ڈیول اب تمہاری شیطانی کا پتہ چلے گا"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھوڑو مجھے چھوڑ دو"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"چھوڑ دوں تاکہ تم پھر نسل آدم کو بہکانا شروع کر دو۔ وہ اللہ میاں تھا جس نے تمہیں چھوڑ دیا تھا۔ میں تو اس کا بندہ ہوں۔ میں تو نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔۔ عمران نے اس کی گردن کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا اور جے فنلے کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی۔

ادھر صفدر نے مشین گن کی نال اپنے پیروں کے درمیان رسی پر رکھ کر فائر کر دیا اور رسی جل کر اڑ گئی۔ اور اس کے دونوں پیر آزاد ہو گئے۔

کیپٹن شکیل نے بھی اس کی پیروی کی۔ اور پھر وہ عمران اور جے فنلے کی طرف بڑھے

"اس کے دونوں پیر پہلے باندھ دو"۔۔۔۔۔ عمران نے صفدر سے کہا اور صفدر نے عمران کے پیروں سے رسی کھول کر بڑی پھرتی سے جے فنلے کے دونوں پیر مضبوطی سے باندھ دیئے۔ اور عمران جے فنلے کو دھکیل کر تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر نے جے فنلے کے دونوں اطراف سے مشین گن کی نالیاں لگا دیں۔ اور عمران نے سب سے پہلے جے فنلے کی تلاشی لی اور اس کی جیب میں موجود ریوالور نکال لیا۔

"صفدر تم دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ کسی کو اندر مت آنے دینا۔ اور کیپٹن شکیل تم اس کا خیال رکھنا۔ اسے کسی قیمت پر کوئی حرکت نہ کرنے دینا"۔۔۔۔۔ عمران نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے اپنا کوٹ اتارا اور اس کا بازو کے اندر سے استر کو کھینچ کر پھاڑ دیا۔ اور اندر ہاتھ ڈال کر اس نے ایک بالکل چپٹا سا باکس باہر نکال لیا۔ باکس کھول کر اس نے سامنے رکھا اور پھر اس میں موجود چپٹی پلاسٹک کی بوتلوں سے محلول نکال نکال کر ہاتھوں اور چہرے کا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ اس کے ہاتھ انتہائی تیزی سے چل رہے تھے اور تھوڑی دیر بعد وہ جے فنلے کا روپ دھار چکا تھا۔ اس کے بعد اس نے کیپٹن شکیل کو جے فنلے کو پکڑنے کا اشارہ کیا اور کیپٹن شکیل نے جب اپنے بازوؤں کی مدد سے جے فنلے کو اچھی طرح جکڑ لیا تو اس نے بڑی تیزی سے جے فنلے پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جے فنلے نے پہلے پہل تو مزاحمت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن عمران کا ایک ہی زوردار تھپڑ کھانے کے بعد وہ بالکل ہی سیدھا ہو گیا۔ اور عمران نے اس پر اپنا میک اپ مکمل کر لیا۔ اس کے بعد

اس نے اپنا لباس اتار کر جے فنلے کو پہنایا اور خود اس کا لباس اتار کر پہن لیا۔

"اس کے ہاتھ باندھ کر اسے یہیں پھینک دو" ——— عمران نے صفدر کو بلا کر کہا اور صفدر نے آگے رسی کے ٹکڑے اٹھائے اور جے فنلے کے دونوں بازو اس کی پشت کی طرف موڑ کر اچھی طرح اس کی کلائیاں باندھ دیں۔

"آؤ اب میں تم پر میکسن کا میک اپ کر دوں" ——— عمران نے میکسن کے قد و قامت پر نظر دوڑاتے ہوئے صفدر سے کہا اور پھر صفدر کو کرسی پر بٹھا کر اس نے اس پر میکسن کا میک اپ کر دیا۔ میکسن کے مردہ چہرے پر اس نے صفدر کا میک اپ کیا۔

"اس کا لباس تو خراب ہو چکا ہے" ——— صفدر نے میکسن کے خون سے لتھڑے ہوئے لباس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"لباس بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں جو موجود ہوں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب تو آپ ٹریلر بن گئے ہیں" ——— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"قسمت کی بات ہے۔ میں نے تو ساری عمر نیک کام کیے۔ بس ایک چھوٹی سی میک اپ کی غلطی ہو گئی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑے۔

پھر عمران نے کیپٹن شکیل پر ایک مردہ مسلح آدمی کا میک اپ کیا۔ اور میک اپ مکمل کرنے کے بعد اس نے کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے مشین گن لے کر سب سے پہلے اس سپاہی کے چہرے پر گولیاں برسانی شروع کر دیں جس کا میک اپ اس نے کیپٹن شکیل پر کیا تھا۔

"تم آخر کرنا کیا چاہتے ہو" ——— جے فنلے نے جواب تک خاموش پڑا ہوا

تھا۔ پہلی بار زبان کھولتے ہوئے بولا۔

"تمہارے بلڈی سنڈیکیٹ کا خاتمہ" ——— عمران نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ناممکن یہ تمہارا خیال خام ہے۔ سنڈیکیٹ تمہارے تصور سے بھی زیادہ منظم اور خطرناک ہے۔ تمہارے اس کمرے سے باہر نکلتے ہی تمہارے پرخچے اڑ جائیں گے" ——— جے فنلے نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اب یہ تمہاری خام خیالی ہے مسٹر جے فنلے۔ تم شاید یہ سوچ رہے ہو کہ میں تمہیں زندہ اس کمرے سے باہر لے جاؤں گا اور تم باہر جا کر اپنے ساتھیوں کو خبردار کر دو گے" ——— عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹ کر کرسی پر پھینکتے ہوئے کہا۔

"پھر تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم نے مجھے مارنا ہی ہوتا تو مجھ پر میک اپ نہ کرتے" ——— جے فنلے نے کہا۔

"یہ میک اپ تو میں نے اس لئے کیا ہے کہ تم مرتے وقت اس بات پر فخر کر سکو کہ تم بحیثیت پرنس آف ڈھمپ مر رہے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیکھو۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں بحفاظت ہیڈ کوارٹر سے باہر بھجوا دوں گا اور تم لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن نہ لوں گا" ——— جے فنلے نے پہلی بار گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے چیخنے چلانے کی اس لئے کوشش نہ کی تھی کیونکہ یہ کمرہ خاص طور پر ساؤنڈ پروف بنایا گیا تھا تاکہ تشدد کے وقت شور کی آواز باہر نہ جا سکے اور آج اس کمرے کی یہی خاصیت اس کے لئے عذاب بنی ہوئی تھی۔

"تم فکر نہ کرو۔ تمہاری روح بڑے اطمینان سے یہاں سے باہر نکلے گی

میں اس کے راستے میں حائل نہ ہوں گا۔ ابھی تو میں نے تم سے اپنے ساتھیوں کا انتقام لینا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے مڑ کر دیوار میں لگی ہوئی ایک الماری کھولی اور اس میں پڑے ہوئے تشدد کے بے شمار آلات میں سے اس نے ایک باریک دھار کا تیز خنجر نکال لیا۔ اور پھر خنجر کی دھار پر انگلی پھیرتا ہوا وہ قدم بہ قدم جے فنلے کی طرف بڑھنے لگا۔ جے فنلے کا چہرہ زرد پڑنے لگا۔ اس کی آنکھیں دہشت سے ابلنے لگیں۔

"سنو جے فنلے تم اب مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا وہ بلیک میلنگ اسٹف کہاں موجود ہے۔ جس سے تم نے ناراک کے اعلیٰ حکام کو اپنے پنجے میں جکڑ رکھا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے جے فنلے کے سامنے آ کر کھڑے ہوتے ہوئے بڑے سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ نہیں۔ مجھے کچھ نہ کہو۔ میرے پاس کوئی بلیک میلنگ اسٹف نہیں ہے"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے دہشت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔ دوسروں پر تشدد کرتے ہوئے تو اسے مسرت ہوتی تھی لیکن آج جب اس پر تشدد ہونے والا تھا تو اس کے جسم کا ایک ایک ریشہ خوف سے کانپنے لگا تھا۔

"نہ بتاؤ تمہاری مرضی"۔۔۔۔۔ عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور خنجر ایک طرف کر لیا۔ جے فنلے کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے اطمینان کے آثار ابھرے۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور جے فنلے کی زوردار چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران کے خنجر نے جے فنلے کی دائیں آنکھ کا ڈھیلا ایک لمحے میں باہر نکال کر پھینک

دیا تھا۔ اور اس کی آنکھ سے سرخ رنگ کا مادہ سا بہنے لگا تھا۔ جو خون اور پانی کی ملی جلی سی صورت کا تھا۔ جے فنلے کا جسم بری طرح تڑپ رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے عمران کا زوردار تھپڑ جے فنلے کے چہرے پر پڑا اور ایک کے بعد دوسرا عمران نے تھپڑوں کی بارش کر دی۔ اور جے فنلے چیختا ہوا دوبارہ ہوش میں آ گیا

"بتاؤ کہاں ہے بلیک میلنگ اسٹف ورنہ"۔۔۔۔۔ عمران نے خنجر کی نوک جے فنلے کی دوسری آنکھ کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں پوچھا۔

"بب بب۔ بتاتا ہوں۔ وہ میرے کمرے کی شمالی دیوار کی خفیہ الماری میں موجود ہے۔ مم۔ مم۔ مجھے وہاں لے چلو۔ میں نکال دیتا ہوں"۔۔۔۔۔ جے فنلے نے بری طرح کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انگ انگ تکلیف کی شدت سے پھڑک رہا تھا۔

"اس کمرے سے اپنے کمرے کا نقشہ بتاؤ۔ دیکھو صحیح صحیح بتانا ورنہ میں ایک لمحے میں دوسری آنکھ باہر نکال دوں گا"۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ بے حد خونخوار تھا اور جے فنلے نے تیزی سے نقشہ سمجھانا شروع کر دیا۔ وہ بالکل ہی ہتھیار ڈال چکا تھا۔

"صفدر اسے اٹھاؤ اور میرے پیچھے لے آؤ۔ کیپٹن شکیل دھیان رکھنا اگر یہ ذرا سی بھی غلط حرکت کرے یا کسی قسم کا اشارہ کرنے کی کوشش کرے تو اس کی کھوپڑی گولیوں سے آزاد کر دینا"۔۔۔۔۔ عمران نے کیپٹن شکیل اور صفدر کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے جے فنلے کی طرف بڑھ گئے۔ صفدر نے جے فنلے کو اٹھا کر کندھے پر لاد دا۔ اور کیپٹن شکیل نے مشین گن سنبھال لی اور پھر عمران کے پیچھے چلتے

ہوئے وہ اس کے ساؤنڈ پروف کمرے سے باہر آ گئے۔

چوہان جیسے ہی کوٹھی میں داخل ہوا۔ کمرے میں پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ چوہان بھاگ کر آگے بڑھا اور اس نے رسیور اٹھالیا۔

"ہیلو۔ کون بول رہا ہے" ——— چوہان نے پوچھا۔

"کیا پرنس آف ڈھمپ موجود ہیں" ——— دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"پرنس موجود نہیں ہیں۔ میں ان کا ساتھی ہوں۔ اگر آپ ایڈگر ہیں تو بتائیے ہمارے ساتھیوں کا کیا حال ہے۔ پرنس نے مجھے خاص طور پر یہاں اس لئے بھیجا تھا کہ آپ کا فون اٹنڈ کر دوں گا" ——— چوہان نے ایک ہی سانس میں پوری تفصیل کہہ ڈالی۔

"آپ کا نام" ——— دوسری طرف سے اسی کرخت لہجے میں پوچھا گیا۔

"میرا نام چوہان ہے" ——— چوہان نے اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ مسٹر چوہان۔ اب مجھے یاد آگیا۔ پرنس نے ہوٹل میں تعارف کراتے ہوئے آپ کا نام لیا تھا۔ میں ایڈگر ہی بول رہا ہوں۔ لیکن آپ کو کیسے علم ہوا کہ میں آپ کے ساتھیوں کے بارے میں کچھ جانتا ہوں" ———

اس بار بولنے والے کے لہجے میں نرمی تھی۔

"ہم اس وقت ریشن چوک والی عمارت میں پہنچے جب آپ وہاں حملہ کر کے نکل چکے تھے اور پتہ چلا کہ آپ ہمارے وہ زخمی ساتھی جو پارک ہوٹل میں زخمی ہوئے تھے۔ وہ بھی عمارت میں موجود نہیں ہیں تو پرنس سمجھ گئے کہ آپ انہیں اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ پلیز بتائیے کہ ان کی کیا پوزیشن ہے" ——— چوہان نے ہیجان آمیز لہجے میں پوچھا۔

"آپ بے فکر رہیں چوہان صاحب۔ آپ کے چاروں ساتھی اب خطرے سے باہر ہیں۔ گو انہیں مکمل طور پر صحت یاب ہونے میں کچھ دن لگ جائیں گے۔ لیکن اب وہ خطرے سے باہر ہیں۔ ڈاکٹر کہہ رہے تھے کہ اگر مزید چند لمحے دیر ہو جاتی تو ان کا بچ نکلنا ناممکن ہوتا۔ اور ویسے بھی ڈاکٹر حیران ہیں کیونکہ جس پوزیشن میں آپ کے ساتھی تھے۔ اس پوزیشن میں تمام آدمی کا بچ جانا ہی معجزہ ہی ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کہہ رہے تھے کہ آپ کے ساتھیوں کی قوت ارادی بے حد مضبوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کم سے کم وقت میں خطرے سے باہر آ گئے ہیں" ——— ایڈگر نے کہا۔

"اوہ خدا کا شکر ہے یہ آپ نے بہت بڑی خوشخبری سنائی ہے۔ ورنہ ہم تو مایوس ہو چکے تھے" ——— چوہان نے اطمینان کی ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پرنس کہاں گئے ہیں" ——— ایڈگر نے پوچھا۔

"ریشن چوک پر آپ اور آپ کے ساتھیوں کے جانے کے بعد جب کہ پولیس اندر تھی، سنڈیکیٹ والوں نے حملہ کر دیا اور انہوں نے پوری عمارت بموں سے اڑا دی۔ تمام پولیس والوں کو ہلاک کر دیا۔ جب حملہ ختم ہوا۔

تو وہ لوگ فرار ہوگئے۔ پرنس اور ہم نے ان کے انچارج کا تعاقب کیا اور ہم ایک عمارت تک پہنچ گئے۔ جس کے متعلق پرنس کا خیال ہے کہ وہ سنڈیکیٹ کا خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے۔ اب پرنس اپنے دو ساتھیوں سمیت اس عمارت کے اندر گئے ہیں جب کہ مجھے انہوں نے یہاں بھیج دیا تاکہ اگر آپ کا ٹیلیفون آئے تو میں اسے اٹینڈ کر سکوں" ـــــــ چوہان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" سنڈیکیٹ کا خفیہ ہیڈ کوارٹر۔ اوہ۔ پرنس کے ساتھ کتنے آدمی ہیں" ـــــــ ایڈگر انتہائی پریشان لہجے میں بولا۔

" صرف دو ساتھی ہیں" ـــــــ چوہان نے جواب دیا۔

" ویری بیڈ۔ یہ تو جان پر کھیل جانے والی بات ہے۔ سنڈیکیٹ کے ہیڈ کوارٹر کے متعلق تو مشہور ہے کہ اس نے وہاں جدید ترین چیکنگ سسٹم لگا ہوا ہے۔ یہ عمارت کہاں ہے، مسٹر چوہان۔ ہمیں فوراً وہاں پہنچنا چاہیے" ـــــــ ایڈگر نے کہا۔

" مجھے اس سڑک کا نام تو نہیں آتا۔ البتہ مجھے راستہ یاد ہے۔ ریلیشن چوک سے آگے میں آپ کو لے جا سکتا ہوں" ـــــــ چوہان نے جواب دیا۔

" اچھا۔ آپ کوٹھی پر ٹھہریں، میں اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ رہا ہوں میں آپ کو کوٹھی سے لے لوں گا۔ ہمیں فوراً کوئی کارروائی کرنی چاہیے پرنس کی جان زبردست خطرے میں ہے" ـــــــ ایڈگر نے جواب دیا۔

" ٹھیک ہے، آپ آجائیں، میں انتظار کر رہا ہوں" ـــــــ چوہان نے جواب دیا۔

" ہم پانچ منٹ کے اندر پہنچ رہے ہیں، آپ پلیز کوٹھی کے گیٹ پر ملیں تاکہ مزید وقت ضائع نہ ہو۔ بائی۔ بائی" ـــــــ دوسری

طرف سے ایڈگر نے تیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹیلیفون لائن بے جان ہوگئی اور چوہان نے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر کندھے اچکاتا ہوا کوٹھی کے گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

عمران بچے فنلے کے میک اپ میں جیسے ہی کمرے سے باہر نکلا، سامنے سے دو مسلح سٹین گن بردار تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے آثار تھے۔

" اوہ میکسن باس نے اسے اٹھایا ہوا ہے۔ ہمیں دے دیجئے" ـــــــ ان میں سے ایک نے تیزی سے آگے بڑھ کر صفدر کے کاندھے پر لٹکے ہوئے بچے فنلے کو گھسیٹتے ہوئے کہا۔ صفدر نے شاید کچھ مزاحمت کرنا چاہی لیکن مسلح آدمی نے اُسے اتنا موقع ہی نہ دیا اور بچے فنلے کو گھسیٹ کر اپنے کندھے پر ڈال لیا۔ اور عمران سوچنے لگا کہ اس سے بنیادی غلطی ہوئی ہے۔ اس نے صفدر کو اٹھانے کا کہہ دیا۔ جب کہ صفدر میکسن کے میک اپ میں تھا جو ظاہر ہے بڑا عہدے دار تھا۔ جب کہ اُسے یہ حکم کیپٹن شکیل کو دینا چاہیے تھا۔ جو سپاہی کے میک اپ میں تھا۔

"اسے میرے کمرے میں لے آؤ"۔۔۔۔۔ عمران نے بجے فنگے کے لہجے میں غراتے ہوئے سپاہی سے کہا اور سپاہی نے سر ہلا دیا۔ بجے فنگے بالکل خاموش تھا۔ کیپٹن شکیل اور صفدر اب محتاط انداز میں چل رہے تھے۔ کیونکہ اب خطرہ زیادہ ہو گیا تھا۔

"بہتر باس"۔۔۔۔۔ دونوں آدمیوں نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا اور یہ قافلہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ ایک موڑ مڑتے ہی وہ ایک بڑے سے برآمدے میں پہنچ گئے جہاں پانچ چھ مشین گنوں سے مسلح افراد موجود تھے۔ اسی لمحے اچانک بجے فنگے جو اپنے ہی آدمی کے کندھے پر لدا ہوا تھا۔ اچانک بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور دوسرے لمحے وہ پشت کے بل ایک کمرے کے کھلے دروازے کے اندر جا گرا۔

"بچاؤ، بچاؤ، یہ سب جعلی لوگ ہیں، میں اصلی ڈیویل ہوں"۔۔۔۔۔ کمرے کے اندر گرتے ہی بجے فنگے نے بری طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بجے فنگے کے ساتھی صورت حال کو سمجھتے، کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن کا فائر کھول دیا۔ اس نے ان پانچ افراد کا نشانہ لیا تھا جو پہلے سے برآمدے میں موجود تھے اور اسی کے ساتھ ہی مجبوراً صفدر کو بھی فائر کھولنا پڑا۔ عمران نے چیخ کر انہیں فائرنگ سے منع کیا لیکن اس وقت تک ان پانچ افراد کے ساتھ ساتھ دو آدمی وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ جو کمرے سے نکلتے ہی انہیں ملے تھے۔ بجے فنگے اندر پڑا مسلسل چیخ رہا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل اس کمرے میں داخل ہوتے، اچانک انہیں چاروں طرف سے مسلسل فائرنگ کا سامنا کرنا پڑا۔ شاید اب صورت حال ہیڈ کوارٹر میں موجود دوسرے لوگوں کی سمجھ میں آگئی تھی۔ انہوں نے ان پر فائرنگ کھول دی تھی۔ عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل کو مجبوراً ستونوں کی آڑ لینی پڑی۔ لیکن ان پر چاروں طرف سے مسلسل دباؤ بڑھتا چلا گیا۔ ویسے بھی وہ ستونوں کے پیچھے غیر محفوظ تھے۔ کسی بھی وقت عقب سے ان پر حملہ ہو سکتا تھا۔

"اسی کمرے میں داخل ہو جاؤ جس میں بجے فنگے پڑا ہے۔ اب وہی آخری ٹھکانہ ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے چیخ کر صفدر اور کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر اچانک صفدر نے ایک ستون کے پیچھے سے کمرے کے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی مگر دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ منہ کے بل کمرے کے اندر جا گرا۔ ایک گولی اس کی ران میں پیوست ہو چکی تھی۔

کیپٹن شکیل نے صفدر کے زخمی ہوتے ہی بے تحاشا تینوں اطراف میں فائرنگ شروع کر دی اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عمران ستونوں کے پیچھے سے نکلا اور ایک ہی چھلانگ میں کمرے کے اندر جا گرا۔ اب کیپٹن شکیل اکیلا باہر رہ گیا تھا۔ عمران نے جھپٹ کر صفدر کے ہاتھ سے مشین گن چھینی۔ صفدر اندر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ اور پھر اس نے چوکھٹ کی آڑ سے کیپٹن شکیل کو کور دینی شروع کر دی اور دوسرے لمحے عمران نے چیخ کر کیپٹن شکیل کو اندر آنے کے لئے کہا۔ کیپٹن شکیل جیسے ہی مڑا۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے فائرنگ بند کر دی اور کیپٹن شکیل بھی چیتے کی طرح لمبی چھلانگ لگا کر کمرے کے اندر صحیح سلامت پہنچ گیا۔ اور عمران نے فائرنگ دوبارہ شروع کر دی لیکن اب صورت حال

تیزی سے ان کے خلاف ہوتی جارہی تھی کیونکہ ان کے کمرے میں جاتے ہی ان پر فائرنگ کا دباؤ اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔ اور اب تو سامنے سے فائرنگ کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھتی جارہی تھی۔ اور عمران سوچ رہا تھا کہ وہ چوہے دان میں پھنس گئے ہیں اور اسی لمحے اچانک کمرے کی پچھلی دیوار درمیان سے ہٹتی چلی گئی اور عمران نے تیزی سے مڑ کر اس طرف فائر کھول دیا۔ دوسرے لمحے دو انسانی چیخیں ابھریں لیکن پھر اچانک دو آدمی اچھل کر اندر آگئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران اور کیپٹن شکیل پر فائر کھولتے، عمران نے کمرے کے درمیان میں لٹکا ہوا بلب گولی سے اڑا دیا اور کمرہ یکدم تاریک ہوگیا اور اس کے ساتھ ہی اندھیرے میں فائرنگ رک گئی۔ اسی لمحے اسے برآمدے میں دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور پھر عمران نے دروازے کی طرف ہاتھ بڑھا کر اور مشین گن کو دروازے کے سامنے رکھ کر فائر کھول دیا۔ دوسرے لمحے اس نے تیزی سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔ اور اس کی ترکیب کامیاب رہی اندر آنے والے دونوں آدمیوں نے عین اس جگہ پر فائر کھول دیا۔ جہاں عمران کا ہاتھ ایک لمحے پہلے تھا اس طرح انہوں نے اپنی پوزیشن واضح کر دی اور دوسرے لمحے عمران کے فائر سے وہ دونوں چیخیں مارتے ہوئے ڈھیر ہوگئے۔

ادھر فائرنگ تیزی سے دروازے کے قریب آتی جارہی تھی۔

"یہاں سے نکلو شکیل، صفدر کرا نکالو"۔۔۔ عمران نے چیخ کر کیپٹن شکیل سے کہا اور پھر اس نے پچھلی طرف بننے والے خلا کی طرف دوڑ لگا دی۔

لیکن اسی لمحے باہر سے بموں اور تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ یوں لگتا تھا جیسے کسی اور پارٹی نے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیا ہو اور پھر برآمدے میں ہونے والی فائرنگ کا رخ بدل گیا۔ اب فائرنگ دروازے کی بجائے دوسری طرف ہونے لگی۔ نئی فائرنگ کا دباؤ تیزی سے بڑھتا چلا گیا۔ بموں کے زبردست دھماکے بھی مسلسل ہو رہے تھے اور چند لمحوں بعد جوابی کارروائی سست ہوتی چلی گئی۔ اسی لمحے ایک بم اس برآمدے میں آگرا اور کان پھاڑ دھماکے کے ساتھ ہی برآمدے کا ایک حصہ اڑتا چلا گیا۔

"عمران صاحب میں چوہان ہوں"۔۔۔ اچانک دور سے چوہان کی تیز آواز فائرنگ کی گونج میں سنائی دی۔

"ہم لوگ اس کمرے میں ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب میں زور سے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے قدموں کی دوڑتی ہوئی آواز برآمدے میں سنائی دی۔

"عمران صاحب"۔۔۔ چوہان کی تیز آواز قریب سنائی دی۔

"ہم کمرے میں ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر آگیا لیکن اسی لمحے چوہان نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن عمران کے سینے سے لگا دی۔

"ارے ارے خدا کا خوف کرو بیچارے پرنس کو گولی لگ جائے گی"۔۔۔ عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا اور چوہان نے طویل سانس لیتے ہوئے مشین گن ہٹالی۔

"آپ میک اپ میں ہیں"۔۔۔ چوہان نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، میں میک اپ میں ہوں، کیپٹن شکیل باہر آ جاؤ بھئی" ——— عمران نے کہا اور اسی لمحے کیپٹن شکیل صفدر کو اٹھائے باہر آگیا۔

اور پھر برآمدے میں اور لوگ بھی پہنچ گئے۔ ان کی رہنمائی ایڈگر کر رہا تھا۔ ایڈگر نے بھی عمران کو دیکھتے ہی سٹین گن سیدھی کرنی چاہی۔

"بس بس یار سارے ہی بیچارے پرنس کو نشانہ بنانے پر تلے ہوئے ہو" ——— عمران نے چیخ کر کہا اور ایڈگر نے بھی ہاتھ ایک طرف کر لیا

"پرنس، آپ اور ڈیول کے میک اپ میں" ——— ایڈگر نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ اگر تم نہ آتے تو میں سنڈیکیٹ پر قبضہ کر چکا ہوتا" ——— عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے صفدر کی کراہ سنائی دی۔ وہ ہوش میں آگیا تھا۔

"ایڈگر، اسے ہسپتال پہنچاؤ۔ اس کی ران میں گولی لگی ہے" ——— عمران نے ایڈگر سے کہا اور ایڈگر نے اپنے ساتھیوں کو ہدایات دیں اور ان میں سے ایک نے جھپٹ کر صفدر کو کندھے پر لادا اور تیزی سے دائیں طرف بھاگتا چلا گیا

اسی لمحے ایک مسلح نوجوان وہاں آگیا۔

"باس تمام ہیڈ کوارٹر پر قبضہ ہو گیا ہے" ——— اس نوجوان نے ایڈگر سے کہا اور ایڈگر نے سر ہلا دیا۔

"اندر تمہارا جے فنلے میرے میک اپ میں پڑا ہوا ہے۔ اسے اٹھا کر باہر لے آؤ" ——— عمران نے ایڈگر سے کہا اور ایڈگر دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو وہ جے فنلے کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹتا ہوا باہر لے آیا۔ جے فنلے ہوش میں تھا لیکن اس

کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ ایک آنکھ کا خالی خانہ بے حد ہیبت ناک لگ رہا تھا۔

اور پھر عمران کے اشارے پر اس کی رسیاں کاٹ دی گئیں اور عمران جے فنلے کے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ ایڈگر ـــ کیپٹن شکیل ـــ اور چوہان ساتھ تھے۔ ایڈگر کے ساتھی جے فنلے کو دھکیلتے ہوئے ساتھ لے آئے۔

اور پھر خاص کمرے میں آکر عمران نے چند ہی لمحوں میں خفیہ الماری ڈھونڈ نکالی۔ جس میں وہ تمام بلیک میلنگ اسٹف موجود تھا۔ جس نے سنڈیکیٹ کو بڑی سنڈیکیٹ بنا دیا تھا اور ساتھ ہی وہ فائلیں بھی مل گئیں جن میں سنڈیکیٹ کے تمام ممبران کے نام درج تھے اور ان سے متعلق غیر قانونی کاموں کے ثبوت بھی موجود تھے۔

"اب بلاؤ اپنے ان پولیس آفیسروں کو جو آپ کی پکائی کھیر کھا سکیں" ـ عمران نے مسکراتے ہوئے ایڈگر سے کہا اور پھر خود وہ ملحقہ باتھ روم میں گھستا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد جب وہ واپس آیا تو وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔ پھر کیپٹن شکیل نے بھی میک اپ دھو دیا اور ساتھ ہی جے فنلے پر سے بھی عمران کا میک اپ صاف کر دیا گیا۔

چوہان اس دوران جو لیا اور اپنے دوسرے ساتھیوں کے متعلق عمران کو بتا چکا تھا۔ اس لئے عمران اب بے حد مطمئن تھا۔

ایڈگر نے ٹیلی فون پر پولیس کے اعلیٰ حکام سے رابطہ قائم کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد پورا ہیڈ کوارٹر پولیس کے اعلیٰ حکام سے بھر گیا۔

ایڈگر نے پولیس کے اعلیٰ حکام کے سامنے تمام بلیک میلنگ اسٹف جلا دیا ——— اور پھر پولیس آفیسروں نے پورے جوش و خروش

سے پورے فاراک میں پھیلے ہوئے سنڈیکیٹ کے ممبروں کی گرفتاری کے احکامات جاری کرنے شروع کر دیئے۔

انہیں جس وقت سے معلوم ہوا تھا کہ یہ سب کارنامہ پرنس کا انجام دیا ہوا ہے ـــــــ وہ سب ان کے سامنے بچھے چلے جا رہے تھے۔ اور عمران انہیں یہ یقین دلانے کی کوشش کر رہا تھا کہ اس نے تو کچھ بھی نہیں کیا ـــــــ بس لاحول پڑھ دیا تھا ـــــــ اور نتیجے میں ڈیول پھنس گیا ـــــــ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے ـــــــ البتہ اس لاحول پڑھنے کے دوران اس کے پانچ ساتھی شدید زخمی ہو گئے ہیں۔

"آپ نے فاراک کو بچا لیا ہے پرنس! ـــــــ فاراک کے تمام شہری ہمیشہ آپ کے ممنون رہیں گے" ـــــــ ایک اعلیٰ پولیس افسر نے آگے بڑھ کر باقاعدہ عمران کو سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ضرورت سے زیادہ جذباتی ہو گیا تھا۔

"شہری تو ہمیشہ ممنون ہوتے ہی رہتے ہیں ـــــــ البتہ اس بار بلیک سنڈیکیٹ کا خاتمہ ہونے سے وہ اعلیٰ حکام ضرور ممنون ہوں گے جن کے خلاف بلیک میلنگ اسٹف ختم ہو چکا ہے" ـــــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا اور پولیس آفیسر ندامت آمیز انداز میں مسکرا تا رہ گیا۔ کیونکہ عمران کی بات سو فیصد درست تھی یہ ساری خوشی حکام کو شہریوں کے بچنے کی نہیں بلکہ اپنے بچنے پر ہو رہی تھی۔

ختم شد

عمران اور فورسٹارز کا ایک ہنگامہ خیز ناول
مکمل ناول
مصنف
بلاسٹرز
مظہر کلیم ایم اے
بلاسٹرز — پاکیشیا میں دھماکے کرنے اور دہشت گردی کرنے والا ایک خفیہ گروپ۔ جس نے پاکیشیا میں دہشت گردی کی انتہا کر دی۔
بلاسٹرز — جس کے دھماکوں سے سینکڑوں بے گناہ شہریوں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے۔
بلاسٹرز — جس کی تلاش میں پولیس، انٹیلی جنس اور دوسرے سرکاری ادارے ناکام ہو گئے۔
بلاسٹرز — جن کی دہشت گردی سے پاکیشیا کی فضا خوف اور دہشت سے بھر گئی۔
فورسٹارز — پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خصوصی گروپ، جو بلاسٹرز کے مقابلے میں میدان میں اتر آیا۔
کیا عمران اور فورسٹارز، بلاسٹرز کو تلاش کرنے اور ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب بھی ہو سکے۔ یا ——؟
انتہائی پرخطر جدوجہد تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس سے بھرپور ناول
آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے حاصل کریں
شائع ہو گیا ہے
یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان